# یزید کی شخصیت

## اہلِ سنت کی نظر میں

ناصبیوں کے ۱۲ شبہات کے جوابات

از

مولانا محمد عبد الرشید نعمانی

مکتبہ اہل سنۃ وجماعۃ
کراچی۔ ۱۹

قیمت ۱۵ روپے

# مطلوبہ کتب

~~التفہیمات~~ التفہیمات الالٰہیہ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شرح تراجم ابواب بخاری از شاہ ولی اللہ دہلوی

اسماء الخلفاء و الولاۃ از ابن حزم اندلسی

منہاج السنہ از ابن تیمیہ

میزان الاعتدال از الذہبی

صحابہ کی ایک جماعت امام حسین کے موقف کی حامی تھی ص ۱۹۵ و ص ۱۹۶

یزید ص ۱۰ تا ص ۱۳ ص ۲۶ تا ۳۱ و ص ۵۳ ص ۶۵ ص ۷۲ ص ۸۳ ص ۸۵ تا ص ۹۲ ص ۱۰۸ و ص ۱۰۹ ص ۱۴۷ (لعنت یزید) ص ۱۸۳ ص ۲۰۰ تا ص ۲۰۳

یزید اس کا اہل نہیں کہ اس سے روایت کی جائے ص ۱۱

موقف امام حسین کی صحت ص ۱۹۷

یزید حضرت مجدد کی نظر میں ص ۲۱۰

یزید نواب صدیق حسن خان کی نظر میں ص ۲۱۴

یزید کی مذمت میں حدیثیں ص ۳۵ و ص ۳۹ و ص ۴۷ و ص ۵۴ و ص ۶۶

17/3/39

بلغ العلیٰ بکماله
کشف الدجیٰ بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه وآله

Marfat.com
Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

# یزید کی شخصیت

## اہلِ سُنّت کی نظر میں

ناصبیوں کے ۱۲ شبہات کے جوابات

از

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی مدظلہ

ناشر

مکتبہ اہل سنة وجماعة کراچی ۱۹

۳۸۶ - قاسم آباد، لیاقت آباد، کراچی ۱۹ - (پاکستان)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عرض ناشر

حامداً و مصلیاً و مسلماً امابعد

حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے ہم اس قابل ہوئے کہ اس کتاب کی دوسری اشاعت ناظرین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ عزّوجل سے بصد عجز و نیاز یہ دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ناصبیت کے اس تازہ فتنے کا قلع قمع فرمائے جو خاندانِ نبوت اور عترتِ پیغمبر علیہ الصلوات والتسلیمات سے مسلمانوں کی عقیدت کو مجروح کرنے، اور تاریخ اسلام کا حلیہ بگاڑنے کے لیے کھڑا کیا گیا ہے۔

ناظرین سے ہماری بس اتنی استدعا ہے کہ جو کتاب بھی ہم شائع کریں اس کا ٹھنڈے دل سے مکرر سہ کرر بغور مطالعہ کر کے فیصلہ کریں کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حق ہے یا نہیں، اور پھر اگر مطالعہ کے بعد آپ کا دل خود اس امر کی گواہی دے کہ یہ حق کی دعوت ہے تو اس دعوت کو عام کرنے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں، کتاب کو خود خریدیں استطاعت ہو تو اس کے مزید نسخے خرید کر دوست احباب کو ہدیہ کریں۔ خاص طور پر اپنی مسجد کے خطیب اور امام صاحب کو اس کا نسخہ پیش کریں ورنہ خود پڑھیں اور دوسروں کو اس کے پڑھنے کی دعوت دیں۔

ناچیز مظفر لطیف عفی اللہ عنہٗ

چہار شنبہ ۱۹ جمادی الثانیہ ۱۴۰۳ھ

Marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

# دیباچہ طبع دوم

حامداً و مصلیاً و مسلماً اما بعد

حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کتاب کی دوسری اشاعت ناظرین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اللہ عز وجل سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور ناصبیت کے اس تازہ فتنہ کا قلع قمع فرمائے۔ اور نہ صرف "ناصبیت" بلکہ اہلِ اسلام کو دشمنانِ دین کے ہر فتنہ سے محفوظ رکھے، آمین۔

"یزید" بھلا آدمی تھا یا برا، وہ خلیفہ عادل تھا یا ظالم و جابر فرمانروا اس کا ایمان پر خاتمہ ہوا یا کفر پر، اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا اس نے حکم دیا یا نہیں، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف خروج کر کے بغاوت کی تھی یا ان کا یہ اقدام سراسر شرع کے حکم کے مطابق تھا۔ یزید نے مدینہ نبوی اور حرم الٰہی کی حرمت کو پامال کیا یا نہیں۔ صحابہ و تابعین کی ایک خلقت کا اس کے ہاتھوں قتل عام ہوا یا نہیں، یہ اور اس قسم کے دیگر مباحث ظاہر ہے کہ ان کو عملی زندگی سے دور کا بھی تعلق نہیں یہ خالص نظریاتی مسائل ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض لوگ ہماری اس کوشش کو تحسین کی نظر سے نہ دیکھیں اور اس کو مفت کا ضیاع وقت خیال کریں۔

لیکن ایک دوسری حیثیت سے اگر اس کو دیکھا جائے تو ہمارے اس کام کی اہمیت

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بہت ہی بڑھ جاتی ہے وہ یہ کہ اگر بالفرض یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ "یزید ایک صالح مسلمان اور خلیفہ عادل بھی تھا" تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ اپنی تاریخ کو محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ الٹا اُس کو مسخ کر دیا، یزید جیسے صالح مسلمان اور خلیفہ، عادل کے کردار کو ایسا گھناؤنا کر کے پیش کیا کہ وہ شیطان مجسم نظر آنے لگا۔

یاد رہے یزید کا دور صحابہ و تابعین کا دور ہے۔ اس لئے اس دور کی تاریخ کا ایک ایک واقعہ بسند قلمبند کیا گیا ہے، وہ عام تاریخ کی طرح نہیں کہ جس میں سند کا التزام نہیں ہوتا۔ بلکہ محض وقائع نگاروں کے قلم کی مرہون منت ہوتی ہے۔ طبقات صحابہ و تابعین پر بیسیوں کتابیں لکھی گئی ہیں، سارے علم اسماء الرجال کا دارومدار ان ہی کتب طبقات پر ہے۔ اگر یہی کتابیں بے اعتبار ٹھہریں تو پھر حدیث کی ساری کتابوں کو دریا برد کرنا پڑیگا۔ کیونکہ ان کی صحت و ضعف کا دارومدار ان ہی کتب طبقات پر ہے۔ کہ ان ہی کتب میں راویوں کے احوال مذکور ہیں اگر یہی بے اعتبار قرار پائیں تو پھر یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں شخص صحابی ہے اور فلاں نہیں، اور فلاں تابعی ہے اور فلاں نہیں، اور فلاں سچا اور لائق اعتبار تھا اور فلاں کذاب اور دجال، جب یزید جیسے خلیفہ عادل کا ان کتابوں میں حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا گیا اور فیصلہ کر دیا گیا کہ "وہ اس کا اہل ہی نہیں کہ اس کی کوئی روایت قبول کی جائے"۔ چنانچہ حدیث کی تمام کتابیں اسکی روایت سے یکسر خالی ہیں اور اگر کہیں ایک آدھ روایت کسی نے درج بھی کی تو علم سماء الرجال نے یزید کی نا اہلی کا فیصلہ کر کے اس کی روایت کو مردود کر دیا۔ غرض سارے محدثین نے اس غریب سے بالکلیہ قطع تعلق کر لیا اور نہ صرف محدثین بلکہ حاملین ملت کے تمام طبقوں میں خواہ وہ مفسرین ہوں یا متکلمین، فقہا ہوں یا صوفیہ اس خلیفہ عادل اور صالح مسلمان کو بار نہیں۔ اور یہ تو صرف ایک بیچارے یزید کے ساتھ ہوا

Marfat.com
Marfat.com

معلوم نہیں اور اس جیسے کتنے صالحین ہوں گے جو اس ظلم کی چکی میں پس گئے ہوں گے اور ہم ان کو صالحین کی فہرست سے خارج کر کے زمرۂ شیاطین میں شمار کرتے ہوں گے اور جس طرح یزید کا تاریخ اسلام نے حلیہ بگاڑا ہے اور اسے ایک ظالم وسفاک فاسق و فاجر کے روپ میں پیش کیا ہے۔ اسی طرح عین ممکن ہے کہ مسلمانوں کے اسماء الرجال ان کی تاریخ اور کتب حدیث و طبقات نے کسی شیطان مجسم کو اس کا نقش و نگار ٹھیک کر کے ہمارے سامنے اس کو ولی اللہ کے روپ میں پیش کر دیا ہو یا اسے صحابی، تابعی اور خلیفہ راشد بنا دیا ہو کیونکہ جب یزید کے ساتھ ایسا ظلم وستم تاریخ کے ہاتھوں ہوا تو پھر دوسروں پر کیوں نہیں ہو سکتا اور یہ مان لینے کے بعد پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی تاریخ سے ہاتھ دھو کر خود اسلام کے اثر پر کلام کیا جائے اور اس کی ساری تعلیم کو غیر محفوظ قرار دیا جائے یہی منکرین حدیث کی اصل غرض و غایت اور ملحدین کا اصل منشا ہے۔ کیمونسٹ اس کے ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں افتراق اور اشتعال پیدا ہو کر قتل و قتال کا بازار گرم ہو۔ افسوس ہے کہ بعض نادان مولوی جن کو تاریخ کا سرے سے ذوق نہیں ان بے دینوں کی اس سازش کا شکار ہو کر یزید کی حمایت میں سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ اور اس طرح گویا خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔

محمود احمد عباسی اس فتنہ کا سربراہ ایک ناخدا ترس اور دین بیزار آدمی تھا۔ جس زمانہ میں وہ چینی سفارت خانہ میں ملازم تھا اس نے اس فتنہ کی داغ بیل ڈالی۔ اور اب رفتہ رفتہ یہ فتنہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس فتنہ میں مبتلا لوگوں کی جرأت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ وہ آئے دن عباسی کی کتاب "خلافت معاویہ و یزید" سے کچھ شبہات نقل کر کے مولویوں کو استفتا کی

Marfat.com
Marfat.com

صورت میں بھیجتے رہتے ہیں چنانچہ یہ بارہ شبہات بھی اس کی کتاب سے نقل کرکے "بشارت مغفرت کے امین حضرت یزید بن معاویہؓ سے متعلق ایک اہم استفتاء اور اس کا جواب" کے نام سے ایک کتابچہ کی شکل میں پہلے مجلس عثمان غنی کراچی نے شائع کئے اور بعد کو "انجمن تحفظ ناموس صحابہ لاہور" نے پھر کسی صاحب نے اس کو اپنے ہاتھ سے نقل کرکے "مدرسہ عربیہ علامہ بنوری ٹاؤن" کے دارالافتاء میں استفتاء کی شکل میں پیش کردیے اور جواب کے طالب ہوئے۔

حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ان شبہات کا تحقیقی جواب لکھنے کی توفیق بخشی۔ ہماری اس کاوش سے اگر کسی ایک مسلمان کا بھی ذہن ان شبہات کے خس وخاشاک سے پاک ہوگیا تو ہماری دلی مراد برآئی اور ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوئے کہ

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

یزید کی شخصیت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ علماء اہل سنت میں اس پر تو اتفاق ہے کہ وہ فاسق وظالم تھا البتہ اختلاف ہے تو اس بارے میں ہے کہ اس کو کافر قرار دیا جائے یا نہیں اور اس پر لعنت کرنا روا ہے یا اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ اب ایسے شخص کو جنتی بتانا اور اس کی تعریف کے گن گانا ضلالت نہیں تو اور کیا ہے۔

اس اشاعت میں سولہ صفحات کا اضافہ ہے جس میں کراچی کے بعض غیر مقلدین نے یزید کی تائید میں جو فتوی صادر کیا تھا۔ اس کا تفصیلی جواب ہے اور اہلحدیث کے معتمد علماء نے یزید کے بارے میں جو اظہار خیال کیا ہے وہ درج ہے نیز اس امر پر سیر حاصل بحث ہے کہ یزید قطعًا اس لشکر میں شامل نہ تھا جس کے لئے مغفرت کی حدیث نبوی میں بشارت آئی ہے۔ دو جگہ نہایت قیمتی حواشی کا اضافہ ہے۔ اس کی بھی کوشش کی ہے کہ پہلی طباعت میں جو غلطیاں یا خامیاں رہ گئی ہیں ان کو درست کردیا جائے۔ محمد عبد الرشید نعمانی ـ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

# فہرست مضامین

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| تمہید | ۱ |
| استفسار کے سوالات عباسی کی کتاب سے منقول ہیں | ۲ |
| استفسار | ۳ |
| استفسار کا اجمالی جواب | ۹ |
| اہل عدل سے محبت رکھنا اور اہل جور سے بغض رکھنا اہل سنت کا شیوہ ہے | ۹ |
| حضور علیہ السلام کے اصحاب، ازواج اور ذریت کے بارے میں اچھی رائے رکھنے والا نفاق سے بری ہے۔ | ۹ |
| حضرت فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حضرات حسنین جوانان جنت کے۔ | ۱۰ |
| یزید سے نفرت کرنا ایمان کا مقتضی ہے | ۱۱ |
| یزید کے برے کرتوتوں کی تفصیل شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے قلم سے۔ | ۱۱ |
| شاہ ولی اللہ صاحب کی تصریح کہ یزید داعی ضلال تھا اور منافق تھا یا فاسق۔ | ۱۳ |
| ناصبیوں کے شبہات کے تفصیلی جوابات۔ | |
| پہلے شبہ کا تفصیلی جواب۔ | ۱۴ |

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

غزوۂ قسطنطنیہ میں یزید کی شرکت کی بابت دو حدیثیں ۱۴

مستفتی اگر دوسری حدیث پر غور کرتے تو سرے سے شبہ ہی پیدا نہ ہوتا۔ ۱۴

کسی عمل خیر پر بشارت کا یہ مطلب نہیں کہ اس عمل کے بعد ظلم کی کھلی چھٹی ہے۔ ۱۵

کسی شخص کا نام لے کر اسے جنتی کہنا اور بات ہے اور کسی عمل خیر پر مغفرت کی بشارت دینا الگ چیز ہے۔ ۱۵

یزید کا نام لے کر اس کو جنت کی بشارت نہیں دی گئی۔ ۱۵

حافظ ابن کثیر کی تصریح کہ یزید کا اعتقاد مرجیہ کا سا تھا جو ایک گمراہ فرقہ ہے۔ ۱۶

شیعان امویہ کا مذہب۔ ۱۷

یزید جہاد قسطنطنیہ میں شرکت کے لیے تیار نہ تھا۔ ۱۷

یزید کا مجاہدین روم کا مذاق اڑانا ۱۸

حضرت معاویہ کا بالجبر اس کو جہاد پر روانہ کرنا ۱۹

یزید نے زمام خلافت سنبھالتے ہی بحری اور سرمائی جہاد کو ختم کرنے کا حکم دے دیا۔ ۲۰

"سیدنا یزید" کے مؤلف کی شرمناک حاشیہ آرائی۔ ″

بالفرض یزید جہاد قسطنطنیہ میں دل سے شریک ہوا تو اس غزوہ تک جو گناہ اس نے کیے تھے ان کی مغفرت کی امید تو کی جا سکتی ہے نہ کہ آئندہ ہونے والے جرائم کی بخشش کی۔ ۲۱

شاہ ولی اللہ صاحب کی تصریح اس باب میں ۲۲


Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

| | صفحہ |
| --- | --- |
| یزید نے بعد کو ایسے کام کیے جو لعنت کے موجب تھے | ۲۴ |
| حدیث میں جن چھ افراد کو لعنتی بتایا گیا ہے ان میں یزید شامل تھا۔ | ۲۵ |
| جہادِ قسطنطنیہ میں شرکت کے بعد یزید کے مظالم کی تفصیل امام ابن حزم کی زبانی۔ | ۲۶ |
| خلاصہ بحث | ۳۲ |
| یزید جیسے فاسق کی سرکردگی میں بھی جہاد ہو سکتا ہے | ۳۳ |
| "مدینہ قیصر" سے حدیث میں قسطنطنیہ نہیں بلکہ "حمص" مراد ہے | ۳۴ |
| "صحیح بخاری" میں یزید کی مذمت میں حدیثیں | ۳۵ |
| پہلی حدیث | " |
| حضرت ابوہریرہ کا دورِ یزید سے پناہ مانگنا | ۳۷ |
| یزید کی مذمت میں "صحیح بخاری" کی دوسری حدیث | ۳۹ |
| امت کی تباہی قریش کے چند بے وقوف لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔ | ۴۰ |
| لونڈوں کی حکومت کی کیفیت | " |
| شمر کا اطاعت یزید کے سلسلہ میں عذرِ بد | ۴۱ |
| امت کو تباہ کرنے والے لونڈوں میں یزید سرِ فہرست ہے | ۴۳ |
| آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کہ ان لونڈوں سے دور رہا جائے۔ | ۴۴ |
| صحابہ و تابعین کا اس ہدایت پر عمل۔ | " |

صفحہ

مروان کا ان مفسد لونڈوں پر لعنت کرنا ۴۶
یزید کے دور میں صحابہ و تابعین پر مظالم ۴۷
تیسری روایت "
یزید کی ولی عہدی کے سلسلے میں مروان کی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی جناب میں گستاخی و افترا پردازی۔ "
حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا مروان کو برسر منبر ٹوکنا۔ ۴۹
حضرت عائشہ کا مروان کو جھوٹا کہنا ۵۱
مروان کی حضرت عائشہ سے سخت کلامی "
حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر، حضرت معاویہ و ابو سفیان سے افضل ہیں "
حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا حضرت معاویہ کی رقم کو واپس کر دینا۔ ۵۲
یزید کا گورنر مدینہ کو اس لیے معزول کر دینا کہ اس نے حضرت حسین و حضرت ابن زبیر پر سختی کیوں نہیں کی۔ ۵۳
مروان کا گورنر مدینہ کو مشورہ دینا کہ حضرت حسین و ابن زبیر و ابن عمر اگر بیعت نہ کریں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔ ۵۴
حضرت ابو شریح کا گورنر مدینہ کو حرم الٰہی پر فوج کشی سے منع کرنا "
چوتھی حدیث۔ "
یزیدی گورنر کا حضرت ابو شریح کے سامنے اپنی علمیت بگھارنا ۵۷
اس گورنر کے بارے میں امام ابن حزم کا فیصلہ "
حضرت ابن زبیر کے خلاف گورنر مدینہ عمرو اشدق کی ہرزہ سرائی

Marfat.com

| | صفحہ |
|---|---|
| قابل قبول نہیں | ۵۷ |
| حضرت ابن زبیر کے فضائل حضرت ابن عباس کی زبانی | ۶۰ |
| حضرت عثمان نے جن حضرات کو کتابتِ قرآن پر مامور کیا ان میں ابن زبیر بھی ہیں۔ | ۶۱ |
| حضرت ابن زبیر کے فضائل احادیث کی روشنی میں | ۶۲ |
| یزیدی گورنر عمرو اشدق کی مذمت حدیث میں | ۶۵ |
| کربلا کے دن بنی امیہ نے اپنے دین کو ذبح کر کے رکھ دیا | ۶۶ |
| پانچویں حدیث | 〃 |
| قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس ولحاظ | 〃 |
| ابن زیاد بدنہاد کی حضرت حسین کے سر اقدس کے ساتھ گستاخی | ۶۹ |
| یزید کی شقاوت | ۷۲ |
| ابن زیاد بدنہاد کا صحابہ کے ساتھ گستاخانہ طرز عمل | ۷۳ |
| حضرت معقل بن یسار کا اس کو نصیحت فرمانا۔ | 〃 |
| ابن زیاد کی حضرت عبداللہ بن مغفل کے ساتھ گستاخی | ۷۶ |
| ابن زیاد کی حضرت عائذ بن عمرو کے ساتھ بدتمیزی | ۷۷ |
| ابن زیاد کا حضرت ابو برزہ کا مذاق اڑانا | ۷۸ |
| ابن زیاد بدنہاد تھا | ۸۱ |
| یزید کی مدینہ نبوی پر فوج کشی | ۸۳ |
| واقعہ حرّہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی۔ چھٹی حدیث۔ | 〃 |


Marfat.com

Marfat.com

صفحہ

حرہ کے مظالم کی تفصیل ۸۵
حرم مکہ کا محاصرہ اور اس پر گولہ باری ۸۹
یزید کا انجام بد ″
خود فیصلہ کیجئے ۹۱
امام سیوطی اور علامہ تفتازانی کا یزید پر لعنت کرنا۔ ۹۲
ناصبیوں کا یہ عقیدہ کہ خلفاء حساب وعذاب سے بری ہیں۔ ۹۳

دوسرا شبہ اور اس کا جواب

صحابہ یزید کے درباری نہ تھے۔ ۹۷
یہ رافضیوں کی طرح کا شبہ ہے ۹۹
کیا یزید کے ظلم وستم میں کبھی کوئی صحابی شریک ہوا ہے؟ ۱۰۱

تیسرا شبہ

یزید کی برائت کے بارے میں محمد بن حنفیہ کی روایت
قابل اعتماد نہیں ہے۔ ۱۰۶
"منتقی" کا غلط حوالہ ″
یہ جاہل کردوں کا عقیدہ ہے کہ یزید خلیفۂ راشد تھا ″
خلافت نبوت جیسا کہ حدیث میں تصریح ہے تیس برس
رہی پھر ملوکیت آگئی۔ ″
ائمہ مسلمین میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ یزید عادل تھا
اور حق تعالیٰ کا مطیع۔ ۱۰۷
حافظ ابن کثیر کی تصریحات یزید کے فسق کے بارے میں ۱۰۸

Marfat.com

Marfat.com

صفحہ

محمد بن حنفیہ کی طرف منسوب اس افسانہ کا ذکر دوسری کتابوں میں نہیں ملتا ۱۱۰

فن رجال کا متفقہ فیصلہ "یزید اس کا اہل نہیں کہ اس کی کوئی روایت لی جائے" ۱۱۰

چوتھا شبہ

کیا حضرت ابن عباس نے یزید کو اپنے خاندان کا نیک فرد بتلایا تھا؟ ۱۱۲

اغانی کی روایت میں یہ بات مذکور نہیں۔ "

"الامامہ والسیاسیہ" قابل استناد کتاب نہیں ۱۱۳

"بلاذری" کی سند صحیح نہیں۔ ۱۱۴

بالفرض یہ روایت صحیح ہو تو حضرت ابن عباس کی آخری رائے کا اعتبار ہوگا۔ "

یزید اور حضرت ابن عباس کی خط و کتابت ۱۱۵

یزید کا خط حضرت ابن عباس کے نام "

حضرت ابن عباس کا سرزنش نامہ یزید کے نام ۱۱۷

پانچواں شبہ اور اس کا جواب

قاضی ابن العربی کی رائے غزالی کے بارے میں ۱۲۲

قاضی ابن العربی کا فتویٰ کہ حسین کا قتل جائز تھا ۱۲۳

قاضی ابوبکر ابن العربی ناصبی ہیں ۱۲۴

کتاب الزہد میں جس یزید کا ذکر ہے وہ یزید اموی نہیں بلکہ


Marfat.com
Marfat.com

صفحہ

اس نام کے دوسرے بزرگ ہیں۔ ۲۶
ناصبیوں کا امام ابن جریر کو رافضی بتانا محض جھوٹ ہے ۲۷
مطبوعہ "کتاب الزہد" اصل نہیں اس کا انتخاب ہے ۲۸
یزید کے بارے میں امام احمد کی تصریح کہ اس سے کوئی روایت
نہ کی جائے۔ "
حافظ ابن حجر کی "لسان المیزان" سے یزید کا مکمل ترجمہ ۳۰
امام احمد کی تصریح کہ یزید ملعون ہے۔ ۳۶
قاضی ابوبکر بن العربی کی ہجو۔ ۳۹

چھٹا شبہ اور اس کا جواب

یزید کے جرائم کی فہرست طویل ہے ۴۲
غزالی کے فتویٰ کی تنقیح "
حضرت حسین کا میدان کربلا میں آخری خطبہ ۴۵
امام کیاہراسی کا فتویٰ کہ یزید ملعون ہے ۴۷
حافظ ابن الوزیر یمانی نے غزالی کے فتویٰ کا تفصیلی رد لکھا ہے ۴۹
یزید پر لعنت کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تحقیق "
یزید پر لعنت کے بارے میں علماء کے اختلاف کی بابت
شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحقیق ۵۳
یزید پر جب لوگوں نے پھٹکار کی تو اس نے اظہار ندامت کیا ۵۵
یزید پر لعنت کے بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ ۵۶
بعض علماء یزید پر لعنت اس لیے نہیں کرتے کہ کہیں اس کے

Marfat.com

گناہوں کا بوجھ کم نہ ہو جائے۔ ۱۵۸
بعض حضرات کے پیش نظر اس سلسلہ میں یہ مصلحت ہے کہ لعنت کا سلسلہ آگے نہ بڑھے۔ ۱۵۹
یزید پر لعن کے بارے میں امام احمد کی تصریح ۱۶۰
یزید پر لعنت کے بارے میں امام اعظم اور دوسرے ائمہ حنفیہ کی تصریحات ۱۶۱
امام ابوبکر جصاص کا فتوی "
ائمہ بخاری کا فتوی "
امام کروری کا فتوی ۱۶۳
"خلاصۃ الفتاوی" اور "فتاوی بزازیہ" کا شمار فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں ہے۔ "
لعن کے بارے میں "کتاب العالم والمتعلم" کی عبارت ۱۶۴
مسلمان پر لعنت کرنے کا مطلب ۱۶۵

ساتویں اور آٹھویں شبہے

یزید نے حضرت عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی اور حضرت عمر کی پوتی سے نکاح کیا تھا۔ ۱۶۶
ان شبہوں کا منشا کیا ہے ۱۶۶

نواں شبہ

حضرت زین العابدین کی یزید سے بیعت اور اس کے حق میں دعائے خیر کرنا ۱۶۷
اس شبہ کا جواب

Marfat.com

صفحہ


"طبقات ابن سعد" اور بلاذری کا غلط حوالہ ۱۶۸
یزید کے کمانڈر کی حضرت زین العابدین کے ساتھ بدتمیزی "
اہل شام کا حضرت زین العابدین کو ستانا۔ ۱۷۰
اہل بیت کی حق تلفی ۱۷۱

دسواں شبہ

سادات کی رشتہ داریاں امویوں سے ۱۷۳

اس شبہ کا جواب

واقعۂ کربلاء کے بعد بنی فاطمہ اور یزید کی اولاد میں کوئی رشتۂ مناکحت قائم نہیں ہوا۔ "
عبدالملک کا یزید کے زوال سے عبرت پکڑنا "

گیارھواں شبہ

شریر النفس لوگوں نے حضرت حسین کو یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا۔ اور جب آپ نے جان لیا کہ تمام امت یزید کی بیعت پر متفق ہے تو آپ اپنے ارادے سے دستبردار ہو گئے۔ ۱۷۴

اس شبہ کا جواب

سائل کی لغوبیانی و دروغ گوئی۔ ۱۷۵
حضرت فاروق اعظم کی شہادت میں کسی کوفی کا ہاتھ نہ تھا "
بقیہ غلط باتوں کی تفصیل ۱۷۶
حضرت حسین کا اقدام محض للہ فی اللہ بغرض اعلاء کلمۃ اللہ تھا "


Marfat.com
Marfat.com

صفحہ


جن حضرات نے یزید و حجاج کے خلاف اقدام کیا ان سے
جنگ کرنا ناجائز تھا ۱۷۷
جو بین بین یزید اور اس کے عمال نے حضرت حسین کو
چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ ۱۷۸
جن حضرات نے بھی حضرت حسین کو کوفہ جانے سے روکا
بربنائے شفقت روکا ″
کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے ۱۷۹
کوفہ کی گورنری پر ابن زیاد کا تقرر اور حضرت حسین کی شہادت ″
حضرت حسین کے سر مبارک کے ساتھ ابن زیاد کی گستاخی ۱۸۰
عمر بن سعد کا حشر ۱۸۲
ابن زیاد کے سر کا عبرت ناک انجام ″
یزید کا دنیا سے ناکام و نامراد جانا ۱۸۳
یزید کی نسل کا منقطع ہو جانا۔ ۱۸۴
یہ صحیح نہیں کہ اخیر وقت میں حضرت حسین، یزید کی بیعت
پر راضی ہو گئے تھے ۱۸۵
اس روایت پر درایت کے اعتبار سے تفصیلی بحث ″
حضرت حسین کا شمار تجبار صحابہ میں ہے ۱۸۷
اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی اور حضرت حسین
اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے۔ ۱۸۸
حضرت حسین، اگر یزید کی بیعت پر راضی تھے تو پھر بیعت کیوں نہ کی؟ ۱۸۹


Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

صفحہ


اس روایت کے برخلاف عقبہ بن سمعان کی روایت بھی
موجود ہے۔ ۱۹۰
خضری کی تحقیق اس باب میں ۱۹۱
بارہواں شبہ
حضرت حسین کی اجتہادی غلطی جس کا اصل سبب سبائی کوفیوں
کے جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا۔ ۱۹۲
اس شبہ کا جواب
بقول مستفتی جب حضرت حسین نے اپنے موقف سے رجوع
کرلیا تھا تو پھر ان کو شہید کرنے کا کیا جواز تھا۔ "
سبائی کون تھے؟ "
یہ افترا ہے کہ حضرت حسین کے ساتھی کوفی سبائیوں نے لڑائی
میں پہل کر کے صلح نہ ہونے دی ۹۴
صحابہ کی بھاری اکثریت حضرت حسین کے موقف کی حامی تھی ۹۵
صحابی رسول کا معرکۂ کربلا میں شہید ہونا ۹۷
احادیث کی رد سے حضرت حسین کے موقف کی صحت "
اہل بیت سے جنگ کرنا باجماع امت مذموم ہے ۹
یزید کے بارے میں خود اس کے بیٹے کی شہادت ۰۰
یزید کے بارے میں ابن زیاد کی شہادت ۱
یزید کا فسق اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے
شہادت حسین پر حضور علیہ السلام کا قلق


Marfat.com
Marfat.com

صفحہ

شہادت حسین کے بارے میں ابن تیمیہ کا بیان ۲۰۷
حضرت حسین سے حضور علیہ السلام کا محبت فرمانا اور خلفاء ثلاثہ کا ان کا اکرام کرنا۔ ۲۰۸
مفتی محمد شفیع صاحب کی طرف فتویٰ کا انتساب مشکوک ہے ۲۰۹
یزید کے بارے میں مفتی صاحب کے اکابر کی تصریحات ۲۱۰
لعن یزید کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کی تصریحات ۲۱۰
بحر العلوم کی تصریح یزید کے بارے میں ۲۱۲
سید احمد شہید کی تصریح یزید کے بارے میں ״
مولانا تھانوی کا فتوی ۲۱۳
غیر مقلد مفتیوں کے فتوی کی تنقیح ۲۱۳
نواب صدیق حسن خاں کا فیصلہ یزید کے بارے میں ۲۱۴
علامہ مقبلی کی رائے ۲۱۷
یزید کی طہارت و مغفرت کی بحث ۲۲۰
یزید کا جزیرہ رودس اور جزیرہ ارداد سے مجاہدین کو واپس بلوانا ۲۲۱
"مدینہ قیصر" سے کیا مراد ہے ۲۲۲
حدیث مدینہ قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح ۲۲۲
یزید قسطنطنیہ کی پہلی مہم میں شریک نہ تھا ۲۲۳
یزید کا عقیدہ اور عمل دونوں خراب تھے ۲۲۸
حافظ ابن تیمیہ کا فتویٰ یزید سے محبت رکھنے کے بارے میں ۲۲۹
روافض و نواصب دونوں راہ ہدایت سے دور ہیں۔ ״
اہل سنت کے لئے لمحہ فکریہ ۲۳۲

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تمہید

الحمد للہ رب العالمین، والعاقبۃ للمتقین، ولا عدوان الا علی الظا[لمین]

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد وعلیٰ الہ و[صحبہ]

Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مندرجہ ذیل حقائق پر مبنی نظریات رکھتا ہے۔

اوّل :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ مدینۃ الروم قسطنطنیہ پر جہاد کرنیوالے لشکر کے لئے مغفرت ہے اور امیر یزید مرحوم اس لشکر کے کمانڈر تھے۔ لہٰذا اس مغفرت میں وہ بھی شریک ہیں۔

(الف) قال النبیُ صلی اللہ علیہ وسلم اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِی یَغْزُوْنَ مدینۃ قیصر مغفور لھُم۔ (بخاری شریف جلد ا۔ ص ۴۱۰)

(ب) قال محمود بن الربیع فحدثتھا قومًا فیھم اَبُو اَیُّوب الانصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ الّتی تُوُفّیَ فیھا و یزید بن مُعاوِیہ عَلَیہِم بِاَرضِ الرُّوم (بخاری شریف، ج ا، ص ۱۵۸۔)

دوم :۔ بہت سے صحابہ کرام نے امیر یزید مرحوم سے بیعت خلافت کی۔ اور اس پر قائم رہے منجملہ اُن کے (۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۳) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ (۴) حضرت نعمان بن بشیر (۵) حضرت جابر بن عبداللہ۔ (۶) وغیرہم۔ اگر امیر یزید کافر یا فاسق و فاجر اور شرابی و زانی اور دشمن دین ہوتے۔ تو یہ حضرات صحابہ کرامؓ اُن کے ہاتھ پر ہرگز بیعت نہ فرماتے۔ اگر یہ بات نہ مانی جائے۔ تو ان صحابہؓ پر کفر و فسق نوازی اور فجور و بددینی کی سرپرستی و تعاون کا بڑا بھاری الزام آئیگا۔ اور یہ سراسر قرآن کریم کے بیان کردہ اس وصف کے خلاف ہے۔ جو جماعت صحابہ سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلٰکِنَّ اللہَ حَبَّبَ اِلَیکُمُ الاِیمَانَ وَزَیَّنَہ فی قلوبکم وکَرَّہَ الیکم الکُفْرَ

Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

نے کتاب الزُّهد،، میں امیر یزید مرحوم و مغفور کا ذکر زُھّاد صحابہ کے بعد اور تابعین سے
پہلے اس زُمرے میں بیان فرمایا ہے۔ جن کے وعظ و فرمان سے ہدایت حاصل کیجاتی ہے
اور امیر یزید کے خطبے کے چند جملے بھی نقل کیے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن لوگوں کو شرم دلائی ہے
جو آپ پر شراب نوشی اور فسق و فجور وغیرہ کا اتہام لگاتے ہیں۔

(ز) وھذا یدل علی عظیم منزلتہ عندہ حتی یدخلہ فی جملۃ الزّھاد من
بعد الصّحابۃ والتابعین یقتدی بقولھم ویرعوی من وعظھم نعم
وما أدخلہ الا فی جملۃ الصّحابۃ قبل أن یخرج الی ذکر التابعین فأین ھذا
من ذکر المؤرخین لہ فی الخمر وانواع الفجور الا یستحیون والعواصم من القواصم

صفحہ ۲۳۳)

ششم:۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ امیر یزید نے نہ تو سید حسین رض
کے قتل کا حکم دیا۔ اور نہ ہی اس پر رضامند تھے۔ جو شخص اُن پر الزام لگائے۔ وہ حد درجہ
ابلہ اور احمق ہے۔ نیز فرماتے ہیں۔ کہ امیر یزید پر رحمۃ اللہ علیہ کہنا صرف جائز نہیں۔ بلکہ
مُستحب ہے۔ اور چونکہ مؤمن تھے۔ اس لئے ہر نماز میں مومنین کی مغفرت والی دعا میں شامل ہیں

(ح) واما الترحم علیہ فجائز بل ھو مستحب بل ھو داخل فی قولنا
فی کل صلوۃ اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات فانہ کان مؤمنا والله
اعلم کتب الغزالی (تاریخ ابن خلقان۔ جلد ۱ صفحہ ۴۶۵۔)

ہفتم:۔ امیر یزید سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر
طیار کے داماد ہیں۔ کیونکہ سیدہ ام محمد بنت عبداللہ بن جعفر اُن کے نکاح میں تھیں۔ اس
رشتے سے آپ سیدنا حسین رض کے بھتیجے داماد ہوتے ہیں۔ "جمہرۃ الانساب" ابن حزم۔

ہشتم:۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پوتی سیدہ اُم مسکین بنت عاصم بھی امیر موصوف

Marfat.com
Marfat.com

کے حبالۂ عقد میں تھیں۔ اس رشتہ سے آپ خلیفہ دوم کے پوتے داماد ہوتے ہیں۔ انساب الاشراف، کتاب المعارف۔

نہم: سیدنا علی بن حسین المعروف بہ زین العابدین کربلا کے واقعہ میں موجود تھے۔ وہاں سے دمشق گئے۔ اور امیر یزید کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور زندگی بھر اس پر قائم رہے۔ بلکہ واقعہ کربلا سے تین برس بعد واقعہ حرّہ کے موقع پر امیر یزید کا حسن سلوک دیکھ کر اُن کے حق میں ان الفاظ میں دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین یزید کو اپنی رحمت سے ڈھانکے۔ (بلاذری، طبقات ابن سعد)

دہم: واقعہ کربلا کے بعد علوی سادات کی رشتہ داریاں اموی سادات میں ہوتی رہیں اور انکی اُن میں جس کے ثبوت سے کتب تواریخ و انساب پر ہیں۔

یازدہم: سیدنا حضرت امیر معاویہ رضؓ کی وفات کے بعد کوفہ کے ان شریر النفس لوگوں نے سیدنا حسین رضؓ کو امیر یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا۔ جن کے نامبارک عزائم و مقاصد کبھی سیدنا فاروق اعظم رضؓ اور سیدنا عثمان غنی رضؓ کی شہادت کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اور کبھی جنگ جمل اور صفین کی ہلاکت سامانیوں کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ حتیٰ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کی شہادت اور حضرت حسن رضؓ کی توہین و تحقیر سے بھی انہیں کے نامۂ اعمال سیاہ اور دامن داغدار ہیں۔ اور جب سیدنا حسین رضؓ کو تقریباً چار ماہ کی مسلسل کوشش بصورت خطوط اور وفود کی بھرمار سے یہ باور کرا دیا۔ کہ امیر یزید اُمت کے متفق علیہ خلیفہ نہیں۔ بلکہ ملت کی متعدبہ جماعت ان کی خلافت سے مطمئن نہیں۔ تو اب سیدنا حسین رضؓ نے کوفہ کا ارادہ فرمایا۔

(۱) سیدنا عبداللہ بن عباس (۲) عبداللہ بن عمر۔ (۳) عبداللہ بن جعفر۔ (۴) جابر بن عبداللہ (۵) ابو واقد اللیثی، (۶) محمد بن الحنفیہ وغیرہم حضرات نے حضرت حسین رضؓ کو اس ارادہ سے منع فرمایا۔ کہ وہ ایسا ہرگز نہ کریں۔ اور اپنے والد اور بھائی کے ساتھ دھوکہ بازی کرنیوالے کوفیوں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کی بات مان کر امت میں افتراق وانتشار کی راہ نہ کھولیں۔ اور اپنے آپ کو اس ہلاکت انگیز اقدام سے باز رکھیں۔ لیکن افسوس کہ آپ نے کسی کی نہ مانی۔ اور کوفیوں کے خطوط اور وفود اور انکی طلب پر کوفہ روانہ ہو گئے۔ جب آپ کوفہ کے قریب پہنچے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان مدعیان وفاداری نے وہی کچھ کیا۔ جو مذکورہ حضرات نے ماضی کی تاریخ کے پیش نظر آپ کو روکتے ہوئے کہا تھا۔ جب آپ نے جان لیا۔ کہ امیر المؤمنین یزید کی بیعت پر تمام اُمت وملت متفق ہے جس کے فیصلے وعمل کا استخفاف ممکن نہیں۔ تو آپ اپنے ارادے سے دست بردار ہو گئے اور پہلے مؤقف سے رجوع فرما کر فوج افسر عمر بن سعد کے ذریعہ گورنر کوفہ کے سامنے تین شرطیں پیش فرمائیں۔

اوّل :۔ مجھے واپس جانے دیا جائے۔

دوم :۔ اسلامی سرحد پر جہاد کے لئے بھیج دیا جائے۔

سوم :۔ یا پھر مجھے دمشق بھیجدیا جائے۔ تاکہ میں اپنے ابن عم (چچازاد بھائی امیر یزید) کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر معاملہ کو اس طرح طے کر لوں جس طرح میرے بھائی حسن رضؓ نے حضرت امیر معاویہ کے ساتھ کیا تھا۔ فاضع یدی فی یدہ ( تاریخ طبری، ج ۶ ص ۲۲۵، البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۷۵، ابن اثیر، ج ۴، ص ۲۴، الاصابہ لابن حجر۔ ص ۱۷۱، تاریخ الخلفا للسیوطی ص ۱۴۰، راس الحسین لابن تیمیہ ص ۲۰ وغیرہ)

دوازدہم :۔ سیدنا حسین رضؓ کے اس خروج کو بغاوت کا نام دینا مناسب نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک اجتہادی سیاسی خطا تھی۔ جس کا صدور ہر بڑے سے بڑے شخص سے ہو سکتا ہے۔ اور اس کا اصل سبب صرف سبائی کوفیوں کی دھوکہ دہی اور اُن کے جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سوائے آپ کے خاندان کے چند نفوس کے کسی صحابی نے اس خروج میں آپ کا ساتھ نہ دیا۔ حالانکہ اس وقت ہر شہر میں خاصی تعداد اصحاب کرام کی موجود تھی اور

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

س لئے سیدنا حضرت حسین رضؓ نے حقیقت کھلنے پر امیر یزید کی بیعت خلافت کا اعلان فرما کر
وابستگی اختیار فرمائی۔ اب یہ کوفی سبائیوں کی سوچی سمجھی اسکیم تھی۔ کہ لڑائی میں پہل کر کے صلح کو
رانہ ہونے دیا۔ اور امت کو اس عظیم سانحہ اور مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ اب قیامت تک
ایسی اس سے چھٹکارا مل سکے۔ الحاصل ان تمام امور کو دیکھتے ہوئے۔ امیر یزید
رحوم پر لعن وطعن کرنا۔ یا اُن کی تکفیر و تفسیق کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ اور نہ ہی انہیں
قعہ کربلا کا ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ بلکہ اس عظیم سانحہ جانکاہ کی واحد ذمہ دار کوفہ کی وہ سبائی
ٹی ہے۔ جن پر سیدنا حضرت حسین رضؓ نے مشفقین اور محبین کے خیر خواہانہ مشورے
ور کر اعتماد کیا۔ اب

ال:۔ یہ ہے۔ کہ یہ باتیں کہاں تک درست یا غیر درست ہیں قطع نظر غیر مستند تاریخی
ایات کے کیا یہ مذکورہ امور بالا اپنی جگہ ناقابل انکار حقائق ہیں یا نہ

ال:۔ ایسے نظریات رکھنے والے شخص کی تکفیر یا تفسیق و تضلیل جائز ہے۔ یا نہ

ال:۔ اگر کوئی شخص ان اُمور کو اسلاف کرام پر زبان دراز کئے بغیر درست مانتا ہو۔
س کی امامت درست ہے یا نہیں۔

ال:۔ معلوم ہوا ہے۔ اسی استفتاء کا جواب مذکورہ بالا امور کی تائید میں ۱۴ محرم الحرام
۱۳ھ میں دار العلوم کراچی سے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب (مرحوم) کی ماتحتی میں
جا چکا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے۔ بیّنوا با لدلائل القطعیہ و توجروا با لاجر العظیم

فقط والسلام

ابوالارشد محمد اسمٰعیل جاروی خطیب جامع مسجد مدینہ طیبہ
سیکٹر بی ۔ ۱۵ کورنگی نمبر ۶، کراچی۔
۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۰ ہجری، ۲۳ دسمبر ۱۹۸۰ء

Marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد:-

## استفتاء کا اجمالی جواب

### اہل عدل سے محبت اور اہل جور سے بغض اہلسنت کا طریقہ ہے۔

امام طحاوی نے فقہاء ملت امام ابوحنیفہ رح امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کے عقائد کو ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ جو "العقائد الطحاویہ" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ بہت سے علماء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ یہ رسالہ مصر اور ہندوستان میں بارہا طبع ہو چکا ہے۔ اور ہر جگہ دستیاب ہے۔ اور مملکت سعودیہ میں داخل درس بھی ہے۔ اس میں ان حضرات ائمہ کا یہ عقیدہ لکھا ہے۔

العقیدۃ الطحاویہ

| | |
|---|---|
| ونحب أهل العدل والامانة ونبغض اهل الجور والخيانة | اور ہم اہل عدل و امانت سے محبت کرتے ہیں۔ اور اہلِ جور و خیانت سے بغض رکھتے ہیں۔ |

(ص ۶ طبع دیوبند)

یہ وہی عقیدہ ہے۔ جس کے بارے میں حدیث پاک میں تصریح ہے

| | |
|---|---|
| مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ و أَعْطیٰ لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فقد استکمل الایمان | جس نے اللہ کے لئے محبت رکھی اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھا۔ اور اللہ ہی کے لئے دیا۔ اور اللہ ہی کے لئے نہ دیا۔ اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔ |

(مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۱۴)

اسی ہدایت کے مطابق "عقیدہ طحاویہ" میں یہ بھی مصرح ہے۔ کہ

| | |
|---|---|
| ومن احسن القول فی اصحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وازواجہ | جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، آپ کی ازواج، اور آپ ؐ کی ذریات کے بارے میں اچھی رائے رکھے |

Marfat.com

وَذُرِّیَاتِہٖ فَقَدْ بَرِئَ مِنْ النِّفَاقِ (ص ۸) — وہ نفاق سے بری ہے

**اجمالی جواب** | اب سائل نے حضرت حسین اور یزید کے مابین محاکمہ کر کے جو بارہ سوالات قائم کئے ہیں۔ اور پھر ان کو حقائق کا نام دے کر یہ پوچھا ہے "کہ امیر یزید پر لعن وطعن کرنا درست ہے یا نہیں۔"

اس کے بارے میں اجمالی جواب تو یہ ہے۔ کہ حضرت حسینؓ اور جملہ اہل بیت نبوی سے محبت رکھنا۔ اور ان کی تعظیم وتکریم کرنا تقاضائے ایمانی ہے۔ چنانچہ علامہ شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی رح "تکمیل الایمان" میں جو عقائد پر ان کی مشہور تصنیف ہے۔ فرماتے ہیں۔

وفاطمة سيدة نساء أهل الجنة والحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة — اور حضرت فاطمہ رض جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسین رض جوانان جنت کے سردار ہیں

ما ایں مسئلہ را علیحدہ در عقائد ذکر کردہ ایم از جہت قطعیت وے بر رغم ایں نادانان کہ قطعیت بشارت را مخصوص بعشرہ مبشرہ دارند و ہمچناں کہ علماء بر رغم رفضہ اہتمام بشان عشرہ کردہ بتخصیص ذکر کردہ اند۔ اگر بر رغم ناصبیہ اہتمام بذکر ایں سرشت پاک وذکر فضائل — ہم نے اس مسئلہ کو اس کے قطعی ہونے کی بناء پر مستقل طور سے عقائد میں ذکر کیا ہے۔ ان نادانوں کے علی الرغم کہ جو صرف عشرہ مبشرہ ہی کے بارے میں جنتی ہونے کی بشارت کو قطعی سمجھتے ہیں۔ اور جس طرح کہ علماء نے روافض کے علی الرغم عشرہ مبشرہ کے اہتمام شان کے پیش نظر بالتخصیص ان کا ذکر کیا ہے اسی طرح اگر نواصب کے

Marfat.com
Marfat.com

اہل بیت نبوت کنند نیز مناسب علی الرغم ان تینوں حضرات کے بھی ذکر کا اہتمام
باشد۔ ہو۔ اور اہل بیت نبوت کے فضائل
(ص ۶۶، ۶۷ طبع مجتبائی دہلی) بھی ذکر کریں تو یہ بھی مناسب ہوگا۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "التفہیمات الالٰہیہ" میں عقائد اہل سنّت والجماعت پر ایک چھوٹا سا رسالہ قلمبند فرمایا ہے جس میں وُہ فرماتے ہیں۔

ونشهد بالجنة والخير اور ہم جنّت اور خیر کی شہادت دیتے
للعشرة المبشرة وفاطمة ہیں۔ حضرات عشرہ مبشرہ اور حضرت فاطمہ
وخديجة وعائشة والحسن اور حضرت خدیجہ رض اور حضرت عائشہ اور
والحسين رضى الله عنهم حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ
ونوقرهم ونعترف بعظم عنہم کے حق میں۔ اور ان کی توقیر کرتے ہیں
محلهم فى الاسلام اور اسلام میں جو ان حضرات کا بلند مرتبہ
(ج ۱، ص ۱۴۸) ہے۔ اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

اور یزید سے محبّت نہ رکھنا۔ اور اس کے بُرے اعمال سے نفرت کرنا۔ یہ بھی ایمان کا مقتضیٰ ہے اور اہل سنّت کا اسی پر عملدرآمد ہے۔ چنانچہ شیخ عبدُالحق محدّث دہلوی رحمۃُ اللہ علیہ "تکمیل الایمان" میں یزید کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وبالجملہ وے مبغوض ترین مردم اور مختصر یہ کہ وہ ہمارے نزدیک تمام
است نزدما، وکارہا کہ ایں بدبخت انسانوں میں مبغوض ترین ہے۔ جو کام کہ اس
وبے سعادت دریں اُمت کردہ بدبخت منحوس نے اس اُمت میں کئے ہیں
ہیچ کس نہ کردہ۔ بعد از قتل امام حسین کسی نے نہیں کئے۔ حضرت امام حسین رض

Marfat.com
Marfat.com

واہانت اہل بیت لشکر بتخریب مدینہ
مطہرہ وقتل اہل آنجا فرستادہ
وبقیہ از صحابہ وتابعین را امر بقتل
کردہ وبعد از تخریب مدینہ امر بانہدام
مکہ معظمہ وقتل عبداللہ بن زبیرؓ کردہ
وہم دراثنائے ایں حالت از
دنیا بجہنم شتافتہ۔ دیگر احتمال
توبہ درجوع او راخدا داند۔ حق تعالےٰ
دلہائے ما را۔ وتمام مسلمانان را از
محبت وموالات وے واعوان و
انصار وے وہر کہ با اہل بیت نبوی
بد بودہ وبد اندیشیدہ وحق ایشاں
را پائمال کردہ وبا ایشاں براہ محبت و
صدق عقیدت نیست ونبودہ نگاہدارد
وما را، ومحبان ما را در زمرۂ محبان ایشاں
محشور گرداند۔ ودر دنیا وآخرت بر
دین وکیش ایشاں دارد، بحرمۃ النبی
والہ الامجاد بمنہ وکرمہ وہو قریب
مجیب آمین

(ص ۱۷ مطبع مجتبائی دہلی)

کو قتل کرنے اور اہل بیت کی اہانت کے
بعد اس نے مدینہ پاک کو تباہ وبرباد کرنے
اور اہل مدینہ کو قتل کرنے کے لئے لشکر
بھیجا۔ اور جو صحابہ اور تابعین وہاں باقی
رہ گئے تھے۔ اُن کو قتل کرنے کا حکم دیا
اور مدینہ طیبہ کو برباد کرنے کے بعد مکہ معظمہ کو
منہدم کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ
کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر اسی اثناء
میں جبکہ مکہ معظمہ محاصرہ کی حالت میں
تھا۔ دنیا سے جہنم میں چلا گیا۔ باقی رہا یہ احتمال کہ
شاید اس نے توبہ اور رجوع کر لیا ہو۔ یہ
خدا جانے۔ حق تعالےٰ ہمارے اور سب
مسلمانوں کے دلوں کو اس کی اور اس کے
اعوان وانصار کی محبت اور دوستی سے
بلکہ ہر اس شخص کی محبت اور دوستی سے کہ
جس کا اہل بیت نبوی سے برا برتاؤ رہا۔ یا
جس نے بھی اُن کے حق میں برا سوچا۔ اور اُن
کے حق کو پامال کیا۔ نیز جس کو بھی ان کے ساتھ
محبت اور صدق عقیدت نہیں ہے۔ یا
نہیں تھی۔ ان سب کی محبت اور دوستی
سے محفوظ رکھے۔ اور ہمارا اور ہم ـــ

Marfat.com
Marfat.com

محبت رکھنے والوں کا ان حضرات کے محبین
میں حشر فرمائے۔ اور دنیا اور آخرت میں
ان ہی حضرات کے دین و مذہب پر
رکھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کی اولاد امجاد کے طفیل اپنے فضل و
کرم سے ہماری یہ دُعا قبول فرمائے بیشک
اللہ تعالیٰ قریب ہے۔ اور دعاؤں کو قبول
کرنیوالا ہے۔ آمین

اور شاہ ولیُ اللہ رحمۃ اللہ علیہ "حجۃ اللہ البالغہ" کے مبحث فتن" میں حدیث " ثم ینشأ دُعاۃُ الضلال" کہ پھر گمراہی کیطرف دعوت دینے والے پیدا ہوں گے) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| ودعاۃ الضلال یزید بالشام ومختار بالعراق | اور ضلالت کے داعی شام میں یزید اور عراق میں مختار تھے۔ |

اور بحث مناقب میں فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| ومن القرون الفاضلۃ اتفاقا من ھو منافق أو فاسق ومنھا الحجاج ویزید بن معاویہ ومختار | اور "قرون فاضلہ" یعنی اُن صدیوں میں بھی کہ جن کی فضیلت حدیث میں وارد ہے۔ بالاتفاق ایسے لوگ موجود تھے۔ کہ جو منافق یا فاسق تھے۔ اور ان ہی میں حجاج اور یزید بن معاویہ اور مختار کا شمار ہے۔ |

یہ تو ہوا اجمالی جواب، اور اب تفصیل سے نمبروار اپنے شبہات کے جواب ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com
Marfat.com

# ناصبیوں کے شبہات کے تفصیلی جوابات

**پہلا شبہ** جو مستفتی کو پیش آیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جنگ "قسطنطنیہ"، کے سلسلہ میں بخاری شریف میں حسب ذیل دو روایتیں مذکور ہیں۔

(الف) اول جیش من اُمّتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم۔ — میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ آور ہوگا۔ اس کی مغفرت کردی گئی ہے۔

مغفور لہم کا کرشمہ

(ب) قال محمود بن الربیع فحدثتھا قوماً فیھم ابو ایوب الانصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ التی توفی فیھا ویزید بن مُعاویہ علیھم بارض الرّوم — محمود بن ربیع کا بیان ہے۔ کہ پھر میں نے اس کا ذکر کچھ لوگوں کے سامنے کیا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابو ایوّب انصاری رض بھی تھے۔ یہ اس غزوہ کا واقعہ ہے۔ کہ جس میں حضرت ابو ایوب انصاری رض کی وفات ہوئی۔ اور یزید بن معاویہ، روم میں اس وقت فوج کا امیر تھا۔

غرض یزید جس لشکر کا کمانڈر تھا۔ اس لشکر کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔

**اس شبہ کا جواب یہ ہے** کہ اگر مستفتی دوسری حدیث پر غور کرتے۔ تو سرے سے یہ اشکال ہی پیش نہ آتا۔ کیونکہ اسی حدیث میں یہ بھی وارد ہے۔ کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانّ اللہ قد حرّم علی النّار من قال لا الٰہ الا اللہ یبتغی — رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کردیا ہے۔ کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بذالک رجہ اللہ رضا جوئی کے لئے "لاالٰہ الا اللہ" کہا۔

اب ظاہر ہے۔کہ یہ حدیث اسی صورت پر محمول ہے۔کہ صدق دل سے "لاالٰہ الا اللہ" کہنے کے بعد اس کے تقاضے بھی پورے کرے۔یہ نہیں کہ بس ایک مرتبہ اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔نوسو خون معاف ہو جائیں۔اب جو چاہے کرتا پھرے۔تعجب ہے کہ مستفتی نے یزید کی منقبت میں اس حدیث کو کیوں نہیں پیش کیا۔حالانکہ غزوہ قسطنطینیہ کی حدیث میں تو صرف "مغفور لہم" کے الفاظ ہیں۔اور اس حدیث میں صراحتاً دوزخ کے حرام ہونے کی تصریح ہے۔پس جو تاویل یا تشریح حدیث مذکور (ب) کی ہوگی۔وہی تشریح حدیث مذکور (الف) کی ہونی چاہئے۔

احادیث کے تتبع سے پتہ چلتا ہے۔کہ بہت سے اعمال خیر پر مغفرت کی بشارت ہے۔اور اس کا مطلب آج تک کسی عالم کے ذہن میں یہ نہیں آیا۔کہ بس اس عمل خیر کے بعد جنتی ہونا لازمی ہے۔اور اب ظلم کی کھلی چھٹی ہے۔جو چاہے کرے جنت اس کے لئے واجب ہے۔

خوب سمجھ لیجئے کسی شخص کا نام لیکر اُسے جنتی کہنا اور بات ہے۔اور کسی عمل خیر پر جنت یا مغفرت کی بشارت دینا الگ چیز ہے۔حضرات عشرہ مبشرہ اور سیدنا حسن رض اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کا نام لے کر آنحضرت ؐ نے اُن کو جنتی فرمایا ہے۔لیکن یزید کا نام لیکر اس کو جنتی ہونے کی بشارت کہیں نہیں دی گئی۔کسی روایت کے عموم میں داخل ہونا اور چیز ہے۔اور کسی بشارت میں مخصوص طور پر نامزد ہونا اور بات ہے بیشک اس حدیث میں غازیان مدینہ قیصر کے لئے مغفرت کی بشارت ہے جیسا کہ غازیان ہند کے لئے۔لیکن اس سے ہر غازی کا اس وقت تک جنتی ہونا لازم نہیں آتا۔جب تک کہ اس کی زندگی اعمال خیر پر ختم نہ ہو۔ٹھیک ہے یزید غزوہ قسطنطینیہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

میں شریک ہوا۔ لیکن اس غزوہ میں شرکت کے بعد جب اس کو اقتدار نصیب ہوا تو اس کے بیشتر اعمال ایسے تھے جو لعنت ہی کے موجب تھے۔

البتہ خود یزید نے اپنی خوش فہمی سے حدیث کا یہی مطلب سمجھا تھا۔ کہ جب کلمۂ طیبہ پڑھ لیا گیا۔ تو پھر گناہوں کی کھلی چھٹی ہے۔ اور جس طرح کفر کے بعد کوئی طاعت مقبول نہیں۔ اسی طرح ایمان کے بعد پھر کوئی معصیت مضر نہیں ہوتی یہی "مرجیہ" کا مذہب ہے۔ جو ایک گمراہ فرقہ ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایہ والنہایہ" میں جہاں مسند احمد کی یہ دو روایتیں نقل کی ہیں۔

(۱) یزید بن معاویہ اس لشکر کا امیر تھا۔ جس کے غازیوں میں حضرت ابوایوبؓ انصاری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ اور جب حضرت ابوایوب انصاری رضؓ کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ تو یزید ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے یزید سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جب میں مر جاؤں تو لوگوں کو میرا اسلام کہنا۔ اور ان کو یہ بتا دینا۔ کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے۔ کہ

| | |
|---|---|
| من مات لا یشرك باللہ شیئا دخل الجنۃ | جس شخص کی موت اس حال میں واقع ہو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ |

دوسری روایت میں ہے۔ کہ حضرت ممدوحؓ نے وفات کے وقت فرمایا۔

| | |
|---|---|
| قد کنت کتمت عنکم شیئا سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعته یقول: لولا انکم تذنبون لخلق اللہ قوما یذنبون فیغفرلھم | میں نے تم سے ابھی تک ایک حدیث چھپا رکھی تھی۔ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ اگر تم گناہ نہ کرتے ہوتے۔ تو البتہ حق تعالےٰ ایسی قوم پیدا کرتا۔ کہ جو گناہ کرتی۔ اور پھر |

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

حق تعالیٰ انکی مغفرت فرماتا

وہاں ان دونوں حدیثوں کے نقل کرنے کے بعد حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ان ھذا الحدیث والذی قبلہ ھوالذی حمل یزید بن معاویۃ علی طرف من الارجاء ورکب بسببہ افعالا کثیرۃ انکرت علیہ کما سنذکرہ فی ترجمتہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ج ۸، ص ۵۹) | یہ حدیث اور اس سے پہلے والی حدیث جو گزری، اسی نے یزید بن معاویہ کو ارجاء کیطرف ڈالدیا، اور اس کے باعث اس نے ایسے بہت سے کام کر ڈالے جن کی بنا پر اس پر نکیر کی گئی۔ جیساکہ ہم اس کے تذکرہ میں عنقریب ذکر کریں گے۔ آگے اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ |

اب اگر سائل بھی یزید کیطرح اہل سنّت کے زمرہ سے خارج اور مرجبہ کے مذہب میں داخل ہے۔ تو اس کو دوسری حدیث ہی یزید کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔ کہ چونکہ وہ کلمہ گو تھا۔ اس لئے ایمان لانے کے بعد اب کسی گناہ پر اس کی پکڑ نہیں ہو سکتی۔ سب گناہ معاف ہیں۔ شیعان بنی امیہ کا بھی یہ مذہب تھا۔ کہ وہ امام اور خلیفہ کے حسنات مقبول ہیں۔ اور گناہ سب معاف۔ اس کی اطاعت طاعت و معصیت دونوں میں واجب ہے۔" اور اگر سائل اہل سنّت میں داخل ہے۔ تو جو تاویل اس حدیث کی ہوگی۔ وہی حدیث غزوہ قسطنطنیہ کی ہوگی

پھر حدیث اوّل میں غور کرنے کی سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاد کے لئے تصحیح نیت ضروری ہے۔ یعنی جو جہاد بھی کیا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہو۔ اور اپنے ذوق و شوق سے ہو۔ یہ نہیں کہ دوسرے کے دباؤ میں آ کر ناخوش دلی سے جنگ میں شریک ہو جائے۔ اور صرف امارت کے خیال سے روانہ ہو جائے۔ یزید کے ساتھ یہی صورت ہوئی۔ کہ وہ اس جہاد میں شریک

Marfat.com

ونے کے لئے بالکل تیار نہ تھا۔ اور جہاں تک بن سکا۔ اس نے ٹال مٹول کی کوشش
کی بلکہ جب مجاہدین کرام محاذ پر تھے۔ اور وہاں مختلف قسم کی مشقتیں برداشت
کر رہے تھے۔ وباء اور قحط میں مبتلا تھے۔ تو یہ بڑے ٹھاٹھ سے لپنے عشرتکدہ
میں بیٹھا ہوا اپنی بیوی کے ساتھ دادِ عیش دے رہا تھا۔ اور مجاہدین کا مذاق
اڑا رہا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رض کو جب اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی۔ تو آپ نے
سختی کے ساتھ حکم دے کر بجبر اس کو محاذ پر روانہ کیا۔ اس سارے واقعہ کی تفصیل
تاریخ ابن خلدون (ج ۳، ص ۲۰) اور کامل ابن اثیر میں موجود ہے۔ چنانچہ
حافظ مؤرخ ابن الاثیر ۴۹ سنہ ھ کے واقعات کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| فی هٰذه السنة وقیل سنة خمسین ... امیر معاویة جیشاً کثیفاً الی بلاد الروم للغزاة وجعل علیهم سفیان بن عوف وامر ابنه یزید بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فامسك عنه ابوه فاصاب الناس فی غزاتهم جوع ومرض شدید فانشد یزید یقول: | اور اسی سنہ میں اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ ۵۰ سنہ ھ میں حضرت معاویہ رض نے جہاد کے لئے ایک بڑا بھاری لشکر بلادِ روم کی طرف روانہ کیا۔ اور اس لشکر کا امیر سفیان بن عوف رض کو مقرر کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس غزوہ میں شرکت کا حکم دیا۔ مگر یزید نے تعمیلِ حکم میں سستی کی اور معذرت کر دی۔ یہ دیکھ کر اس کے والد نے بھی اس کو رہنے دیا۔ وہاں جنگ میں لوگ بھوک اور شدید مرض کا شکار ہوئے۔ تو یزید نے یہ شعر کہے۔ |

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم     بالغذقدونة من حمّی ومن موم

مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ غذقدونہ[1] (روم میں مسلمانوں کا فوجی کیمپ) میں مسلم مجاہدین
کے دستہائے فوج کو بخار اور چیچک کا سامنا ہے۔

---

[1] قسطنطنیہ کے قرب وجوار میں ایک مقام کا نام ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

إذا اتكأت على الانماط مرتفقًا — بدير مرّان عندي أم كلثوم

جبکہ میں دیر مرّان میں گدّوں پر اُونچے اونچے تکیوں کے سہارے بیٹھا ہوں۔ اور میرے سامنے اُمِ کلثوم ہے۔

وام کلثوم امرأته هی ابنة عبد الله بن عامر فبلغ معاویة شعره فاقسم علیه لیلحقن بسفیان فی ارض الرّوم لیصیبه ما اصاب الناس فسار ومعه جمع کثیر اضافهو الیه أبوه وکان فی هذا الجیش ابن عباس رض وابن عمر، وابن الزّبیر وابو ایوب الانصاری وغیرهم و عبد العزیز بن زرارة الکلابی فاوغلوا فی بلاد الرّوم حتّی بلغوا القسطنطینیة (کامل ابن الاثیر جلد ۳، صفحہ ۱۸۱، ۱۸۲)

اُمِ کلثوم یزید کی بیوی عبد اللہ بن عامر کی بیٹی تھی۔ حضرت معاویہ رض کو جب اس کے ان اشعار کی اطلاع ہوئی۔ تو انہوں نے اُس کو قسم دیکر بتاکید کہا۔ کہ اُسے روم میں سفیان کے پاس پہنچنا ضروری ہے۔ تاکہ وُہ لوگ جس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ یہ بھی گرفتار ہو اب جو یہ روانہ ہوا۔ تو اس کے والد ماجد نے ایک انبوہ کثیر کا اس کے ساتھ اضافہ کر دیا۔ اسی لشکر میں حضرت ابن عباس رض، حضرت ابن عمر رض، حضرت ابن زبیر اور حضرت ابوایوب رض انصاری وغیرہ بھی تھے۔ اور عبد العزیز بن زرارہ کلابی بھی۔ چنانچہ یہ لوگ بلادِ رُوم میں گھستے ہی چلے گئے تاآنکہ تیزی کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے قسطنطینیہ تک جا پہنچے۔

یہ ہے یزید کے غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کی حقیقت، واقعہ یہ ہے کہ یزید سیر شکار، شعر و شاعری، غنا اور موسیقی کا متوالا تھا۔ وہ جہاد کے جھنجھٹ میں والد ماجد کی زندگی میں پڑنا چاہتا تھا۔ اور نہ اپنے ایام خلافت میں چنانچہ عہد خلافت کے سنبھالنے پر سب سے پہلا خطبہ جو اس نے دیا۔ وُہ یہ تھا

Marfat.com
Marfat.com

پہلا خطبہ

| | |
|---|---|
| ان معاویۃ کان یغزیکم فی البحر وانی لست حاملا احدًا من المسلمین فی البحر وان معاویۃ کان یشتیکم بارض الروم ولست مشتیًا احدًا بارض الروم، وان معاویہ کان یخرج لکم العطاء أثلاثا وانا اجمعہ لکم کلہ۔ | بیشک معاویہ رضی اللہ عنہ تم کو بحری جہاد کی مہم پر بھیجا کرتے تھے مگر میں کسی مسلمان کو بحری مہم پر بھیجنے کا روادار نہیں۔ اور بیشک معاویہ رضی اللہ عنہ تم کو روم میں موسم سرما میں جہاد پر روانہ کیا کرتے تھے مگر میں کسی کو سردیوں میں روم کی سرزمین پر جہاد کرنے کے لئے نہیں بھیجوں گا اور بیشک معاویہ رضی اللہ عنہ تمہیں تمہارا وظیفہ سال میں تین قسطوں میں دیا کرتے تھے۔ میں تم کو اکٹھا یکبارگی دیا کروں گا۔ |

(البدایہ والنہایہ، جلد ۸، صفحہ ۱۴۳)

بس پھر کیا تھا۔ یہ خوشخبری سُن کر حاضرین، دربار یزید سے اس حال میں لوٹے۔ کہ
وھم لا یفضلون علیہ احدًا وُہ یزید سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتے تھے[1]

---

[1] اس آخری جملہ پر حیات سیدنا یزید کے مصنف نے جو حاشیہ چڑھایا ہے پڑھنے کے قابل ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"علامہ ابن کثیر رح لکھتے ہیں کہ ـــــ سیدنا یزید رح اپنے والد ماجد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد، امیر المؤمنین کی حیثیت سے پہلا خطبہ دیکر فارغ ہوئے۔ تو اجتماع میں موجود صحابہ اور ہمعصر تابعین کی پسندیدگی کا یہ عالم تھا۔

فافترق الناس عنہ وھم لا یفضلون علیہ أحدًا۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۴۳)

"لوگ تقریر سُن کر اُن کے پاس سے گئے۔ تو اُن کا یہ حال تھا کہ وُہ سیدنا یزید رح پر کسی دوسرے آدمی کو فضیلت نہیں دیتے تھے" (باقی آئندہ صفحات پر)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ یزید کی شرکت غزوۂ قسطنطنیہ میں کس بنا پر تھی۔ تاہم تھوڑی دیر کے لئے مان لیا جائے کہ وہ خالصاً مخلصاً اپنے شوق سے بغیر اپنے والد ماجد کے حکم کے اس غزوہ میں شریک ہوا۔ تب بھی یہ بشارتِ مغفرت اس شرط کیساتھ مخصوص ہوگی۔ کہ پھر اس سے زندگی میں ایسے افعال سرزد نہ ہوئے ہوں۔ کہ جن سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰)

اسلامی خلافت کے مرکزی شہر۔ دمشق۔ میں اس عظیم اجتماع کے موقع پر سیدنا یزید کے ساتھ عوام و خواص کی جانب سے پسندیدگی و عقیدت کا یہ اظہار، صرف اس لئے تھا۔ کہ حلم و عدل کے پیکر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ابدی جدائی پر الم انگیز تقریر کے الفاظ نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بلکہ اعتماد و محبت کا مظاہرہ کرنے والے یہ وہ حضرات صحابہ اور تابعین کرام تھے۔ جنہوں نے بچپن سے لے کر جوانی کی موجودہ منزل تک امیر یزید کے شب و روز کا براہِ راست مشاہدہ کیا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ دینی ماحول میں ہوش سنبھالنے والا یہ باصلاحیت اور صاحبِ کردار نوجوان مسلمانوں کے اجتماعی معاملات میں دوسروں سے کہیں زیادہ قیادت و امارت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی استعداد رکھتا ہے انہیں سیدنا یزید کی شخصیت میں ایک ایسے قائد اور خلیفہ کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ جو فاروقی عزم و ارادہ کے ساتھ متعدد مرتبہ قائدانہ صلاحیت کے وہ عیرفانی نقوش ثبت کر چکا تھا جن کی یاد اور جذبۂ تشکر نے چھوٹے بڑے تمام ہمعصر حضرات کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ سیدنا یزید کی خدمت میں عقیدت و محبت اور اعتماد کا یہ بے مثال نذرانہ پیش کریں۔ کہ لایفضلون علیہ احدًا۔

(ص ۴۷، ۴۸ شائع کردہ "مجلس عثمان غنی"، کراچی۔)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مغفرت کی بجائے اُلٹا لعنت خداوندی میں گرفتار ہو جائے۔ کیونکہ شریعت کا قاعدہ ہے۔ کہ "المعبرۃ بالخواتیم"، یعنی اعتبار خاتمہ کا ہے۔

اسی لئے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "تراجم ابواب بخاری" میں فرمایا ہے۔ کہ

قولہ "مغفور لھو" تمسك حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حدیث میں

---

(بقیہ حاشیہ گذشتہ)
ماشاء اللہ ماشاء اللہ چشم بد دور۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

اپنے سید ممدوح یزید کو جہاد کی معطلی پر صحابہ اور تابعین کرام کی زبان سے خوب نذرانہ عقیدت پیش کروایا۔ اللہ ہی جزا دے۔ "مجلس عثمان غنی"، کے محققین کا ایک تحقیقی رنگ یہ بھی ہے۔

غور فرمائیے! یہ ناصبی اپنے سید یزید کی مسخ شدہ شکل و صورت کو اپنی خود ساختہ خرافات کے رنگ و روغن سے آراستہ کر کے کس طرح لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یزید نے اپنے پہلے خطبہ میں بحری جہاد کو معطل کرنے کا اعلان کیا۔ سرمائی جہاد کو موقوف کیا۔ سرکاری فوج کو جو وظیفہ سال میں تین قسطوں میں ملا کرتا تھا اب اکٹھا دینے کا وعدہ کیا۔ ظاہر ہے ان انعامات پر یزید کے وفادار فوجی جتنی بھی خوشیاں مناتے کم نہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین کو تو عبث بدنام کیا۔ وہ کب جہاد کی معطلی پر یزید کی تعریف کر سکتے تھے۔ اُن کے لئے تو یہ اعلان سوہان رُوح سے کم نہ ہوگا۔ یہ تعریف کرنے والے تو وہی لوگ تھے جن کو نہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں کوئی باک تھا نہ انصار مدینہ کا سر قلم کرنے میں کوئی جھجک اور۔ نہ حرمین محترمین کی عزت کو خاک میں ملانے میں کوئی عار۔ ہاں، ہاں یزید پر تعریف کے یہ ڈونگرے برسانے والے وہی دین فروش سگانِ دنیا تھے جو سو سو دینار کے عوض بلکہ بعض روایات کے مطابق تو محض چار اشرفیوں کے بدلے ۶۳ سنہ ہجری میں یزید کے حکم سے مدینۃ الرسول پر

Marfat.com
Marfat.com

بعض الناس بهذا الحديث
فی نجاة يزيد لانه كان من جملة
هذا الجيش الثانی بل كان
رأسهم ورئيسهم علیٰ ما تشهد
به التواريخ والصحيح انه
لا يثبت بهذا الحديث الا
كونه مغفورًا له ما تقدم من
ذنبه علیٰ هذه الغزوة
لان الجهاد من الكفارات
وشأن الكفارات ازالة اثار الذنوب
السابقة عليها لا الواقعة بعدها
نعم. لو كان مع هذا الكلام انه
مغفور له إلی يوم القيمة لدل
علیٰ نجاته واذ ليس فليس

"مغفور لہم" فرمانے سے بعض لوگوں نے
یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ
بھی اس دوسرے لشکر میں نہ صرف شریک
بلکہ اس کا افسر و سربراہ تھا. جیساکہ تاریخ
شہادت دیتی ہے. اور صحیح بات یہ ہے
کہ اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا
ہے. کہ اس غزوہ سے پہلے جو اُس نے
گناہ کئے تھے وہ بخش دیئے گئے.
کیونکہ جہاد کفارات میں سے ہے اور کفارات
کا کام یہ ہے. کہ وہ سابقہ گناہوں کے اثر کو
زائل کر دیتے ہیں. بعد میں ہونے والے گناہوں
کے اثر کو نہیں. ہاں اگر اسی کے ساتھ یہ بھی فرمادیا
ہوتا. کہ قیامت تک کے لئے اس کی
بخشش کر دی گئی ہے. تو بیشک یہ حدیث

---

(بقیہ حاشیہ گزشتہ)
چڑھ دوڑے. اور تین دن تک اس پاک سرزمین پر قتل و غارت کا وہ بازار گرم کیا
کہ پناہِ بخدا. انصارِ مدینہ صحابہ کرام و تابعین کی ایک خلقت تہ تیغ کر دی گئی.
سارا شہر لوٹ کھسوٹ کر رکھ دیا. اور پھر بھی جی ٹھنڈا نہ ہوا. تو کعبے پر چڑھ دوڑے
اس کا محاصرہ کیا. اور منجنیق سے اُس پر گولہ باری کر کے اس کی بنیادیں ہلا دیں
یہ ہے اس کتاب کی تحقیق کا ایک نمونہ. یزید پلید جیسے موذی کو جو لوگ
"سیدنا" کہتے ہیں. ان سے سچ بولنے کی توقع ہی فضول ہے.

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

| | |
|---|---|
| بل أمرہٗ مفوّض الی اللہ تعالیٰ | اس کی نجات پر دلالت کرتی۔ اور جب یہ صورت |
| فیما ارتکبہ من القبائح بعد | نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں بلکہ اس صورت |
| ھٰذہ الغزوۃ من قتل الحسین | میں اس کا معاملہ حق تعالیٰ کے سپرد ہے۔ لو |
| علیہ السلام وتخریب المدینۃ | اس غزوہ کے بعد جن جن برائیوں کا وہ مرتکب |
| والاصرار علی شرب الخمر | ہوا ہے۔ یعنی حضرت حسینؑ کو قتل کرنا۔ مدینہ |
| ان شاء عفا عنہ وان شآءَ | طیبہ کو تاراج و برباد کرنا۔ مے خواری پر اصرار |
| عذبہ کما ھو مطرد فی حق | کرنا۔ ان سب گناہوں کا معاملہ اللہ تعالےٰ |
| سائر العصاۃ علی ان الاحادیث | کی مرضی پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو معاف |
| الواردۃ فی شان من استخف | کردے۔ اور چاہے تو عذاب دے۔ جیساکہ |
| بالعترۃ الطاھرۃ والملحد | تمام گنہگاروں کے بارے میں یہی طریقہ |
| فی الحرم والمبدّل للسُّنۃ تبقی | جاری ہے۔ علاوہ ازیں وہ احادیث جو ان |
| مخصصات لھٰذا العموم لو | لوگوں کے بارے میں آئی ہیں۔ کہ جو حضورؐ |
| فرض شمولہ لجمیع الذنب | کی عترت طاہرہ کی ناقدری کرتے۔ اور حرم |
| (شرح تراجم "ابواب البخاری" | کی حرمت کو پامال کرتے اور سنت نبوی کو |
| (ص ۳۱، ۳۲) شائع کردہ کارخانہ تجارت | بدل ڈالتے ہیں۔ وہ سب حدیثیں بالفرض |
| کتب آرام باغ کراچی۔") | اس حدیث میں اگر "مغفرت عام" بھی |
| | مراد لی جائے۔ جب بھی اس کے عُموم کی |
| | تخصیص کے لئے باقی رہیں گی۔ |

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے، وہ درج ذیل ہے۔

ستۃ لعنتھم ولعنھم اللہ — چھ اشخاص ہیں جن پر مَیں نے لعنت کی ہے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

وکل نبی مجاب؛ الزائد فی کتاب اللہ، والمکذب بقدر اللہ تعالیٰ والمتسلط بالجبروت فیعز بذالک من اذل اللہ۔ و یذل من اعز اللہ والمستحل لحرم اللہ۔ والمستحل من عترتی ما حرم اللہ والتارک لسنتی (ت، ک۔ عن عائشہ ک عن ابن عمر) (الفتح الکبیر فی ضم الزیادہ الی الجامع الصغیر) از یوسف نبہانی (ج ۲، ص ۱۵۵، مطبوعہ مصر)

اور حق تعالیٰ نے بھی اُن پر لعنت کی ہے۔ اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہے (۱) کتاب اللہ میں زیادتی کرنیوالا (۲) تقدیر الٰہی کی تکذیب کرنیوالا۔ (۳) جبر و زور سے تسلط حاصل کر کے جس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اُسے اعزاز بخشنے والا اور جسے اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اسے ذلیل کرنیوالا۔ (۴) حرم الٰہی کی حرمت کو پامال کرنیوالا۔ (۵) میری عترت کی جو حرمت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ اسکو حلال کر دینے والا (۶) میری سنّت کا تارک۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔ نیز حاکم نے اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی نقل کیا ہے۔

یزید کی بری عمر کا ذکر احادیث کی روشنی میں

اسی حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بھی "باب الایمان بالقدر" کی "فصل ثانی" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ:

رواہ البیھقی فی المدخل ورزین فی کتابہ

اس حدیث کو بیہقی نے المدخل میں۔ اور رزین نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے

یہ تو نہیں معلوم کہ یزید تقدیر کا بھی منکر تھا۔ یا نہیں مگر باقی چاروں عیب اس میں موجود تھے۔

(۱) وہ دھونس دباؤ اور جبر و زور سے امت مسلمہ پر مسلط تھا۔ اہل بیت نبوی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

صحابہ کرام جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک معززترین خلائق ہیں۔ اُن کی توہین و تذلیل کرنے میں اُس نے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی مفسدین اور شریر لوگ جنہوں نے حرمین محترمین پر چڑھائی کی، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ جیسے عبید اللہ بن زیاد، عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن مجرم بن عقبہ، حصین بن نمیر وغیرہ ایسے خبیث اور ظالم افراد اس کے نزدیک معززو محترم تھے۔

(۲) اس نے حرم الٰہی کی حرمت کا کوئی پاس و لحاظ نہیں رکھا۔

(۳) عترت پیغمبر علیہ السلام کی عزت کو خاک میں ملایا۔ اور

(۴) تارکِ سنت تو تھا ہی۔

بہرحال یہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یزید اس بشارت میں شامل تھا جو غزوۂ قسطنطنیہ میں شرکت کرنے والوں کے حق میں وارد ہے۔ تب بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ یہ ماننا پڑے گا۔ کہ "اس کے اب تک کے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے" یہ غزوہ مؤرخین کے بیان کے مطابق ۴۹ھ یا بعض کی تصریح کے مطابق ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں ہوا تھا۔ اس غزوہ کے بعد یزید تقریباً ۱۲ - ۱۱ سال تک زندہ رہا۔ اور اس مدت میں اس نے جو جو برائیاں کیں۔ اور جن جن قبائح کا ارتکاب کیا ہے۔ اُن میں ۱) مے نوشی، شہدائے کربلا کا بے دردانہ قتل، مدینہ منورہ کی تاراجی اور بربادی اور ۳) صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل عام اور پھر حرم بیت اللہ پر ۴) کی فوجوں کی چڑھائی وغیرہ۔ ان سب گناہوں کے کفارہ کی آخر کیا صورت ہوئی، غزوہ قسطنطنیہ کے بعد یزید سے جو جرائم ناشائستہ سرزد ہوئی ہیں۔ اُن کا مختصر سا جائزہ [illegible] ظاہر ہے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

ویزید امیر المؤمنین وکان قبیح الآثار فی الاسلام قتل اهل المدینة وافاضل الناس وبقیة الصحابة رضی الله عنهم یوم الحرّة فی آخر دولته - وقتل الحسین رضی الله عنه واهل بیته فی اول دولته - وحاصر ابن الزبیر رضی الله عنه فی المسجد الحرام واستخف بحرمة الکعبة والاسلام فاماته الله فی تلك الایام وقد کان غزا فی ایام ابیه القسطنطینیة وحاصرها

(جمہرۃ انساب العرب ص ۱۱۲، مطبوعہ دار المعارف مصر ۱۳۸۲ھ)

"یزید امیر المؤمنین" یہ اسلام میں بُرے کرتوتوں کا کرنیوالا رہا ہے۔ اُس نے اپنے اقتدار کے آخری دور میں حرّہ[1] کے دن اہلِ مدینہ کا قتلِ عام کیا۔ اُن کے بہترین افراد اور بقیہ صحابہ کرام کو (اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو) قتل کیا۔ اور اپنی سلطنت کے اوائل میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے اہلِ بیت کو قتل کیا۔ اور مسجد حرام میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا۔ کعبہ شریف اور اسلام کی بےحرمتی کی۔ پھر حق تعالےٰ نے ان ہی دنوں اس کو مار ڈالا۔ اس نے اپنے باپ کے زمانے میں قسطنطنیہ پر جنگ بھی کی، اور اس کا محاصرہ بھی کیا تھا۔

اور اپنی دوسری تصنیف "اسماء الخلفاء والولاۃ وذکر مددہم" میں ارقام فرمایا ہے۔

---

[1] حرّہ اس مقام کا نام ہے جہاں انصار مدینہ اور یزیدی لشکر کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی تھی

Marfat.com
Marfat.com

ويويع يزيد بن معاوية اذ
مات ابوه، يكنى ابا خالد وامتنع
من بيعته الحسين بن علي بن
ابي طالب وعبد الله بن الزبير
بن العوام، فاما الحسين عليه
السلام والرحمة،
فنهض إلى الكوفة فقتل قبل
دخولها، وهو ثالثة مصائب
الاسلام بعد امير المومنين
عثمان أو رابعها بعد عمر بن
الخطاب رضي الله عنه - و
خرومه لان المسلمين
استضيموا في قتله ظلما علانية
و اما عبد الله بن الزبير فاستجار
بمكة فبقي هنالك إلى ان اغزى
يزيد الجيوش الى المدينه
حرم رسول الله صلى الله
عليه وسلم والى مكة
حرم الله تعالى. فقتل بقايا
المهاجرين والانصار يوم
الحرة وهي ايضا اكبر مصائب

یزید بن معاویہ سے اس کے والد کے انتقال
ہونے پر بیعت کی گئی۔ اس کی کنیت
ابو خالد تھی حضرت حسین بن علی بن ابی طالبؓ
اور عبداللہ بن زبیر بن العوامؓ نے اس
سے بیعت نہ کی۔ پھر حضرت حسین علیہ السلام
والرحمہ تو کوفہ کیطرف نہضت فرما ہو گئے
اور کوفہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی
آپ کو شہید کر ڈالا گیا۔ آپ کی شہادت
امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کی شہادت کے بعد اسلام میں تیسری
مصیبت اور حضرت عمر بن الخطابؓ
کی شہادت کے بعد چوتھی مصیبت اور
اسلام میں رخنہ اندازی ہے۔ کیونکہ حضرت
حسینؓ کی شہادت سے مسلمانوں پر علانیہ
ظلم توڑا گیا۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ
رضی اللہ عنہما نے مکہ معظمہ جا کر جوار الٰہی
میں پناہ لی۔ اور وہیں مقیم ہو گئے۔
تا آنکہ یزید نے مدینہ نبوی حرم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ معظمہ کیطرف
جو اللہ تعالیٰ کا حرم ہے۔ اپنی فوجیں لڑنے
کے لئے بھیجیں۔ چنانچہ حرہ کی جنگ میں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

الاسلام وخرومه. لان افاضل المسلمين وبقية الصحابة وخيار المسلمين من جلة التابعين قتلوا جهرًا ظلمًا في الحرب وصبرًا وجالت الخيل في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم وراثت وبالت في الروضة بين القبر و المنبر ولم تصل جماعة في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم ولا كان فيه أحد حاشا سعيد بن المسيب فانه لم يفارق المسجد. ولولا شهادة عمرو بن عثمان بن عفان ومروان بن الحكم عند مجرم بن عقبة المري بانه مجنون لقتله - و

اكره الناس على ان يبايعوا يزيد بن معاوية على

مہاجرین اور انصار جو باقی رہ گئے تھے ان کا قتل عام کیا۔ یہ حادثہ فاجعہ بھی اسلام کے بڑے مصائب اور اس میں رخنہ اندازی میں شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ افاضل مسلمین، بقیہ صحابہ اور اکابر تابعین میں بہترین مسلمان اس جنگ میں کھلے دہاڑے ظلماً قتل کر دئے گئے اور گرفتار کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔ یزیدی لشکر کے گھوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جولانی دکھاتے رہے۔ اور "ریاض الجنۃ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور آپ کے منبر مبارک کے درمیان لید کرتے اور پیشاب کرتے رہے۔ ان دنوں مسجد نبوی میں کسی ایک نماز کی بھی جماعت نہ ہو سکی۔ اور نہ بجز حضرت سعید بن المسیبؓ کے وہاں کوئی فرد موجود تھا۔ انہوں نے مسجد نبوی کو بالکل نہ چھوڑا۔ اگر عمرو بن عثمان بن عفان اور مروان بن الحکم (یزیدی سالار لشکر) مجرم (مسلم) بن عقبہ کے سامنے یہ شہادت نہ دیتے کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ تو وہ ان کو بھی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

انهم عبيد له، ان شاء
باع وان شاء اعتق، و
ذكرله بعضهم البيعة
على حكم القرآن
وسنة رسول الله صلى
الله عليه وسلم فامر
بقتله فضرب عنقه
صبرا وهتك مسرف
او مجرم الاسلام هتكا
وانهب المدينة ثلاثا
واستخف باصحاب
رسول الله صلى الله عليه
وسلم وملأت الايدى اليهم وانتهبت
دورهم وانتقل هؤلاء الى
مكة شرفها الله تعالى
فحوصرت ورمى
البيت بحجارة
المنجنيق تولى ذالك
الحصين بن نمير السكونى
فى جيوش اهل الشام،
وذالك لان مجرم بن

ضرور مار ڈالتا اور اس نے اس حادثہ میں
لوگوں کو اس پر مجبور کیا کہ وہ یزید بن معاویہ
سے اس شرط پر بیعت کریں کہ وہ
اس کے غلام ہیں چاہے وہ ان
کو بیچے چاہے ان کو آزاد کرے
اور جب اس کے سامنے ایک
صاحب نے یہ بات رکھی کہ ہم
قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کے مطابق بیعت
کرتے ہیں تو اس نے ان کے
قتل کا حکم دیا اور ان کو گرفتار کر کے
فوراً قتل کر دیا گیا۔ اس مسرف
یا مجرم (مسلم بن عقبہ) نے اسلام
کی بڑی بے عزتی کی۔ مدینہ منورہ میں
تین دن برابر لوٹ مار کا سلسلہ جاری
رہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے صحابہ کو ذلیل کیا گیا ان پر
دست درازی کی گئی ان کے گھروں
کو لوٹا گیا (مدینہ طیبہ کو تباہ و تاراج
کرنے کے بعد) یہ فوج مکہ معظمہ
شرفہا اللہ تعالیٰ کی طرف چل پڑی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

عقبة المری مات بعد وقعة الحرة بثلاث ليال وولی مكانه الحصين بن نمير، واخذ الله تعالی يزيد اخذ عزيز مقتدر فمات بعد الحرة باقل من ثلاثة اشهر وازيد من شهرين وانصرفت الجيوش عن مكة۔ ومات يزيد فی نصف ربيع الاول سنة اربع وستين وله نيف وثلاثون سنة امه ميسون بنت بحدل الكلبية وكانت مدته ثلاث سنين وثمانية اشهر واياما فقط۔ (ص ۳۵۷ ۳۵۸ طبع مصر)

وہاں جاکر مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا گیا اور بیت اللہ پر "منجنیق" سے سنگباری کی گئی۔ یہ کام حصین بن نمیر کی سرکردگی میں شام کے لشکروں نے انجام دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ مجرم بن عقبہ مری کو تو جنگ حرّہ کے تین دن بعد ہی موت نے آدبوچا تھا اور اب اس کی جگہ سالار لشکر حصین بن نمیر ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے یزید کو بھی اسی طرح دھر پکڑا جس طرح وہ غالب قدرت والا پکڑا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی واقعہ حرّہ کے بعد تین ماہ سے کم اور دو ماہ سے زائد کی مدت میں موت کے منہ میں چلا گیا اور یزیدی لشکر مکہ معظمہ سے واپس چلے گئے۔ یزید کی موت ۱۵ ربیع الاول سنہ ۶۴ ہجری کو واقع ہوئی، اس وقت اس کی عمر کچھ اوپر تیس سال تھی اس کی ماں کا نام میسون بنت بحدل کلبیہ تھا، یزید کی مدت حکمرانی کل تین سال

Marfat.com

آٹھ ماہ اور کچھ دن تھی۔

٭ ٭ ٭ ٭

## خلاصہ بحث یہ ہے کہ

اول تو یزید "غزوہ قسطنطنیہ" میں بخوشی خاطر شریک ہی نہیں ہوا، جو وہ اس بشارت کا مستحق ہو اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ وہ بغیر کسی جبر و اکراہ کے خود دل سے اس غزوہ میں شریک ہوا تھا تب بھی اس بشارت مغفرت کا تعلق اس کے ان گناہوں سے ہوگا۔ جو اب تک اس سے سرزد ہوئے تھے، اور جو معاصی اور جرائم اس "غزوہ قسطنطنیہ" میں شریک ہونے کے بعد اس سے سرزد ہوئے ہیں ان کی مغفرت کا اس بشارت سے کوئی تعلق نہیں وہ اس کے ذمہ باقی ہیں اور اگر کسی کج فہم کو اب بھی اس پر اصرار ہو کہ حدیث میں مذکورہ مغفرت کا تعلق اس کے تمام اگلے پچھلے گناہوں سے ہے، اور اس غزوہ میں شرکت کرنے والے ہر ہر فرد کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں اور مذکورہ مغفرت سے ہر فرد کی مغفرت عام مراد ہے تو یہ محض غلط ہے اور اس مغفرت کے عموم کی تخصیص کے لیے وہ حدیث کافی ہے جو ابھی آپ کی نظر سے گذری ہے۔ اور اس کی روشنی میں یزید کے سیاہ کارناموں کی تفصیل بھی آپ پڑھ چکے۔ اب ایسے نابکار کے جنتی ہونے پر اصرار کرنا کس قدر شدید غلطی ہے۔ ناصبیوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے ممدوح یزید کو خلیفہ راشد مانیں، اس کے جنتی ہونے کا اعتقاد رکھیں بلکہ جیسا کہ بعض جاہل ناصبیوں کا عقیدہ تھا اس کو صحابی سمجھیں یا اس کی نبوت کا اقرار کریں [1] لیکن

---

[1] حافظ ابن تیمیہ "منہاج السنۃ" میں لکھتے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com
Marfat.com

اہل حق میں سے کوئی شخص بحالتِ صحتِ ہوش و حواس یزید کے ان سیاہ کارناموں کے باوجود اس کے جنتی ہونے کی کیسے شہادت دے سکتا ہے۔

## یزید جیسے فاسق کی سرکردگی میں بھی جہاد ہو سکتا ہے

ہاں علماء نے اس حدیث سے یہ مسئلہ ضرور نکالا ہے کہ ہر فاسق کی سرکردگی میں جہاد ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں،

وفیہ مشروعیۃ الجہاد مع کل امام لتضمنہ الثناء علی من غزا "مدینۃ قیصر" وکان امیر تلک الغزوۃ یزید بن معاویۃ ویزید یزید۔

(فتح الباری۔ جلد ۱۱ ص ۶۵)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ جہاد ہر حکمران کی معیت میں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ حدیث غازیان شہر قیصر کی تعریف پر مشتمل ہے حالانکہ اس غزوہ کا امیر یزید بن معاویہ تھا۔ اور یزید تو یزید ہی تھا۔ (کہ اس کی نابکاری و نالائقی

---

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)

فطائفۃ من الجہال یظنون یزید ھذا من الصحابۃ وبعض غلاتھم یجعلہ من الانبیاء۔

(ج ۴ ص ۱۷۹ مطبع امیریہ بولاق مصر ۱۳۲۲ ہجری)

ناصبی جاہلوں کی ایک جماعت اس یزید کو صحابی خیال کرتی ہے اور بعض غالی ناصبی اس کو نبی بھی مانتے ہیں۔

غنیمت ہے ہمارے دور کے ناصبی ابھی اس مقام تک نہیں پہنچے بلکہ وہ یزید کو صرف خلیفہ راشد سمجھتے ہیں اور "سیدنا" کہہ کر اس کی خدمت میں آداب بجالاتے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

معلوم خاص وعام ہے)

اور امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص" احکام القرآن" میں فرماتے ہیں :-

| | |
|---|---|
| وقد کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغزون بعد الخلفاء الاربعۃ مع الامراء الفساق وغزا أبو ایوب الانصاری مع یزید اللعین - (ج - ۳ ص ۴۷) | نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب خلفاء اربعہ کے بعد فاسق امراء کے ساتھ بھی جہاد میں شریک ہوتے تھے - چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے "یزید لعین" کی معیت میں بھی جہاد فرمایا ہے - |

## "مدینہ قیصر" سے مراد قسطنطینیہ نہیں ، بلکہ حمص ہے -

اور یاد رہے کہ ساری بحث اس صورت میں ہے جب کہ ہم اس حدیث میں جو" مدینہ قیصر" کے الفاظ آتے ہیں اس سے" قسطنطینیہ" ہی مراد لیں ورنہ اگر" مدینہ قیصر" سے شہر مراد لیا جائے کہ جو اس وقت" قیصر" کا دارالسلطنت تھا کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر بشارت کے یہ الفاظ تھے تو ساری بحث ہی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اس صورت میں" مدینہ قیصر" سے مراد" قسطنطینیہ" نہیں بلکہ" حمص" ہے چنانچہ شیخ الاسلام محمد صدر الصدور دہلی شرح بخاری میں فرماتے ہیں

| | |
|---|---|
| و بعضے تجویز کنند کہ مراد" مدینہ قیصر" مدینہ باشد کہ قیصر در آنجا بود روزے کہ فرمود ایں حدیث را | اور بعض علماء کی تجویز یہ ہے کہ "شہر قیصر" سے مراد وہی شہر ہے کہ جہاں قیصر اس روز تھا کہ جس روز آنحضرت |

آنحضرت، و آں حمص است کہ در آں وقت دار مملکت او بود۔ واللہ اعلم

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی تھی اور یہ شہر "حمص" تھا جو اس وقت قیصر کا دار السلطنت تھا۔ واللہ اعلم۔

(شرح فارسی صحیح بخاری از شیخ الاسلام مطبوعہ بر حاشیہ تیسیر القاری ج۔۴ ص ۶۶۹ مطبع علوی لکھنؤ ۱۳۰۲ھ ہجری)

اب پہلے یہ ثابت کیا جائے کہ اس وقت قیصر کا دار الملک "حمص" نہیں بلکہ "قسطنطنیہ" ہی تھا اور اس عہد میں "جب بھی" مدینہ قیصر" کے الفاظ استعمال ہوتے تھے اس سے مراد شہر "قسطنطنیہ" ہی لیا جاتا تھا پھر اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے لغت، عرف، اشعار عرب اور آثار و احادیث سے سند لانا ضروری ہے محض دعویٰ سے کام نہیں چلتا۔

## صحیح بخاری میں یزید کی مذمت میں حدیثیں

یہ بھی واضح رہے کہ "صحیح بخاری" میں یزید کے بارے میں بس یہی ایک حدیث نہیں ہے کہ جس کو مستفتی نے استفتا میں درج کر دیا ہے بلکہ اور بھی متعدد روایات موجود ہیں جن میں یزید کی بدکرداری اور بد اطواری کی پوری طرح نشاندہی کر دی گئی ہے، یزید کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت ان روایات کو بھی نظر میں رکھنا چاہیئے۔ یہ روایات حسب ذیل ہیں:۔

## پہلی حدیث

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعائین

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو ظرف علم یاد کیے ہیں،

Marfat.com

فاما احدهما فبثثته و اما الآخر فلو بثثته قطع هذا البلعوم۔ (صحیح بخاری، باب حفظ العلم)

(یعنی دو نوع کا علم حفظ کیا ہے) ان میں سے ایک کی تو نشرواشاعت کر دی ہے۔ اور جو دوسرے کی اشاعت کر دوں تو یہ نرخرا کاٹ ڈالا جائے۔

یہ دوسری نوع کا علم جس کی نشرواشاعت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہہ کر گریز فرمایا کہ وہ اگر زبان پر لاؤں تو یہ سر قلم کر دیا جائے، کیا تھا؟ اس کے بارے میں حضرت شاہ ولی صاحب دہلوی فرماتے ہیں:۔

المراد به علی الصحیح من اقوال العلماء علم الفتن والواقعات التی وقعت بعد وفاته علیه السلام من شهادة عثمان و شهادة الحسین وغیر ذالک وکان یخافه فی انشائها وتعیین اسماء اصحابها من غلمان بنی امیة وفتیانهم۔ (شرح تراجم ابواب البخاری" باب مذکور)

اقوال علماء میں سے صحیح قول کے مطابق اس سے مراد ان فتن اور واقعات کا علم ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئے جیسے حضرت عثمان اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت وغیرہ کے واقعات ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان واقعات کے افشاء کرنے اور ان فتنہ گروں کے ناموں کے بتانے سے اس لیے ڈرتے تھے کہ کہیں بنی امیہ کے لونڈے اور ان کی نوخیز نسل اس سے برہم ہو کر ان کو قتل نہ کر ڈالے۔

اور علامہ ابن تیمیہ "منہاج السنہ" میں رقمطراز ہیں۔

Marfat.com

والو هريرة اسلم عام خيبر فلم يصحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلا اقل من اربع سنين، وذالك الجراب لم يكن فيه شیٔ من علم الدين، علم الايمان والامر والنهی وإنما كان فيه الأخبا عن الأمور المستقبلة مثل الفتن التی جرت بين المسلمين فتنة الجمل وصفين وفتنة ابن الزبير ومقتل الحسين ونحو ذالك۔

(ج-۴ ص ۱۷۸)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ خیبر کے سال اسلام لائے اس لیے ان کو چار سال سے کم، آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا موقع ملا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس (ظرف) تھیلے میں علم دین، علم الایمان اور امر و نہی کی کوئی چیز نہ تھی اس میں تو صرف آئندہ ہونے والے واقعات کی خبریں تھیں مثلاً ان فتنوں کا بیان تھا جو آگے چل کر مسلمانوں میں برپا ہوئے، جیسے جنگ جمل و جنگ صفین کا فتنہ، حضرت ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قتل کا فتنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا بیان اور اسی قسم کے واقعات۔

## حضرت ابوہریرہ کا دورِ یزید سے پناہ مانگنا

اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

وحمل العلما الوعاء الذی

اور علماء نے علم کے اس ظرف کو

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

لم يبثه على الاحاديث التى فيها تبيين أسامى امراء السوء واحوالهم وزمنهم وقد كان ابوهريرة يكنى عن بعضه ولا يصرح به خوفاً على نفسه منهم كقوله: "اعوذ بالله من راس الستين وإمارة الصبيان" يشير الى خلافة يزيد بن معاوية لانها كانت سنة ستين من الهجرة و استجاب الله دعاء ابى هريرة فمات قبلها بسنة.

فتح الباری (ج ۱۰ ص ۱۹۳ طبع میریہ مصر ۱۳۰۰ھ)

جس کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشاعت نہ کی ان احادیث پر محمول کیا ہے جن میں امراء سوء (بدکردار و نابکار حاکموں) کے ناموں کی تفصیل، ان کے حالات اور زمانے کا بیان تھا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان نالائق حکمرانوں میں سے بعض کا ذکر اشارہ کنایہ میں کر دیا کرتے تھے مگر صراحۃً ان کا نام نہیں لیتے تھے کہ کہیں وہ ان کو جان سے نہ مار ڈالیں، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ "میں اللہ تعالیٰ سے ۶۰ھ کے شروع ہونے اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں" یہ یزید بن معاویہ کی بادشاہی کی طرف اشارہ تھا کہ وہ ۶۰ھ ہجری میں قائم ہوئی اور حق تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول بھی فرمائی چنانچہ وہ یزید کے بادشاہ ہونے سے ایک سال پہلے ہی دنیا سے رحلت فرما گئے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

**دوسری حدیث** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصحیح" میں ایک باب قائم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں۔

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھلاک اُمتی علی یدی اُغیلمۃ من قریش"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان کہ" میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی"

اور پھر اس باب میں یہ حدیث نقل کی ہے:

| | |
|---|---|
| حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل | عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید |
| حدثنا عمرو بن یحیی بن سعید | کہتے ہیں کہ مجھے میرے دادا جان |
| بن عمرو بن سعید قال اخبرنی | نے بتلایا کہ میں مدینہ شریف میں حضرت |
| جدی قال کنت جالسًا مع | ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ |
| ابی ھریرۃ فی مسجد النبی | مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا، اس وقت |
| صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ | مروان بھی ہمارے ساتھ تھا کہ حضرت |
| ومعنا مروان قال ابو ھریرۃ | ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا |
| سمعت الصادق المصدوق | میں نے صادق و مصدوق صلی اللہ |
| یقول "ھلکۃ امتی علی یدی | تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے |
| غلمۃ من قریش" فقال | سنا ہے کہ" میری امت کی ہلاکت |
| مروان لعنۃ اللہ علیھم | قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہو |
| غلمۃ فقال ابو ھریرۃ لوشئت | گی "۔ اس پر مروان کی زبان سے |
| ان اقول بنی فلان و | نکلا" خدا کی ان پر لعنت ہو، لونڈے |
| بنی فلان فعلت، فکنت | ہوں گے! حضرت ابوہریرہ رضی |

خرج مع جدی الی بنی مروان ... ین ملکوا بالشام فاذا ... أهم غلمانا أحداثا ... ال لنا عسی هؤلاء أن ... یکونوا منهم قلنا انت ... علم -

اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ اگر میں بتانا چاہوں کہ فلاں فلاں کے لڑکے ہوں گے تو بتا بھی سکتا ہوں۔ (عمرو کا بیان ہے کہ) پھر میں اپنے دادا جان کے ساتھ جب بنی مروان کی حکومت شام پر قائم ہوئی تو ان کے یہاں جایا کرتا تھا اور دادا جان جب ان نوخیز لونڈوں کو دیکھتے تو فرمایا کرتے کہ غالباً یہ وہی لوگ ہیں (جن کے متعلق حضرت ابوہریرہ نے بتایا تھا) ہم یہ سن کر کہتے آپ کو خوب معلوم ہے

## میری امت کی تباہی قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہو گی

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ مسند احمد اور سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بایں الفاظ مروی ہے

إن فساد أمتی علی یدی غلمۃ سفہاء من قریش -

(ج ۱۳ - ص ۸)

میری امت کی تباہی قریش کے چند بے وقوف لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔

## لونڈوں کی حکومت کی کیفیت

اس ہلاکت اور فساد کی تشریح جس کا ذکر صحیح بخاری کی ان حدیثوں میں

Marfat.com
Marfat.com

آپ کی نظر سے گذرا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی ایک دوسری روایت میں جس کو علی بن الجعد اور ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے، ان الفاظ مذکور ہے۔

حضرت ابوہریرہ کی دعا

| | |
|---|---|
| اعوذ بالله من امارة الصبيان۔ قالوا وما امارة الصبيان؟ قال ان اطعتموهم هلكتم، وان عصيتموهم اهلكوكم۔ | "میں اللہ سے لونڈوں کی امارت سے پناہ مانگتا ہوں" حاضرین نے عرض کیا: لونڈوں کی امارت کیا معنی؟ فرمایا یہ کہ اگر تم ان کی اطاعت کی تو ہلاک ہوئے (کہ دین برباد ہوا) اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو وہ تمہیں ہلاک کرکے چھوڑیں گے (یعنی تمہیں جان سے مار ڈالیں گے یا تمہارا مال لوٹ لیں گے یا تمہاری جان و مال دونوں تباہ کرکے رکھ دیں گے)۔ لہ |

فتح الباری (ج۔ ۱۳۔ ص ۸)

---

لہ آپ اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے، حافظ شمس الدین ذہبی کی میزان الاعتدال میں شمر بن ذی الجوشن کا جو تذکرہ لکھا ہے وہ پڑھیے، فرماتے ہیں:۔

قال امام

| | |
|---|---|
| شمر بن ذی الجوشن أبو السابغة الضبابي عن أبيه وعنه أبو اسحاق السبيعي ليس بأهل للرواية فانه أحد قتلة | شمر بن ذی الجوشن ابو السابغہ ضبابی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے، اس سے ابو اسحاق سبیعی۔ یہ اس کا اہل نہیں کہ اس سے روایت لی جائے۔ |

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نیز ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)

سین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وقد
ے اعوان المختار - روی
کر بن عیاش عن ابی اسحٰق
کان شمر یصلی معنا ثم
ول: اللهم انك تعلم انی
ریف فاغفر لی قلت:
نت یغفر اللہ لك وقد اعنت
قتل ابن رسول اللہ صلی اللہ
یہ وسلم قال ویحك فکیف
سنع؟ إن امراءنا هولاء
مرونا بأمر فلم نخالفهم
و خالفناهم کنا شرا من
ذه الحمر الشقاة -
قلت ان هذا لعذر
بیح فانما الطاعة فی
معروف -
(ج - ۱ ص ۴۴۹ - طبع
مصر ۱۳۲۵ھ)

یہ بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کا ایک فرد تھا۔ شمر کو مختار کے کارندوں نے قتل کیا، ابوبکر بن عیاش، ابو اسحاق سے راوی ہیں کہ شمر ہمارے ساتھ نماز پڑھتا اور پھر یوں دعا کرتا کہ "اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں ایک شریف آدمی ہوں اس لیے مجھے بخش دے اس پر میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے کیوں بخشنے لگا تو نے تو ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل میں اعانت کی ہے کہنے لگا: تجھ پر افسوس! پھر ہم کیا کریں (ہمارا کیا بس تھا) ہمارے ان حاکموں نے ہمیں ایک حکم دیا تھا ہم نے اس کی مخالفت نہ کی، اور اگر ہم ان کی مخالفت کرتے تو ان بدنصیب گدھوں سے بھی بدترین بن جاتے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عذر قبیح ہے، اطاعت تو صرف نیک کام میں ہوا کرتی ہے۔

ان أبا هريرة كان يمشي في السوق و يقول اللهم لا تدركني سنة ستين و لا إمارة الصبيان۔

فتح الباری (ج۔۱۳ ص ۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں جاتے جاتے یوں دعا کرنے لگتے "اے اللہ مجھے ۶۰ھ کا زمانہ نہ آنے پائے اور نہ لونڈوں کی امارت کا"۔

## امت کو تباہ کرنے والے لونڈوں میں یزید سر فہرست ہے،

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

و في هذا اشارة الى أن اول الاغيلمة كان في سنة ستين و هو كذالك فان يزيد بن معاوية استخلف فيها و بقي الى سنة اربع و ستين فمات۔

فتح الباری (ج۔۱۳۔ص ۸)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان لونڈوں میں سب سے پہلا لونڈا ۶۰ھ میں برسر اقتدار آیا جو بالکل واقع کے مطابق ہے۔ کیونکہ یزید بن معاویہ اسی ۶۰ھ میں بادشاہ بنا اور پھر ۶۴ھ تک زندہ رہ کر مر گیا۔

اور پھر مزید افادہ یہ فرماتے ہیں کہ:

"اس روایت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت کے عموم کی بھی تخصیص ہو جاتی ہے جس کو ابو زرعہ نے ان سے نقل کیا ہے اور جو "باب علامات النبوۃ" میں بایں الفاظ گذر چکی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہے کہ یہلک الناس ھذا الحی من قریش (لوگوں کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کرے گا) کیونکہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ قریش کا پورا قبیلہ نہیں بلکہ اس کے بعض افراد مراد ہیں یعنی ان کی نوخیز نسل کے چند لونڈے نہ کہ قبیلے کے سب افراد، غرض یہ لونڈے طلب سلطنت کے لیے لوگوں کو ہلاک کریں گے اور اسی کی خاطر ہنگامۂ قتال برپا کریں گے جس کی وجہ سے لوگوں کے حالات میں بگاڑ پیدا ہوگا اور فتنوں کے مسلسل برپا ہونے کے باعث سخت گڑبڑ ہوگی، چنانچہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے خبر دی تھی اسی کے مطابق ہو کر رہا۔"

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کہ ان لونڈوں سے دور رہا جائے

نیز اس حدیث میں جو یہ الفاظ وارد ہیں کہ: لو ان الناس اعتزلوھم" (کاش لوگ ان لونڈوں سے کنارہ کشی کریں) اس میں حرف لَوْ کا جواب " کان اولیٰ بھم" (تو یہ ان کے حق میں اولیٰ ہے) محذوف ہے اور مراد "اعتزال" یعنی کنارہ کش رہنے سے یہ ہے کہ ان کے پاس آمد و رفت رکھیں اور نہ ان کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہوں، بلکہ اپنے دین کو سلامت لے کر ان کے پاس سے راہ فرار اختیار کریں۔

فتح الباری (ج ۱۳ - ص ۸)

## صحابہ و تابعین کا اس ہدایت پر عمل

اب ساری اسلامی تاریخ

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

کا ایک ایک ورق پڑھ جائیے۔ یزید کے عہد نحوست مہد میں میدان کربلا ہو یا جنگ حرہ، حرم الٰہی کا محاصرہ ہو یا حرم نبوی پر چڑھائی، ان میں سے کسی ایک مہم میں بھی یزید کی حمایت میں کوئی صحابی تو درکنار کسی قابلِ ذکر نیک نام تابعی کا نام بھی آپ کو ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا جو کہ یزید کی طرف سے لڑنے آیا ہو۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی اس جملہ کی کہ "فاذا راھم غلمانا احداثا" (ہمارے دادا جان جب شام کے حکمرانوں کو دیکھتے کہ وہ نوخیز لونڈے ہیں) کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

یزید اول فسادی

والذی یظھران المذکورین من جملتھم وان أولھم یزید کما دل علیہ قول أبی ھریرۃ "رأس الستین وامارۃ الصبیان" فان یزید کان غالبا ینتزع الشیوخ من إمارۃ البلدان الکبار ویولیھا الاصاغر من أقاربہ۔

(فتح الباری ص ۸ - جلد ۱۳)

اور ظاہر یہی ہے کہ راوی کے دادا نے جن حکمرانوں کو ذکر کیا ہے وہ قریش کے ان ہی لونڈوں میں داخل ہیں اور ان میں پہلا شخص یزید ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ۶۰ھ کے آغاز اور لونڈوں کی امارت کا ذکر کرنا اس بات کو بتلا رہا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یزید اکثر بڑے بڑے شہروں کی امارت سے بڑی عمر کے لوگوں کو ہٹا کر ان کی جگہ اپنے رشتہ داروں میں سے کم عمر لوگوں کو والی بنا دیا کرتا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

## مروان کا ان مفسد لونڈوں پر لعنت کرنا

نیز اس باب کے ختم پر حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے "جو تنبیہ" فرمائی ہے وہ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ فرماتے ہیں:

(تنبیہ) یتعجب من لعن مروان الغلمة المذکورین مع أن الظاهر انهم من ولده فكأن الله تعالى أجرى ذلك على لسانه ليكون اشد في الحجة عليهم لعلهم يتعظون،

وقد وردت أحاديث في لعن الحكم والد مروان وما ولد اخرجها الطبراني وغيره غالبها فيه مقال وبعضها جيد ولعل المراد تخصيص الغلمة المذكورين بذلك۔

(ج ۱۳ ص ۹)

(تنبیہ) تعجب ہوتا ہے کہ مروان نے ان مذکورہ لونڈوں پر لعنت کی حالانکہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کی اولاد ہی میں ہوئے ہیں۔ پس گویا حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ بات اس کی زبان سے کہلوا دی تاکہ ان لونڈوں پر سخت حجت قائم ہو جائے اور شاید اس بات سے وہ کچھ نصیحت پکڑیں

اور ہاں مروان کے باپ حکم اور اس کی اولاد پر حدیثوں میں لعنت وارد ہوئی ہے ان حدیثوں کو طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے جن میں سے اکثر روایات میں گفتگو کی گنجائش ہے مگر ان میں سے بعض روایات جید بھی ہیں اور غالباً لعنت ان ہی لونڈوں کے ساتھ مخصوص ہے جن کا ذکر حدیث بخاری میں آتا ہے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

## یزید کے دور میں صحابہ و تابعین پر مظالم

غرض قریش کے چند نوخیز لونڈے جن کے ہاتھوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی ہلاکت و بربادی کی خبر دی ہے ان سب میں اول نمبر یزید پلید کا ہے، چنانچہ اس کی ولی عہدی کی سلسلہ جنبانی کے آغاز سے لے کر اس کے مرنے دم تک اس عہد کے اخیار امت صحابہ و تابعین پر جو مصائب کے پہاڑ ٹوٹے اور ان کی جس طرح توہین و تذلیل کی گئی اور ان کے ساتھ قتل و غارت کا جو معاملہ ہوا۔ اس سے تاریخ اسلام کے اوراق پُر ہیں اور صحیح بخاری میں اس سلسلہ کے جو واقعات ضمناً آگئے ہیں وہ یہ ہیں:-

(۳) حدثنا موسی بن اسماعیل قال حدثنا ابو عوانة عن أبی بشر عن یوسف بن ماهك قال کان مروان علی الحجاز استعمله معاویة فخطب فجعل یذکر یزید بن معاویة لکی یبایع له بعد ابیه، فقال له عبد الرحمن بن أبی بکر شیئاً فقال خذوه فدخل بیت عائشة فلم یقدروا، فقال مروان ان هذا الذی

یوسف بن ماہک کا بیان ہے کہ مروان، حجاز کا گورنر تھا، جس کو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں کا عامل مقرر کیا تھا اس نے خطبہ دیا جس میں یزید بن معاویہ کے متعلق ذکر کرنے لگا تاکہ اس کے باپ کے بعد اس کے لیے بیعت لے لی جائے اس پر حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مروان سے کچھ کہا تو اس نے ابر افروختہ ہو کر اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ اس شخص کو گرفتار کر لو، یہ سن کر حضرت عبد الرحمٰن

Marfat.com

انزل فیہ " وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَا أَتَعِدَانِنِیْ ہ فقالت عائشۃ من وراء الحجاب ما انزل اللہ فینا شیئا من القرآن الا ان اللہ انزل عذری

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۱۵ کتاب التفسیر، سورہ احقاف)

بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی بہن ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں گھس گئے اور مروان کی پولیس کا ان پر قابو نہ چل سکا۔ اب مروان (جھلا کر) بولا یہ وہی شخص تو ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی " اور جس شخص نے اپنے ماں باپ کو کہا میں بیزار ہوں تم سے کیا تم مجھ کو وعدہ دیتے ہو؟ الخ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (جب مروان کی یہ غلط بیانی سنی تو) پردے کے پیچھے ہی سے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مذمت میں تو قرآن پاک میں کچھ نازل نہیں کیا ہے ہاں اللہ تعالیٰ نے میری برأت اور پاکدامنی کی آیتیں ضرور نازل فرمائی ہیں۔

تفصیل

امام بخاری کی اس روایت میں جو اجمال ہے اس کی تفصیل مستخرج اسماعیلی " میں اسی سند کے ساتھ بایں الفاظ مذکور ہے :۔

فأراد معاویۃ ان یستخلف معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

یزید یعنی ابنہ فکتب إلی مروان بذالک فجمع مروان الناس فخطبھم وذکر یزید ودعا إلی بیعتہ، وقال إن اللہ أری امیر المومنین فی یزید رأیا حسنًا وان یستخلفہ فقد استخلف ابوبکر وعمر۔

کیا کہ اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنائیں تو مروان کو اس کے بارے میں لکھا اب مروان نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اس میں یزید کا ذکر کر کے اس کی بیعت کی دعوت دی، اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کو یزید کے بارے میں اچھی رائے سمجھائی ہے۔ اب اگر وہ اس کو خلیفہ بناتے ہیں تو ابوبکر و عمر بھی خلیفہ بنا چکے ہیں

## حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کا مروان کو برسرِ منبر ٹوکنا

ظاہر ہے کہ اس لغو بیانی کا جواب سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہی کو دینا چاہیئے تھا، چنانچہ حسب توقع انہوں نے نہایت جرأت سے کام لے کر بڑی بے باکی سے "سلطان جابر" کے سامنے کلمہ حق کی ادائیگی کے فریضے کو انجام دیتے ہوئے فرمایا:۔

ماھی الا ھرقلیۃ۔

یہ تو ہرقل[1] کی اتباع کے سوا کچھ نہیں۔

---

[1] ہرقل عیسائیوں کے فرمانروا قیصر کا نام ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

اور حافظ اسماعیلی کی دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:۔

فقال مروان سنة ابی بکر وعمر فقال عبد الرحمٰن سنة هرقل وقیصر

مروان کہنے لگا یہ ابو بکر اور عمر کی سنت ہے۔ اس پر حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (نہیں بلکہ) ہرقل و قیصر کی رسم ہے۔

اور مسند ابی یعلی اور تفسیر ابن ابی حاتم میں عبد اللہ مدنی کی زبانی اس واقعہ کی یہ تفصیل مروی ہے:۔

کنت فی المسجد حین خطب مروان فقال ان الله قد اری أمیر المؤمنین رأیا حسنًا فی یزید، وان یستخلفه فقد استخلف ابو بکر وعمر، فقال عبد الرحمٰن هرقلیة ان ابا بکر والله ماجعلها فی احد من ولده، ولا فی اهل بیته، وما جعلها معاویه الاکرامة لولده۔

جس وقت مروان نے خطبہ دیا میں مسجد نبوی میں موجود تھا کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین (معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو یزید کے بارے میں عمدہ رائے سجھائی ہے۔ اگر وہ اس کو خلیفہ بناتے ہیں تو ابو بکر و عمر بھی بنا چکے ہیں۔ اس پر حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو ہرقل کا طریقہ ہے واللہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی اولاد میں کسی کو خلافت نہیں سونپی اور نہ اپنے خاندان میں سے کسی کو خلیفہ بنایا، مگر معاویہ تو بس اپنے بیٹے کو اعزاز بخشنا چاہتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

## حضرت عائشہ کا مروان کو جھوٹا کہنا

ظاہر ہے اس حق بات کو سننے کی تاب مروان میں کہاں تھی، فوراً الزام تراشی پر اتر آیا اور ان کو گرفتار کرنے کا حکم دے دیا آخر جیسا کہ محدث اسماعیلی کی روایت میں آتا ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہنا پڑا۔

كذب والله ما انزلت فيه۔

واللہ مروان جھوٹ بکتا ہے یہ آیت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہی نہیں ہوئی۔

## مروان کی حضرت عائشہ سے سخت کلامی

مسند ابو یعلی میں یہ بھی آتا ہے کہ پھر مروان منبر سے اتر کر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سخت کلامی کرنے لگا اور آپ نے بھی اس کو ویسے ہی جواب دیئے آخر واپس چلا گیا[1]

## حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق معاویہ اور ابو سفیان سے افضل ہیں

اب ذرا غور کیجئے، مروان کی یہ تقریر کہاں ہو رہی ہے، منبر نبوی سے، مسجد نبوی میں، روضۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے، یزید کی ولی عہدی کی بیعت لینے کے لیے اس پر افترا پردازی کا یہ عالم ہے کہ اس ولی عہدی کی رسم کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت بتلا رہا ہے۔ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس کو ٹوکتے ہیں کہ یہ ابوبکر و عمر کی سنت نہیں ہے بلکہ ہرقل اور قیصر کی رسم ولی

---

[1] ان سب روایات کے لیے ملاحظہ ہوں فتح الباری ج ۸ ص ۴۴۲ و ۴۴۳

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

عہدی ہے تو بگڑ جاتا ہے الزام تراشی کرتا ہے، کتاب اللہ کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے، ذرا نہیں سوچتا کہ کہاں ہوں، کس مقام سے بول رہا ہوں، کس سے مخاطب ہوں یہ کس باپ کے بیٹے ہیں، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سگے بھائی تھے۔ یہ یزید تو کیا چیز ہے اس کے والد ماجد معاویہ اور جد امجد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی بنص قرآن افضل ہیں کیونکہ جناب معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مولفۃ القلوب میں تھے فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے "طلقاء" میں ان کا شمار ہے۔ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ کے زمانے میں فتح مکہ سے بہت پہلے مشرف بہ اسلام ہو کر ہجرت فرمائے مدینہ ہو چکے تھے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کی آمدنی میں سے ان کے لیے چالیس وسق سالانہ خرما کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ ابن کثیر نے ان کے بارے میں لکھا ہے "کان من سادات المسلمین" (یہ مسلمانوں کے اکابر میں سے تھے) اور "وکان معظمًا بین اھل الاسلام" (اہل اسلام میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے[1] اب جس کی ولی عہدی کے سلسلے میں اکابر صحابہ کی اس طرح توہین کی جائے اس کی بادشاہی کے دور میں کیا کچھ نہ ہو گا؟

## عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا معاویہ کی رقم کو واپس کر دینا

حافظ ابن کثیر نے زبیر بن بکار سے بسند نقل کیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لاکھ درہم حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بھیجے مگر

---

[1] ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج۔۸ ص ۸۸ و ۸۹ طبع مصر مطبعۃ السعادۃ۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

حضرت ممدوح نے یہ کہہ کر ان کے لینے سے انکار کر دیا کہ ابیع دینی بدنیای؟ (کیا میں اپنی دنیا کے عوض اپنے دین کو بیچ ڈالوں) [1]

آخر کار اکابر صحابہ کے پرزور احتجاج کے باوجود ان کی مرضی کے برخلاف یزید راج سنگھاسن پر براجمان ہو جاتا ہے، اور امت محمدیہ پر ہلاکت کا طوفان امنڈ آتا ہے، رجب ۶۰ھ ہجری میں یزید بادشاہ بنا، اور اسی سال ماہ رمضان میں یزید اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ عمرو بن سعید اشدق کا تقرر کرتا ہے۔

**یزید کا گورنر مدینہ کو اس لیے معزول کرنا کہ اس نے حضرت حسین وابن زبیر پر سختی نہ کی تھی**

ولید کا قصور یہ تھا کہ اس نے بیعت کے معاملہ میں حضرت حسین و حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر وہ سختی نہ کی تھی جو یزید کو مطلوب تھی اس لیے یہ دونوں حضرات یزید کی بیعت کیے بغیر مدینہ منورہ سے بخیر و عافیت مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ حالانکہ یزید کا ان کے بارے میں ولید کو یہ فرمان آچکا تھا کہ

اما بعد فخذ حسینا وعبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن الزبیر بالبیعة اخذاً شدیداً لیست فیہ رخصة حتیٰ یبایعوا والسلام [2]

اما بعد حسین، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو بیعت کے لیے سختی کے ساتھ پکڑو، اور جب تک یہ لوگ بیعت نہ کرلیں ذرا ڈھیل نہ ہونے پائے۔ والسلام

---

[1] ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۸ و ۸۹ طبع مصر مطبعۃ السعادۃ [2] البدایہ والنہایہ از حافظ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۴۶ و ۱۴۷

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

**مروان کا مشورہ کہ ان حضرات کا سر قلم کردیا جائے**

مروان کا مشورہ ان حضرات کے بارے میں ولید کو یہ تھا کہ اگر یہ حضرات بیعت نہ کریں تو فوراً ان کا سر قلم کردو مگر ولید نے مروان کی بات نہ مانی اس لئے اس شاہی فرمان کی تعمیل میں کوتاہی کا لازمی نتیجہ معزولی تھا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے جو اس کی معزولی کی وجہ میں "لتفریطہ" کا لفظ لکھا ہے وہ اسی حقیقت کا ترجمان ہے[1]

**حضرت ابوشریح کا گورنر مدینہ کو حرم پر فوج کشی سے منع کرنا**

چنانچہ اس کی جگہ گورنر ہو کر عمرو بن سعید اسی سال[2] میں مدینہ آگیا یہ مزاج کا بڑا فرعون اور بڑا متکبر تھا، حافظ ابن کثیر کے اس کے بارے میں یہ الفاظ ہیں وکان متالھًا متکبرًا[3] (یہ اپنے آپ کو خدا کی جگہ پر سمجھنے والا بڑا ہی مغرور تھا) حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چونکہ ابھی تک یزید کی بیعت نہ کی تھی اور وہ حرم الٰہی میں پناہ گزین تھے اس لئے اس نابکار نے ان کو گرفتار کرنے کے لئے مدینہ میں آتے ہی حرم مکہ پر لشکر کشی شروع کردی[4] اس کی اس ناشائستہ حرکت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور و محترم صحابی حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس بہترین انداز میں اسے فہمائش کی وہ صحیح بخاری میں اس طرح منقول ہے۔

**چوتھی حدیث** (۴) حدثنا عبد اللہ بن ... حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] البدایہ والنہایہ از حافظ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۴۸ [2] ایضاً [3] ایضاً [4] مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے "امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی" میں اس واقعہ کو عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت کا گمان کیا ہے جو صحیح نہیں یہ واقعہ یزید بن معاویہ کے زمانۂ حکمرانی میں ہوا ہے (ملاحظہ ہو "البدایہ والنہایہ" ترجمہ یزید بن معاویہ اور "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" ترجمہ حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

Marfat.com

يوسف قال حدثنا الليث قال حدثني سعيد هو ابن ابي سعيد عن ابي شريح انه قال لعمرو بن سعيد - وهو يبعث البعوث إلى مكة ائذن لي ايها الامير أحدثك قولاً قام به رسول الله صلى الله عليه وسلم الغد من يوم الفتح سمعته اذناى ووعاه قلبي وابصرته عيناى حين تكلم به حمد الله واثنى عليه ثم قال ان مكة حرمها الله ولم يحرمها الناس فلا يحل لامرئ يومن بالله واليوم الآخران يسفك بها دماً ولا يعضد بها شجرة فان أحد ترخص لقتال رسول الله فيها فقولوا ان الله قد اذن لرسوله ولم ياذن

نے عمرو بن سعید کو جب کہ وہ مکہ معظمہ پر چڑھائی کے لیے فوج کے دستے بھیج رہا تھا فرمایا: اے امیر اجازت دیجئے تاکہ میں آپ کے سامنے وہ حدیث بیان کروں جس کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن کھڑے ہو کر بیان فرمایا تھا اور جس کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا اور جس وقت آپ اس کو بیان فرما رہے تھے تو میری دونوں آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں آپ نے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا ہے، لوگوں نے اس کو حرم نہیں بنایا لہذا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے یہ حلال نہیں کہ مکہ معظمہ میں کسی کا خون بہائے اور نہ وہاں کا کوئی درخت کاٹے، پھر اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (

Marfat.com
Marfat.com

لکم وانما اذن لی فیھا ساعۃ من نھار ثم عادت حرمتھا الیوم کحرمتھا بالامس ولیبلغ الشاھد الغائب، فقیل لابی شریح ما قال عمرو قال انما انا اعلم منک یا ابا شریح لا تعیذ عاصیًا ولا فارًا بدم ولا فارًا بخربۃ

(صحیح بخاری کتاب العلم باب لیبلغ الشاہد الغائب)

کے وہاں قتال کرنے کی وجہ سے اس امر کی رخصت چاہے تو اس کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تو اس کی اجازت دی تھی مگر تم کو اس کی اجازت نہیں دی، اور مجھے بھی گھڑی بھر دن کی اجازت تھی پھر آج اس کی حرمت اسی طرح عود کر آئی جس طرح کہ کل اس کی حرمت تھی اور جو شخص یہاں حاضر ہے اس کو چاہیئے کہ جو شخص غائب ہے اس تک یہ بات پہنچا دے۔ اس پر ابو شریح سے دریافت کیا گیا کہ عمرو نے پھر کیا جواب دیا۔ فرمایا: اس نے کہا اے ابو شریح میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں مکہ نہ کسی عاصی کو پناہ دیتا ہے اور نہ کسی ایسے شخص کو جو خون کر کے وہاں بھاگ جائے اور نہ اس شخص کو جو چوری کر کے وہاں فرار ہو جائے۔

Marfat.com
Marfat.com

## گورنر مدینہ کا صحابی رسول کے سامنے اپنی علمیت بگھارنا

غور کیجئے: صحابی رسول حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرمِ الٰہی پر فوج کشی سے روکنے کے لیے یزید کے گورنر کو حدیث رسول بیان کرتے ہیں اور یہ بدبخت ان کے سامنے اپنی علمیت بگھارتا ہے، کہتا ہے "میں تم سے زیادہ علم رکھتا ہوں" امام ابن حزم اپنی مشہور تصنیف المحلی کی کتاب الجنایات" میں بالکل صحیح لکھتے ہیں:۔

لا کرامۃ للطیم الشیطان الشرطی الفاسق یرید ان یکون اعلم من صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا الفاسق ھو العاصی للہ ولرسولہ ، ومن والاہ اوقلدہ ۔ وما حامل الخزی فی الدنیا والاخرۃ الا ھو ومن امرہ ۔

اس لطیم الشیطان، پولیس مین، فاسق کی بھی یہ وقعت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی سے بھی زیادہ عالم بننے کا دعویٰ کرے۔ (عاصی ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہیں بلکہ) یہی فاسق اللہ اور اس کے رسول کا عاصی تھا اور وہ شخص جس نے اس سے دوستی کی یا اس کے کہے پر چلا اور دنیا اور آخرت میں ذلت اٹھانے والا یہی تھا اور وہ (یزید) جس نے اس کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔

## حضرت ابن زبیر کے خلاف گورنر مدینہ کی ہرزہ سرائی قابل قبول نہیں ۔

اور شیخ الاسلام محمد صدر الصدور دہلی شرح بخاری میں رقمطراز ہیں ۔

---

عہ لطیم الشیطان کے معنی ہیں جس کو شیطان نے چپت لگایا ہو۔ یہ عمرو بن سعید اشدق کا لقب ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

واین دعوی مجرد است و مردود
بروے ما زیراچہ عبداللہ بن زبیر
صحابی است متعبد، جامع صفات
حمیدہ، وکارے نکردہ کہ بدان
مستحق قتل باشد بیرون حرم
ونہ خروج کردہ براحدے،
ونہ خواند مردم را بہ بیعت خود
باآنکہ ناخوش بودند از یزید
اہل حرمین ومبادرت نکردند
بہ بیعت وے جز اہل شام بنا بر
تولیہ پدرش معاویہ، وامتناع
آورد عبداللہ وغیر وے از بیعت
آں نااہل کہ مسرف در معاصی
ومرتکب کبائر بود وپناہ گرفت
از شر وے در گوشۂ حرم پس
تعین کرد لشکرہا لقتال ابن زبیر
بمکہ۔

(ج۔۳ ص ۳۲۲ طبع مطبع
علوی لکھنؤ ۱۳۰۲ھ)۔

اور یہ (گورنر مدینہ، عمرو بن سعید کا)
خالی خولی دعوی ہے جو مردود ہے
کیونکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی
عنہما ایک عابد صحابی تھے، صفات
حمیدہ کے جامع، انہوں نے کوئی
کام ایسا نہ کیا تھا جس کی بنا پر بیرون
حرم وہ قتل کے مستحق ٹھہرتے، اور
نہ کسی کے خلاف انہوں نے خروج
کیا تھا، نہ لوگوں کو (ابھی تک) اپنی
بیعت کی دعوت دی تھی، حالاں کہ
اہل حرمین یزید سے خوش نہ تھے
اور یزید کی بیعت پر بجز اہل شام
کے کسی نے جلد بازی سے کام نہ
لیا، اور اہل شام نے اس لیے جھٹ
پٹ بیعت کر لی کہ اس کے باپ
معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس
کو اپنا ولی عہد بنا دیا تھا اور حضرت
عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ اور دوسرے
حضرات نے اس نااہل کی بیعت کرنے
سے اس لیے سختی سے انکار کر دیا کہ یہ
معاصی میں حد سے بڑھ گیا تھا اور

Marfat.com
Marfat.com

کبائر کا مرتکب تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یزید کی شر سے بچنے کے لیے حرم محترم کے گوشہ میں پناہ لے رکھی تھی لہذا اس نے مکہ معظمہ میں ان سے جنگ کرنے کے لئے فوجوں کو روانہ کیا۔

اور شیخ نور الحق محدث دہلوی "تیسیر القاری شرح صحیح بخاری" میں ارقام فرما ہیں:-

کلام این مفسد حجت را نمی شاید از آنکہ خلاف مقررہ اہل دین است، در روایت امام احمد آمدہ کہ گفت ابوشریح گفتم عمرو را من حاضر و تو غائب بودی، و بموجب امر آنحضرتؐ رساندم ترا، و این مشعر است بآنکہ ابوشریح قبول گفتۂ عمرو نکردہ واو را بوے گزاشتہ از جہت عجز و عدم قدرت بجہت شوکت و غلبہ او۔

(ج - ۲ ص ۱۵۷) طبع علوی لکھنؤ

اس مفسد (عمرو) کی بات حجت کے لائق نہیں کیونکہ یہ اہل دین کے دستور کے خلاف ہے، مسند احمد کی ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے عمرو کو جواب دیا تھا کہ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا تھا میں اس وقت حاضر تھا اور تو غائب (اس لئے تو حدیث کا مطلب کیا جانے) میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تجھے تبلیغ کر دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوشریح رضی اللہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ عنہ نے عمرو کی اس بات کو نہیں
مانا، مگر چونکہ عمرو کو شوکت اور غلبہ
حاصل تھا اور آپ اسکے مقابلہ سے
عاجز تھے اور اس کی طاقت نہیں
رکھتے تھے اسی لیے ر ربالی
فہمائش کے بعد آپ نے اس کو اسی
کے حال پر چھوڑ دیا۔

مروان نے جو معاملہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ کیا وہ آپ پڑھ چکے ہیں، یہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے نواسے ہیں ان کے خلاف حرم محترم پر صرف اس لیے فوج کشی کی گئی کہ انھوں نے یزید پلید سے بیعت نہیں کی تھی۔

## حضرت ابن زبیر کے فضائل حضرت ابن عباس کی زبانی

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جلالت شان کا اندازہ لگانا ہو تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہ الفاظ پڑھیے:

أما أبوه فحواری النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرید الزبیر۔ وأما جده فصاحب الغار۔ یرید أبا بکر۔ وأما

ان کے والد ماجد یعنی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حواری تھے اور ان کے نانا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے رفیق غار تھے

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

أمه فذات النطاق يريد أسماء - وأما خالته فأم المومنين يريد عائشة - وأما عمته فزوج النبي صلى الله عليه وسلم - يريد خديجة - وأما عمة النبي صلى الله عليه وسلم فجدته يريد صفية - ثم عفيف في الإسلام قارئ للقرآن۔

(صحیح بخاری باب قوله
ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ)

اوران کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذات النطاق (کہ جنہوں نے ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زاد سفر اپنے پٹکے سے باندھا تھا) اوران کی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اوران کی پھوپھی (ان کے ابا کی پھوپھی مراد ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، اوران کی دادی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمہ محترمہ ہیں اور پھر وہ خود اسلام میں پاکباز اور قرآن پاک کے بکثرت پڑھنے والے ہیں۔

## مصاحف عثمانی کی کتابت میں حضرت ابن زبیر کی شرکت

یہ بھی پیش نظر رہے کہ یہ قرآن کریم جو اس وقت امت کے ہاتھوں میں ہے اور جس کو شب و روز ہم پڑھتے ہیں اس کی نقلیں حضرت امیر المؤمنین عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نگرانی میں کرا کر ممالک محروسہ میں روانہ کی تھیں۔ ان مصاحف کی کتابت کے لیے حضرت امیر المؤمنین نے جن چار حضرات کو نامزد فرمایا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ان میں سے ایک یہ بھی تھے [1]

## حضرت ابن زبیر کے فضائل احادیث کی روشنی میں ،

صحیح بخاری میں ان کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئیں تو ان دلوں یہ شکم مادر میں تھے ، اور وضع حمل کی مدت قریب تھی چنانچہ قباء کے زمانہ قیام ہی میں ان کی ولادت ہوئی فرماتی ہیں

ثم اتیت به النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعه فی حجرہ ثم دعا بتمرۃ فمضغها ثم تفل فی فیه فکان اول شیء دخل جوفه ریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم حنکه بتمرۃ ثم دعا له وبرک علیه وکان اول مولود ولد فی الاسلام زمان ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه الی

پھر میں بچہ کو لے کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ان کو اپنی گود میں لے لیا اور آپ نے ایک کھجور منگوائی اور اس کو چبا کر پھر ان کے منہ میں ڈال دی چنانچہ ان کے پیٹ میں پہلی چیز جو داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا ، پھر آپ نے کھجور کو ان کے تالو پر مل دیا اور ان کے لیے برکت کی دعا کی ، اور یہ پہلے بچے تھے جو اسلام میں ہجرت کے بعد مہاجرین میں پیدا

---

[1] ملاحظہ ہو صحیح بخاری باب جمع القرآن" بقیہ حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں (۱) حضرت زید بن ثابت (۲) حضرت سعید بن العاص (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم اجمعین

Marfat.com

المدینه)

ہوئے

اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ ہیں

اول مولود ولد فی الاسلام عبد الله بن الزبير أتوا به النبي صلى الله عليه وسلم فأخذ النبي صلى الله عليه وسلم تمرة فلاكها ثم ادخلها في فيه فأول ما دخل في بطنه ريق النبي صلى الله عليه وسلم

(صحیح بخاری
باب مذکور)

پہلا بچہ جو اسلام میں (ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں میں) پیدا ہوا وہ عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) تھے ان کو (ان کے گھر والے) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے تو آپ نے ایک کھجور منگوا کر پہلے اس کو اپنے دہن مبارک میں چبایا اور پھر ان کے منہ میں اس کو انڈیل دیا چنانچہ ان کے پیٹ میں پہلی چیز جو پہنچی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب دہن تھا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں اتنا اضافہ اور آتا ہے:

ثم مسحه وصلى عليه وسماه عبد الله ثم جاء وهو ابن سبع سنين او ثمان يبايع رسول الله صلى الله عليه وسلم وامره

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، ان کے لیے دعا خیر کی اور ان کا نام عبداللہ رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بذ الك الزبير فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین رآہ مقبلا إلیہ ثم بایعہ۔

(باب استحباب تحنیک المولود عند ولادتہ)

سے بیعت کرنے کے لیے حاضر خدمت ہوئے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی طرف آتے دیکھ کر تبسم فرمایا اور پھر ان سے بیعت لے لی۔

امام نووی، اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وفی هذا الحدیث ..... مناقب کثیرة لعبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ منها أن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مسح علیہ وبارك علیہ ودعا لہ و أول شیء دخل جوفہ ریقہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ أول من ولد فی الاسلام بالمدینۃ واللہ اعلم۔

(شرح صحیح مسلم از امام نووی باب مذکور)

اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بہت سے مناقب ہیں، منجملہ ان کے ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، (۲) ان کے لیے برکت طلب کی (۳) ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی (۴) پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں پہنچی وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا (۵) یہ اسلام میں پہلے بچے ہیں جو مدینہ طیبہ میں (ہجرت کے بعد) پیدا ہوئے۔

اور مستخرج اسماعیلی میں "صحیح بخاری" کی اس روایت میں "فی الاسلام" کے بعد یہ اضافہ بھی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

فَفَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَحًا شَدِيْدًا لِاَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ سَحَرْنَاهُمْ حَتّٰى لَا يُوْلَدُ لَهُمْ

(فتح الباری ج ۷ ص ۱۹۴)

یہ پیدا ہوئے تو مسلمانوں کو بڑی ہی خوشی ہوئی کیونکہ یہودی کہا کرتے تھے کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اب ان کے یہاں اولاد نہیں ہو گی۔

عبرت کا مقام ہے مسلمانوں کو جس مبارک بچے کی ولادت پر بڑی خوشی ہوئی، یزید اور اس کا گورنر عمرو اشدق اسی کے قتل کرنے کے درپے ہوں، اور اسی کی موت میں اپنی خوشی سمجھیں۔ ؎

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

## یزیدی گورنر کی مذمت حدیث میں

واضح رہے کہ یہ یزیدی گورنر عمرو بن سعید اشدق وہی نابکار ہے جس کے بارے میں مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت آتی ہے:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَرْعَفَنَّ عَلٰى مِنْبَرِيْ جَبَّارٌ مِّنْ جَبَابِرَةِ بَنِيْ اُمَيَّةَ حَتّٰى يَسِيْلَ رُعَافُهٗ قَالَ فَاَخْبَرَنِيْ مَنْ رَاٰى عَمْرَو بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ رَعَفَ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ "یقیناً بنی امیہ کے ستمگاروں میں سے ایک ستمگار کی میرے منبر پر اس طرح نکسیر پھوٹ کر رہے گی کہ بہنے لگ جائے گی۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ پھر مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے عمرو بن سعید بن العاص کو اس حال میں

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی سال معافم۔

(البدایہ والنہایہ۔ از حافظ ابن کثیر ج ۸ ص ۳۱۱)

دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر پر اس کی نکسیر اتنی پھوٹی کہ وہ منبر پر بہنے لگی۔

## کربلا کے دن بنی امیہ نے اپنے دین کو ذبح کر کے رکھ دیا

غرض یزید کی ولی عہدی کی ابتدا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کی اہانت سے ہوئی اور اس کی بادشاہی کا آغاز ان کے نواسے پر حرم الٰہی میں فوج کشی سے اور ابھی سال جلوس ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ دودمانِ نبوی کے گل سرسبد کو مسل کر خاک میں ملا دیا اور اپنی دانست میں خاندانِ نبوت کا چراغ گل کر کے رکھ دیا ، محرم ۶۱ھ ہجری کے یوم عاشوراء میں اہل بیت رسالت پر یزیدی لشکر کے ہاتھوں جو قیامت ٹوٹی اس کے بارے میں جس نے بھی یہ کہا سچ کہا کہ:

ضحی بنو امیۃ یوم کربلا بالدین ۷ؔ

کربلا کے دن بنو امیہ نے اپنے دین کو ذبح کر کے رکھ دیا۔

## قرابت رسول اللہ کا پاس لحاظ

(۵) امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب قائم کیا ہے جس کے الفاظ میں "باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے فضائل کا بیان

---

۷ؔ اور اسی طرح اختتام بھی، ۷ؔ تاریخ الخلفاء از امام سیوطی و ترجمہ یزید بن عبد الملک بن مروان۔

Marfat.com
Marfat.com

اور پھر اس باب کے تحت حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا ؛

| | |
|---|---|
| ارقبوا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فی اہل بیتہ ۔ | حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کا پاس ولحاظ رکھو ۔ |

یعنی " نہ تو کسی معاملہ میں ان کو اذیت پہنچے اور نہ ان حضرات کے ساتھ کسی قسم کا بُرا برتاؤ ہونے پائے " اور اسی باب میں حضرت ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| والذی نفسی بیدہ لقرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحب إلیّ أن أصل من قرابتی | قسم اس ذات عالی کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل قرابت سے صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے اہل قرابت کی صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے ۔ |

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کا اس قدر پاس ولحاظ تھا کہ جب کبھی ان کے عہد میں قحط سالی ہوتی اور دعا استسقاء کی ضرورت پڑتی ، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عم محترم حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے دعا کرتے تھے اور خود ان سے دعا کراتے ، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے ۔

| | |
|---|---|
| ان عمر بن الخطاب رضی | جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت |

اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقی بالعباس ابن عبد المطلب فقال اللھم اناکنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون۔

(باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا)

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے بارش کی دعا کرتے اور یوں عرض کرتے کہ الٰہا ہم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے تجھ سے دعا مانگا کرتے تھے، پھر تو ہم پر بارش برساتا تھا اور اب اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے توسل سے تجھ سے مانگتے ہیں تو ہم پر مینہ برسا دے، راوی کا بیان ہے کہ پھر لوگوں پر مینہ برسنے لگتا تھا

حدیث میں "قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں شارحین صحیح بخاری لکھتے ہیں:۔

مراد از قرابت پیغمبر خدا کسے کہ منتسب است بعبد المطلب و مومن است چنانکہ علی مرتضیٰ وابنائے او رضی اللہ عنہم۔ تیسیر القاری ج ۳۔ ص ۵۰۴ طبع علوی لکھنؤ ۱۳۰۲ھ

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت" سے مراد وہ مومن حضرات ہیں کہ جن کا سلسلہ نسب خواجہ عبد المطلب سے ملتا ہے جیسے حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے صاحبزادگان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

شیخ نور الحق محدث دہلوی نے "تیسیر القاری" میں جو کچھ لکھا ہے وہی علامہ قسطلانی نے شرح بخاری میں لکھا ہے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

Marfat.com

"من ينسب لعبد المطلب مؤمناً كعلی وبنيه" اور شارحین نے جو کچھ لکھا ہے وہی مطلب امام بخاریؒ کا ہے ، اسی لیے امام بخاری نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اثر کو باب مناقب الحسن والحسینؓ میں پھر دوبارہ روایت کیا ہے ، حافظ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں اور علامہ عینی نے "عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحت ان تمام حضرات کو نام بنام گنوایا ہے جو اس وقت خواجہ عبد المطلب کی اولاد میں بقید حیات تھے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا شرف حاصل تھا ، ان میں حضرت مسلم بن عقیل کا نام بھی ہے جو شکل وصورت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صاحبزادے عون اور محمد کا بھی ۔

پھر یزید نے "قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو پاس ولحاظ کیا وہ سب کو معلوم ہے ۔

امام حسین اور ابن زیاد

عبید اللہ بن زیاد جس کو یزید نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوفہ آنے کی خبر سن کر وہاں کا گورنر بنا کر بھیجا تھا اس کی سنگدلی اور قساوت قلبی کا اندازہ کرنے کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس شقی کے سامنے جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا تو چھڑی سے آپ کے سر مبارک کو چھیڑنے اور آپ کے حسن پر طعن کرنے لگا ، اس پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ نے اس کو تنبیہ کی کہ کیا کرتا ہے ؟

کان اشبههم برسول الله صلی الله علیه وسلم (صحیح بخاری) (باب مناقب الحسن والحسین)

یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی مشابہ تھے ۔

Marfat.com

Marfat.com

اور مسند بزار میں ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ

| | |
|---|---|
| فقلت له إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يلثم حيث تضع قضيبك قال فانقبض۔ | میں نے اس سے کہا جہاں تو اس وقت اپنی چھڑی رکھ رہا ہے وہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے دیکھا ہے یہ سن کر وہ شقی گھٹ کر رہ گیا۔ |
| (فتح الباری باب مذکور) | |

اور معجم طبرانی میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:-

| | |
|---|---|
| فجعل يجعل قضيبًا في يده في عينه وانفه فقلت ارفع قضيبك فقد رأيت فم رسول الله صلى الله عليه وسلم في موضعه۔ | ابن زیاد بدنہاد کے ہاتھ میں چھڑی تھی اس کو وہ شقی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چشم مبارک اور بینی مبارک میں داخل کرنے لگا تو میں نے اس سے کہا اپنی چھڑی ہٹا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک کو اس جگہ رکھے ہوئے دیکھا ہے جس جگہ تیری چھڑی اس وقت ہے۔ |
| (فتح الباری باب مذکور) | |

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کا پاس و لحاظ جس کے بارے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ ارقبوا محمدًا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

فی اھل بیتہٖ" اور جس کا ترجمہ حضرت شیخ نورالحق بن عبدالحق محدث دہلوی نے ایک جگہ ان الفاظ میں کیا ہے:۔

گفت ابوبکر نگہدارید و محافظت کنید محمد را در اہل بیت او، یعنی حفظ حرمت محمد و تعظیم او در گرامی داشتن اہل بیت اوست۔ ("تیسیر القاری" ج۔۳ ص ۴۵۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت سے معاملہ ہو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر میں رکھو اور آپ کا پوری طرح خیال کرو، یعنی آپ کی حرمت و تعظیم آپ کے اہل بیت کے اعزاز میں ہے۔

اور دوسری جگہ ان الفاظ میں:۔

گفت ابوبکر صدیق نگہدارید عزت و شرف محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در نگہداشت حرمت و تعظیم در حق اہل بیت آنحضرت" "تیسیر القاری" ج۔۳ ص ۴۶۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کے حق میں ان کی حرمت و تعظیم کو مدنظر رکھ کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عز و شرف کو ملحوظ رکھو۔

پھر یزیدی لشکر نے کربلا کے میدان میں جوانان اہل بیت پر جو ظلم و ستم ڈھایا اس کے بارے میں شیخ نورالحق محدث دہلوی نے "تیسیر القاری شرح صحیح بخاری" میں بالکل صحیح لکھا ہے کہ:

در شرح این قضیہ جانگزا جگر آب شدہ — اس قضیہ جان گسل کو بیان کرنے میں

وقلم از دست اوفتاد ..... از حوصلہ طبع مسلمانے بیرون است کہ اشارتے بآں تواں نمود۔
(ج-۳-ص ۴۶۴)

جگر پانی پانی ہو گیا اور قلم ہاتھ سے گر پڑا ...... کسی مسلمان کے حوصلہ سے یہ باہر ہے کہ اس کی طرف اشارہ بھی کر سکے۔

## یزید کی شقاوت

اور علامہ عبد اللہ بن محمد بن عامر شبراوی شافعی "کتاب الاتحاف بحب الاشراف" میں فرماتے ہیں۔

لاریب ان اللہ سبحانہ قضی علی یزید بالشقاوۃ فقد تعرض لآل البیت الشریف بالاذی فارسل جندہ لقتل الحسین وقتلہ وسبی حریمہ واولادہ وھم اکرم اھل الارض حینئذ علی اللہ سبحانہ
(ص ۱۸ طبع مصطفی بابی حلبی مصر ۱۳۱۸ھ)

لاریب حق تعالیٰ سبحانہ نے یزید پر شقاوت مسلط کی کہ اس نے آل بیت شریف (نبوی) کے ستانے پر کمر باندھی قتل حسین کے لیے اپنی سپاہ بھیجی ان کو شہید کیا ان کی حرم اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا حالانکہ یہ حضرات اس وقت اللہ تعالیٰ سبحانہ کے نزدیک روئے زمین پر تمام بسنے والوں سے زیادہ معزز تھے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

# ابن زیاد کا طرزِ عمل صحابہ کے ساتھ

## حضرت معقل بن یسار کا اس کو نصیحت فرمانا

امام بخاری نے الجامع الصحیح" میں ایک باب باندھا ہے جس کے الفاظ ہیں" باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح "، یعنی جس کو رعیت کا والی بنایا جائے اور پھر وہ رعیت کی خیر خواہی نہ کرے" اور پھر اس باب میں یہ دو حدیثیں بیان کی ہیں:

(۱) عن الحسن ان عبید اللہ بن زیاد عاد معقل بن یسار فی مرضہ الذی مات فیہ فقال لہ معقل انی محدثك حدیثاً سمعتہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد یسترعیہ اللہ رعیۃ فلم یحطہا بنصیحۃ لم یجد رائحۃ الجنۃ

(۱) حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرض الموت میں ان کی عیادت کے لیے آیا[1] تو حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا میں تجھ کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کو حق تعالیٰ کسی رعیت

---

[1] حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ یہ یزید کے عہد حکومت کا واقعہ ہے۔

Marfat.com

کی نگرانی سپرد فرمائے اور پھر وہ پوری طرح ان کی خیر خواہی نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔

(۲) وعن الحسن أتينا معقل بن يسار نعوده فدخل عبيد الله بن زياد فقال له معقل أحدثك حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما من وال يلي رعية من المسلمين فيموت وهو غاش لهم إلا حرم الله عليه الجنة۔

(۲) نیز حضرت حسن بصریؒ کا بیان ہے کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اتنے میں عبید اللہ بن زیاد بھی آگیا، حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا میں تجھ کو ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہے آپ نے ارشاد فرمایا "جو حکمران بھی مسلمانوں کی کسی رعیت کا حاکم ہو اور پھر اس حال میں مرے کہ وہ ان کے ساتھ دغا بازی کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔"

صحیح مسلم میں حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں اتنا اضافہ اور ہے:

لو علمت ان لی حیاۃ ما حدثتک

اگر میں یہ سمجھتا کہ میری ابھی زندگی باقی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

به — ہے تو میں تجھ سے یہ حدیث بیان ہی نہ کرتا۔

(ج - ۲ ص ۱۲۲)

اور دوسری روایت میں ہے:

لولا انی فی الموت لم احدثك به۔ (باب فضیلة الامیر العادل وعقوبة الجائر) — اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں موت کے منہ میں ہوں تو یہ حدیث تم سے بیان بھی نہ کرتا۔

یہ حدیث "صحیح مسلم" میں "کتاب الایمان" میں بھی ہے اور "کتاب الامارہ" میں بھی، صحیح مسلم کے ایک طریق میں اس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ اس حدیث کو سن کر ابن زیاد حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا:

الا کنت حدثتنی هذا قبل الیوم، قال ما حدثتك أو لم أکن لاحدثك۔ — یہ حدیث آپ نے مجھ کو آج سے پہلے کیوں بیان نہیں کی، فرمایا: بس میں نے تم سے بیان نہ کی یا میں تم سے بیان کرنے والا نہ تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے:۔

کان یخشی بطشه فلما نزل به الموت أراد ان یکف بذالك بعض شره عن المسلمین۔ — وہ ابن زیاد بدنہاد کی سخت گرفت سے ڈرتے تھے، جب موت کا وقت آگیا تو چاہا کہ اس طرح ہی مسلمانوں پر سے اس کی شر کو کچھ دفع کیا جائے۔

(ج ۱۳ - ص ۱۱۳)

---

Marfat.com

## ابن زیاد کی حضرت عبداللہ بن مغفل کے ساتھ بدتمیزی ،

یہ حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مشہور صحابی ہیں یاد رہے کہ ان سے پہلے بھی اسی قبیلے کے ایک دوسرے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آ چکا ہے جس کی تفصیل امام طبرانی کی المعجم الکبیر میں ایک دوسری سند سے بایں الفاظ مروی ہے ۔

(۲) عن الحسن قال لما قدم علینا عبید اللہ بن زیاد امیرًا أمّره علینا معاویۃ غلامًا سفیهًا یسفك الدماء سفکًا شدیدًا وفینا عبد اللہ بن مغفل المزنی فدخل علیه ذات یوم فقال له انته عما اراك تصنع فقال له وما أنت وذاك قال ثم خرج الی المسجد فقلنا له ما کنت تصنع بکلام هذا السفیه علی رؤوس الناس؟ فقال انه کان عندی علم فاحببت أن لا أموت حتی اقول

حضرت حسن بصری رح کا بیان ہے کہ جب ہمارے پاس عبیداللہ بن زیاد امیر بن کر آیا ، اس کو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم پر والی بنا کر بھیجا تھا یہ ایک بے وقوف چھوکرا تھا جو نہایت بے دردی سے لوگوں کا خون بہایا کرتا تھا اس زمانے میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں زندہ تھے ، وہ ایک روز اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمانے لگے کہ "جو کچھ میں تمہیں کرتے دیکھ رہا ہوں اس سے باز آجاؤ" اس نے اس نصیحت پر حضرت ممدوح کو یہ جواب دیا کہ تم اس سے منع کرنے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

به على رؤس الناس، ثم
قام فما لبث ان مرض
الذي توفي فيه فأتاه
عبيد الله بن زياد يعوده
فذكر نحو حديث
الباب۔

فتح الباری
(ج ۱۳، ص ۱۱۳)

والے کون ہوتے ہو؟ پھر حضرت ممدوح مسجد میں تشریف لائے تو ہم نے ان سے عرض کیا آپ برسر عام اس بے وقوف کے منہ لگ کر کیا کریں گے؟ فرمایا میرے پاس علم تھا سو مجھے یہ پسند آیا کہ جب تک اس کو برسر عام بیان نہ کر دوں موت کے منہ میں نہ جاؤں، پھر آپ جیسے ہی اٹھے مرض الموت نے آپ کو آلیا، اسی بیماری میں عبید اللہ بن زیاد بھی آپ کی عیادت کے لیے آیا اور آپ نے اسی مضمون کی حدیث اس کو بیان کی جو اس باب میں مذکور ہے۔

## (۴۳) ابن زیاد کی حضرت عائذ بن عمرو کے ساتھ بدتمیزی

اسی سلسلہ کا ایک اور واقعہ صحیح مسلم میں یہ ہے کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ابن زیاد کو نہایت نرمی کے ساتھ سمجھانا چاہا تو اس بدنہاد نے بجائے اس کے کہ ان کی نصیحت کا کچھ اثر لیتا الٹا ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔

یہ واقعہ حسب ذیل ہے

ان عائذ بن عمرو، وکان

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دخل علی عبید اللہ ابن زیاد فقال ای بنی انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ان شر الرعاء الحطمۃ، فایاک ان تکون منھم، فقال لہ: اجلس فانما انت من نخالۃ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم: فقال وھل کانت لھم نخالۃ، انما کانت النخالۃ بعدھم وفی غیرھم

(ج ۲ ص ۱۲۲)

عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، عبید اللہ بن زیاد کے پاس آکر فرمایا بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے: حکمرانوں میں سب سے بُرا وہ ہے جو لوگوں کو پیس مارے" تو تم اپنے آپ کو ان میں شامل کرنے سے بچتے رہو، یہ سن کر وہ کہنے لگا ار بڑے میاں، بیٹھ جاؤ، تم تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی بھوسی ہو! یہ جواب سن کر حضرت عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صحابہ میں بھی بھوسی تھی؟ بھوسی تو بعد میں آنے والوں میں ہے اور ان میں کہ جو صحابی نہیں ہیں۔

## (۴۱) ابن زیاد کا حضرت ابو برزہ کا مذاق اڑانا

اور اسی نوع کا ایک اور واقعہ سنن ابو داؤد میں یہ منقول ہے۔

حدثنا مسلم بن ابراھیم نا عبد السلام بن ابی حازم

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہمیں ابو طالوت عبد السلام بن

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ابو طالوت قال شهدت
ابا برزة دخل على
عبيد الله بن زياد فحدثني
فلان سماه مسلم - وكان
في السماط - قال فلما راه
عبيد الله قال ان محمديكم
هذا الدحداح" ففهمها
الشيخ فقال " ماكنت
احسب اني ابقى في
قوم يعيروني بصحبة
محمد صلى الله عليه
وسلم، فقال له عبيد الله
ان صحبة محمد صلى
الله عليه وسلم لك زين
غير شين، ثم قال انما
بعثت اليك لاسئلك
عن الحوض سمعت
رسول الله صلى الله عليه
وسلم يذكر فيه شيئا

ابی حازم نے بتلایا کہ میں اس وقت موجود
تھا جب حضرت ابو برزہ اسلمی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ عبید اللہ بن زیاد کے
پاس کے تشریف لے گئے تھے چنانچہ
مجھ سے فلاں[1] صاحب نے بیان کیا
ابوداؤد کہتے ہیں ہمارے استاد مسلم
نے تو ان کا نام بھی بیان کیا تھا مگر
میرے ذہن سے اتر گیا جو اس
وقت مجلس میں موجود تھے ان صاحب
کا بیان ہے کہ جیسے ہی عبید اللہ
کی نظر حضرت پر پڑی کہنے لگا لو یہ
"تمہارا محمدی ٹھگنا موٹا" (آگیا)۔
شیخ (حضرت) نے اس کی بات
سمجھی تو فرمانے لگے "میں نہیں سمجھتا
تھا کہ میں اس قوم کے وجود میں
آنے تک باقی رہوں گا کہ جو مجھے
حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی صحبت پر عار دلائے گی" اب
عبید اللہ نے بات بدل کر ان سے

[1] یاد رہے کہ مسند احمد میں ان کا نام عباس جریری آتا ہے

Marfat.com
Marfat.com

قال ابو برزة نعم لا مرة ولا ثنتين ولا ثلاثا ولا اربعا ولا خمسة فمن كذب به فلا سقاه الله منه ثم خرج مغضبا۔

(كتاب السنة باب في الحوض)

کہا "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت تو آپ کے لیے زینت ہے باعث عیب نہیں"، پھر کہنے لگا میں نے آپ کی طرف اس لیے بھیجا تھا کہ آپ سے حوض کے بارے میں سوال کروں کہ کیا آپ نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے، حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں ہاں۔ ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، تین دفعہ نہیں، چار دفعہ نہیں، پانچ دفعہ نہیں، جو حوض کا انکار کرے اللہ تعالیٰ اس کو حوض سے کچھ نہ پلائے اس کے بعد آپ غصہ کی حالت میں اس کے پاس سے چلے آئے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوری "بذل المجہود فی حل ابی داؤد" میں فرماتے ہیں کہ:-

"عبیداللہ بن زیاد فساق میں سے تھا، اس لیے اس نے بطور تمسخر آپ کو "دحداح" یعنی ٹھگنا موٹا" کہا تھا، مگر آپ نے اپنے بارے میں تو اس کے اس طنز پر التفات نہ فرمایا،

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

البتہ اس نے "محمدی" کہہ کر جو آپ کا مذاق اڑایا، اس پر آپ کو غصہ آگیا کیونکہ اس سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کی اہانت نکلتی ہے"

(ج ۵ ص ۲۲۶ طبع دہلی)

یہ تھا ابن زیاد کا طرز عمل صحابہ کرام کے ساتھ اور عترت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس نے جو ظلم و ستم ڈھایا وہ معلوم خاص و عام ہے۔

## ابن زیاد بدنہاد تھا

ان سب باتوں کے ساتھ ابن زیاد کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس کا باپ زیاد بن سمیہ ثابت النسب نہیں تھا، بلکہ ولد الزنا تھا جس کے یہاں پیدا ہوا اس کی بجائے دوسرے کو اپنا باپ بتاتا تھا۔ بہت سے صحابہ اور تابعین نے اس کے اس فعل پر نکیر بھی کی[1] ان میں خود زیاد کے ماں شریکی بھائی حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی بھی ہیں، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو عثمان نہدی سے روایت ہے۔

لما ادعی زیاد لقیت ابا بکرة فقلت له ماهذا الذی صنعتم؟ انی سمعت سعد بن ابی وقاص یقول سمع اذنای من رسول الله صلی الله علیه وهو یقول من ادعی أبًا فی الاسلام غیر ابیه یعلم

جب زیاد کے بارے میں دعویٰ کیا گیا (کہ وہ ابوسفیان کی اولاد ہے) تو میں (اس کے ماں جائے بھائی) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آکر ملا اور ان سے کہا کہ تم لوگوں نے یہ کیا کیا (مطلب ان کے خاندان والوں سے تھا) میں نے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے

[1] ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۱۲ ص ۴۶

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

أنه غير ابيه فالجنة عليه حرام۔ فقال ابوبكرة وأنا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم

(ج ۱ ص ۵۷ کتاب الایمان باب بیان حال من رغب عن ابیه وهو یعلم)

وہ فرماتے تھے کہ میرے دونوں کانوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اسلام میں جو شخص اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ بتلائے حالاں کہ اسے معلوم ہے کہ اس کا باپ یہ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے"! یہ سن کر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کہ خود میں نے بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اس سے یزید کی مردم شناسی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ ظالم اپنے مظالم کا نفاذ کرنے کیلئے کیسے کیسے بدسرشت لوگوں کا انتخاب کیا کرتا تھا، یزید کو تجربہ ہو چکا تھا کہ اس کا خاص چچا زاد بھائی ولید بن عقبہ بن ابی سفیان، مروان کے ترغیب دلانے کے باوجود قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آمادہ نہ ہو سکا اس لیے اس نے اس کام کو سرانجام دینے کے لیے اس شقی ازلی ابن زیاد بدنہاد کا انتخاب کیا اور آخر اس نے ایسا کر کے بتلا بھی دیا۔ علامہ بدرالدین عینی نے ابن زیاد کی ان ہی حرکات ناگفتہ کے سبب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اس کو "لعین" کہا ہے (ملاحظہ ہو ج ۷ ص ۶۵۶ طبع استنبول)

---

Marfat.com
Marfat.com

## یزید کی مدینہ منورہ پر فوج کشی

پھر یزید نے ۶۳ سنہ ہجری میں حرم نبوی پر فوج بھیج کر مدینہ پاک کی حرمت کو جس طرح خاک میں ملایا اور اہل مدینہ پر جو ستم ڈھایا، وہ تاریخ اسلام کا ایک الگ خوں چکاں باب ہے، جس میں مدینہ طیبہ کے گلی کوچے صحابہ کرام اور تابعین عظام کے خون سے رنگین نظر آتے ہیں:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوہ میں لکھتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وواقعہ حرہ از اشنع شنائع است کہ در زمان یزید واقع شدہ۔ وقد ذکرناہ فی "تاریخ المدینہ" (ج ۱۰ ص ۲۰۶ طبع نول کشور لکھنو سنہ ۱۹۱۴) | اور حرہ کا واقعہ یزید کے زمانے کے بہت ہی برے واقعات میں سے ایک واقعہ ہے جس کو ہم نے تاریخ مدینہ میں بیان کیا ہے۔ |

بیرون مدینہ منورہ مشرقی جانب جو سنگستانی علاقہ ہے، جہاں بڑے بڑے سیاہ پتھر ہیں وہ مقام حرہ کہلاتا ہے، اس کو حرہ واقم بھی کہا جاتا ہے واقم ایک شخص کا نام تھا جو زمانۂ قدیم میں یہاں آکر رہ پڑا تھا، اسی مقام پر انصار مدینہ اور یزیدی لشکر کے مابین جنگ ہوئی تھی جو جنگ حرہ کہلاتی ہے

## واقعہ حرہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی

صحیح بخاری میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

| | |
|---|---|
| أشرف النبي صلى الله عليه وسلم على أطم من آطام | آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بار مدینہ میں جو گڑھیاں ہیں |

Marfat.com
Marfat.com

المدينة، فقال هل ترون ما أرى؟ إني لأرى مواقع الفتن خلال بيوتكم كمواقع القطر۔

(باب أطام المدينة)

ان پر تشریف لے گئے اور وہاں ایک مقام بلند پر چڑھ کر آپ نے فرمایا کیا تمہیں بھی وہ دکھائی دیتا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے اترنے کی جگہوں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح بارش کے مقامات نظر آیا کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فتنوں کے نزول کو بارش کے نزول سے تشبیہ دی جس سے مراد فتنوں کا بکثرت عام ہونا ہے، یہ پیشین گوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے کہ جو حرف بحرف پوری ہو کر رہی، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وقد ظهر مصداق ذالك من قتل عثمان وهلم جرا ولا سيما يوم الحرة۔

(فتح الباری۔ باب مذکور)

چنانچہ اس پیشین گوئی کا مصداق حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ظاہر ہوا اور پھر سلسلہ چلتا ہی رہا اور بالخصوص حرہ کا واقعہ تو اس کا صریح مصداق ہے۔

اس حدیث میں جو "رویت" کا ذکر ہے اس سے رویت علمی بھی مراد ہو سکتی ہے، یعنی آپ کے علم میں ان فتنوں کا وقوع لایا گیا تھا اور رویت عینی بھی کہ یہ تمام فتنے عالم مثال میں آپ کو دکھلا دیئے گئے ہوں "فتنہ حرہ"

سے کیسی تباہی مچی۔ اس کے بارے میں حضرت سعید بن المسیب کا یہ بیان پڑھیے جو صحیح بخاری ہی میں منقول ہے۔

وقعت الفتنة الاولى يعنى مقتل عثمان فلم تبق من أصحاب بدر أحداً ثم وقعت الفتنة الثانية يعنى الحرة فلم تبق من اصحاب الحديبية أحداً (ج-۲-۵۷۳)

پہلا فتنہ جب واقع ہوا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تو اُسنے بدری صحابہ میں سے کسی کو باقی نہ رکھا (سب آخر ختم ہو گئے) پھر دوسرا فتنہ یعنی جنگ حرّہ جب واقع ہوئی تو اس نے اصحاب بیعت الرضوان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا۔

## حرّہ کے مظالم کی تفصیل -

اور امام دارمی اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں،

اخبرنا مروان بن محمد عن سعيد بن عبد العزيز قال لما كان أيام الحرة لم يؤذن فى مسجد النبى صلى الله عليه وسلم ثلاثا ولم يقم ولم يبرح سعيد بن المسيب من المسجد وكان لا يعرف وقت الصلوة الا بهمهمة

سعید بن عبد العزیز کا بیان ہے کہ "جنگ حرّہ میں تین دن تک مسجد نبوی میں نہ تو اذان ہوئی نہ اقامت البتہ حضرت سعید بن المسیب نے مسجد نبوی کو نہیں چھوڑا، (وہ وہاں چھپے رہے) اور وہ بھی نماز کا وقت صرف اس ہلکی سی آواز سے پہچانتے تھے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے وہ سنا کرتے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

یسمعھا من قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (باب ما اکرم اللہ تعالٰی نبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ) تھے۔

جنگ حرہ کا سبب یہ تھا کہ جب انصارِ مدینہ نے یزید کی مے خواری وبدکرداری کے سبب اس کے بیعت توڑ دی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو ایک فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ تین دن تک مدینہ طیبہ کو اپنی فوج کے لیے حلال کر دینا ان دنوں فوج کے لیے کھلی چھٹی ہے جو چاہیں وہاں کرتے پھریں اس مدت میں کسی کی جان ومال کو امان نہیں چنانچہ جیسا کہ امام طبری نے بسند نقل کیا ہے

فقتل جماعۃ صبرا منھم معقل بن سنان و محمد بن ابی الجھم بن حذیفہ ویزید بن عبد اللہ بن زمعۃ وبایع الباقین علی انھم خول لیزید۔

اس مسلم نے ایک جماعت کو زندہ گرفتار کر کے قتل کرا دیا جس میں حضرت معقل بن سنان، محمد بن ابی الجہم بن حذیفہ اور یزید بن عبد اللہ بن زمعہ (رضی اللہ تعالٰی عنہم) بھی تھے اور باقی لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں۔

اور حافظ ابو بکر ابن ابی خیثمہ بسند صحیح جویریہ بن اسماء سے ناقل ہیں۔

وقتل من قتل وبایع مسلم الناس علی

اور جن کو قتل ہونا تھا وہ قتل کر دیئے گئے تو مسلم نے لوگوں سے

انهم خول لیزید یحکم فی دمائهم واموالهم و أهلهم بما شاء۔

اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں ان کی جان و مال بیوی بچوں کے بارے میں یزید جو چاہے حکم کرے

اور امام طبرانی نے اپنی معجم میں بطریق محمد بن سعید بن رمانہ اس بیعت کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

فلما کان من خلافهم علیه ما کان نوجه فاباحها ثلاثا ثم دعاهم الی بیعة یزید وانهم أعبد له قن فی طاعة الله ومعصیته

پھر جب اہل مدینہ سے یزید کی جو مخالفت ظاہر ہونی تھی ظاہر ہوئی تو یزید نے مسلم کو ان کی طرف بھیجا اس نے آ کر تین دن تک مدینہ کو حلال کر دیا (کہ فوج کے لیے اہالیان مدینہ پر ہر قسم کے ظلم و ستم کی کھلی چھٹی تھی) پھر لوگوں کو یزید کی بیعت کے لیے اس شرط پر دعوت دی کہ وہ یزید کے زر خرید غلام ہیں اور اللہ کی اطاعت ہو یا معصیت دونوں صورتوں میں اس کا حکم بجا لانا ضروری ہے۔

اور امام طبرانی ہی نے حضرت عروہ بن زبیر سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ

فوجه یزید مسلم بن عقبة فی جیش اهل الشام وامره ان یبدأ

پس یزید نے مسلم بن عقبہ کو شامی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ پہلے اہل مدینہ سے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بقتال اهل المدينة ثم يسير الى ابن الزبير بمكة۔ قال فدخل مسلم بن عقبة المدينة وبها بقايا من الصحابة فاسرف فى القتل ثم سار الى مكة فمات فى بعض الطريق۔ [1]

قتال کرنا پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لڑنے کے لیے مکہ معظمہ کا رخ کرنا۔ عروہ کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو وہاں بقیہ صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی اس (مردود) نے نہایت بے دردی سے ان کا قتل عام کیا، اور پھر مکہ معظمہ کی طرف چل پڑا مگر راہ ہی میں اس کو پیک اجل نے آلیا،

یاد رہے کہ یہی مسلم بن عقبہ ہے جس کو تاریخ میں اس کے ظلم وستم کی وجہ سے "مسرف" یا "مجرم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں حرہ واقم، کے تحت لکھا ہے کہ فتنۂ حرہ میں لشکر شام کے ہاتھوں

"موالی میں سے ساڑھے تین ہزار، انصار میں سے چودہ سو اور بعض سترہ سو بتاتے ہیں اور قریش میں سے تیرہ سو حضرات تہ تیغ کیے گئے۔ یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں داخل ہو کر لوگوں کے اموال لوٹے اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا"

اور مخدرات عصمت کی جو عصمت دری ہوئی اس کو بیان کرتے ہوئے قلم بھی شرماتا ہے۔

---

[1] ان سب حوالوں کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۱۳ ص ۶۰، ۶۱۔

Marfat.com

## حرم کا محاصرہ اور اس پر گولہ باری

پھر یزید کی ہدایت کے بموجب اس لشکر نے مکہ مکرمہ کا رخ کیا اور وہاں جاکر حرم الٰہی کا محاصرہ کر لیا، مجرم خبیث تو راستہ ہی میں مرگیا تھا اور اس کی وصیت کے مطابق حصین بن نمیر سکونی نے لشکر کی کمان سنبھال لی تھی چنانچہ اسی کی زیر کمان منجنیق سے خانہ کعبہ پر گولہ باری کی گئی، مجرم نے ذی الحجہ ۶۳ھ میں مدینہ میں داخل ہو کر اس کو تباہ وتاراج کیا تھا[1] حصین بن نمیر نے صفر ۶۴ھ میں کعبہ شریف پر گولہ باری کی جس سے خانہ کعبہ کے پردے جل گئے اور چھت میں آگ لگ گئی اور حضرت اسماعیل علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنبہ کے وہ دونوں سینگ بھی جل کر خاکستر ہوگئے جو اب تک خانہ کعبہ میں محفوظ چلے آرہے تھے یہ اسی دنبہ کے سینگ تھے جو آپ کی قربانی کے فدیہ میں جنت سے لایا گیا تھا[2] اس کے بعد پھر حق تعالیٰ کی طرف سے یزید کو مزید مہلت نہ ملی اور وہ بھی اسی واقعہ کے کچھ دن بعد اسی سال ۱۵ ربیع الاول کو مرگیا۔

## یزید کا انجام بد

امام بخاری نے "الجامع الصحیح" میں باب باندھا ہے جس کے الفاظ ہیں باب اثم من کاد أھل المدینۃ" یعنی جو شخص اہل مدینہ پر داؤ لگائے اس کے گناہ کا بیان" اور پھر اس کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] یعقوب بن سفیان فسوی نے واقعہ حرہ کی تاریخ ذی قعدہ ۶۳ھ ہجری بیان کی ہے (فتح الباری) [2] تاریخ الخلفاء از امام سیوطی تا تذکرہ یزید بن معاویہ۔

Marfat.com
Marfat.com

| | |
|---|---|
| لا یکید اهل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء | جو شخص بھی اہل مدینہ پر داؤ چلائے گا وہ اسی طرح گھل جائے گا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے |

اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص وابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ الفاظ آتے ہیں :

| | |
|---|---|
| من اراد اهل المدینة بسوء اذابه الله کما یذوب الملح فی الماء (باب تحریم ارادة اہل المدینہ بسوء وان من ارادہم بہ اذابہ اللہ) | جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا حق تعالیٰ اس کو اسی طرح پگھلا کر رکھ دے گا جس طرح کہ نمک پانی میں پگھل جایا کرتا ہے ۔ |

محدث قاضی عیاض اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

| | |
|---|---|
| کما انقضی شان من حاربها ایام بنی امیه مثل مسلم بن عقبة فانه هلك فی منصرفه عنها ثم هلك یزید بن معاویه مرسله علی اثر ذالك ۔ (شرح صحیح مسلم از امام نووی ج ۱ - ص ۴۴۱) | جس طرح کہ ان لوگوں کی شان (و شوکت) ختم ہو کر رہ گئی جنہوں نے بنوامیہ کے عہد حکومت میں اہل مدینہ سے جنگ کی تھی جیسے مسلم بن عقبہ کہ وہ اسی جنگ سے پلٹتے ہی ہلاک ہو گیا اور پھر اسی طرح ان مہم پر اس کو بھیجنے والا یزید بن معاویہ بھی اس کے پیچھے پیچھے موت کے منہ میں چلا گیا ۔ |

اور امام نسائی نے حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

Marfat.com

مرفوعاً روایت کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| من أخاف اهل المدينة ظالماً لهم أخافه الله وكانت عليه لعنة الله. | جو ظالم اہل مدینہ کو خوف میں مبتلا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر خوف کو مسلط کر دے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گی |

صحیح ابن حبان میں بھی بروایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مضمون کی روایت آتی ہے[1]

## خود فیصلہ کیجئے

ہم نے یزید پلید اور اس کے عمال بد اعمال کے اعمال بد کے سلسلہ میں "صحیح بخاری" کی احادیث میں جو کچھ آیا ہے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اب ان احادیث کی روشنی میں آپ خود فیصلہ کیجئے کہ اس کے جنتی ہونے کی شہادت دینا ضروری ہے یا اس کے اعمال بد پر نظر کرنا، واقعی اگر وہ "غزوہ قسطنطنیہ" میں شہید ہو جاتا تو یہ اس کی بڑی سعادت ہوتی۔ لیکن اس کی قسمت میں تو یہ شقاوت لکھی تھی کہ وہ اپنی زندگی کے دن اس وقت تک پورے نہ کرے جب تک کہ اس کے ہاتھوں حرمین محترمین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی حرمت پامال نہ ہو، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی توہین اور ان کا قتل عام نہ ہو اور عترت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خون سے اس کے ہاتھ رنگین نہ ہوں سوچیے اور خوب سوچیے کہ اس کا آخری انجام اگر لعنتی کام پر ہوا تو وہ لعنت کا مستحق ٹھہرے گا یا جنت کا حقدار!

---

[1] ان دونوں روایتوں کے لئے ملاحظہ ہو (فتح الباری ج ۴ ص [illegible])

## امام سیوطی اور علامہ تفتازانی کا یزید پر لعنت کرنا

اسی لیے امام جلال الدین سیوطی جیسے محتاط بزرگ کے قلم سے تاریخ الخلفاء میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ نکل گئے ہیں:

لعن اللّٰہ قاتلہ وابن زیاد معہ ویزید ایضاً (ص ۲۰۷)

اللہ تعالیٰ قاتل حسین پر لعنت کرے اور اسی کے ساتھ ابن زیاد اور یزید پر بھی۔

اور عالم ربانی علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد نسفیہ میں لکھتے ہیں۔

والحق أن رضا یزید بقتل الحسین واستبشارہ بذلک واھانتہ اھل بیت النبی علیہ السلام مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلھا أحاداً فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللّٰہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ۔

(ص ۱۴۷ طبع مصر)

اور حق یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر یزید کا راضی ہونا اور اس پر خوش ہونا اور اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا، ان تمام امور کی تفصیلات گو بطریق احاد مروی ہوں لیکن معنی کے لحاظ سے متواتر ہیں، اس لیے ہمیں تو اس کے بارے میں کیا، اس کے ایمان کے بارے میں بھی کوئی تردد نہیں، اللہ تعالیٰ کی اس پر بھی لعنت ہو اور اس سلسلے میں اس کے اعوان وانصار پر بھی۔

---

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

## ناصبیوں کا یہ عقیدہ کہ خلفاء حساب و عذاب سے بری ہیں

اصل بات یہ ہے کہ جس طرح رافضی اپنے ائمہ کو معصوم سمجھتے ہیں اسی طرح یہ ناصبی بھی اپنے خلفاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ روز قیامت حساب و کتاب سے بری ہیں اور ان پر کوئی عذاب نہیں ہوگا، چنانچہ مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی نے دُوَل الاسلام میں اموی خلیفہ یزید بن عبدالملک بن مروان کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب یہ متولی خلافت ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کی سیرت پر چلنا چاہیے اس پر چالیس شیوخ مملکت نے اس کے سامنے آکر یہ شہادت دی کہ:

ان الخلفاء لاحساب علیھم ولا عذاب [1] — خلفاء کا نہ حساب ہوگا نہ ان پر عذاب ہوگا۔

حافظ ذہبی کا بیان ہے:

وطائفۃ من الجھال الشامیین یعتقدون ذالک [2] — شام کے جاہلوں کی ایک جماعت کا یہی اعتقاد ہے

یزید بن عبدالملک کے بڑے بھائی ولید بن عبدالملک کا بھی یہی عقیدہ تھا چنانچہ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابراہیم بن ابی زرعہ سے روایت کیا ہے کہ ولید نے ان سے دریافت کیا

أیحاسب الخلیفۃ؟ — کیا خلیفہ سے بھی قیامت کے دن

---

[1] حافظ سیوطی نے بھی تاریخ الخلفاء میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے (ص ۲۴۶)

[2] ج۔۲ ص ۵۵

Marfat.com
Marfat.com

حساب لیا جائے گا۔

ابراہیم نے جواب دیا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ زیادہ مکرم ہیں یا حضرت داؤد (علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت و خلافت دونوں عطا فرمانے کے بعد یہ وعید سنائی ہے کہ:

| | |
|---|---|
| یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ؕ | اے داؤد ہم نے تجھ کو ملک میں خلیفہ کیا، سو تو لوگوں میں انصاف سے حکومت کر اور اپنے جی کی خواہش پر نہ چل کہ وہ تجھ کو اللہ کی راہ سے ہٹا دے، جو لوگ اللہ کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے، اس بنا پر کہ انہوں نے حساب کا دن بھلا دیا۔ |

(پ ۲۳ سورہ ص)

اور خود یزید بھی جیسا کہ حافظ ابن کثیر کی تصریح سابق میں گزری ہو چونکہ مرجیہ کا عقیدہ رکھتا تھا اس لیے اس کا بھی یہی عقیدہ ہوگا۔

موجودہ ناصبی جو روافض کی تقلید میں اپنے منہ پر تقیہ کی نقاب ڈال کر اہل سنت بنے ہوئے ہیں اور مساجد میں ان کی امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں چونکہ اپنے بزرگوں کے اس عقیدہ کا برملا اظہار نہیں کر سکتے، اس لیے وہ طرح طرح کی ابلہ فریبیوں کے ذریعے اپنے مزعومہ امام برحق اور خلیفہ راشد سیدنا یزید کے جنتی ہونے کی خود بھی شہادت دیتے ہیں اور دوسروں سے بھی شہادت دلوانا چاہتے ہیں لیکن کوئی سنی

جس کو حق تعالیٰ نے عقل سلیم عطا کی ہے ان کے قریب ہیں آ کر جس طرح حضرات عشرہ مبشرہ اور سادات فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جنتی مانتا ہے یزید کو کیسے جنتی کہہ سکتا ہے، سچ پوچھئے تو اس بارے میں ناصبی رافضیوں سے بھی بارہ کھوٹے نکلے کیونکہ یہ تو یزید جیسے فاسق و فاجر اور سفاک و ظالم کو اپنا امام اور خلیفہ برحق مانتے اور اس کے جنتی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور رافضی جن بارہ حضرات کو امام معصوم کہتے ہیں وہ تو سب اولیاء کبار اور اخیار امت ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک نہ رافضیوں کا غلو اپنے ائمہ کے بارے میں صحیح ہے اور نہ ناصبیوں کا۔ دونوں صراط مستقیم سے ہٹ گئے ہیں، نہ ائمہ اثنا عشر معصوم ہیں نہ یزید کا شمار بھلے آدمیوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک ہدایت دے۔ آمین۔

Marfat.com

# دوسرا شبہ اور اسکا جواب

دوسرا شبہ جو منتفی کو پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے صحابہ کرام نے یزید سے بیعت خلافت کی اور اس پر قائم رہے اگر یزید کافر یا فاسق وفاجر اور شرابی وزانی اور دشمن دین ہوتا تو یہ حضرات اس کے ہاتھ پر سرگز بیعت نہ فرماتے اور اگر یہ بات نہ مانی جائے تو ان صحابہ پر کفر وفسق نوازی اور ... وبد دیانتی کی سرپرستی وتعاون کا بڑا بھاری الزام آئے گا۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت یزید کی بیعت کی گئی، وہ کافر تھا اور نہ اس کے فسق کی اتنی شہرت تھی کہ سب کو اس کا حال معلوم ہو۔ پھر ایک جماعت صحابہ کا مذہب یہ تھا کہ سلطان اگر عدل کرے تو رعیت کو اس کا شکر گذار ہونا چاہیے اور ظلم کرے تو رعیت کو صبر سے کام لینا چاہیے چونکہ اس سے ٹکر لینا آسان کام نہیں اس میں سخت خونریزی ہوتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اقتدار کی منتقلی میں کامیابی نہ ہو اور مزید ظلم وتشدد بڑھ جائے۔ چنانچہ شمس الائمہ سرخسی "شرح سیر کبیر" میں فرماتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| وعن جماعة من الصحابة رضي الله عنهم قالوا: اذا عدل السلطان فعلى الرعية الشكر وللسلطان الاجر واذا جار فعلى الرعية الصبر وعلى | اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا جب سلطان عدل کرے تو رعیت کو شکر کرنا چاہیے اور سلطان کو اس کا اجر ملے گا۔ اور اگر وہ ظلم کرے تو رعایا صبر کرے اور سلطان پر اس |

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

سلطان الوزر۔ کا گناہ ہوگا۔

(ج -ص ۱۰۸ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

## صحابہ یزید کے درباری نہ تھے

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، یزید کے درباری تو تھے نہیں، اور نہ ان کو یزید کے ساتھ خلوت وجلوت میں رہنے کا موقعہ ملا تھا جو یزید کے کرتوت ان کو معلوم ہوتے چنانچہ علامہ شمس الائمہ سرخسیؒ نے ہی "شرح سیر کبیر" میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

وقد روی انہ لما ولی یزید بن معاویۃ قال ابن عمر ان یکن خیرًا شکرنا وان یکن بلاءً صبرنا ثم قرأ قولہ تعالیٰ: فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ۔

(ج ۱ ص ۱۰۸)

اور یہ بھی مروی ہے کہ جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا "اگر یہ بھلا ہوا تو ہم شکر کریں گے، اور اگر بلاء ہوا تو ہم صبر سے کام لیں گے"، پھر آپ نے یہ ارشاد باری نقل فرمایا (پھر اگر تم نے منہ پھیرا تو اس کے ذمے ہے جو بوجھ اس پر رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا گیا)

کفر وفسق کی سرپرستی تو جب ہوتی کہ جب یہ صحابہؓ یزید کے ساتھ اس کی بری حرکات میں شریک ہوتے "خلیفہ فاسق" کا حکم یہی ہے کہ اگر کسی طاعت کا حکم دے تو اس کی اطاعت کی جائے اور معصیت کا حکم دے تو اس کی

Marfat.com

ساتھ نہ دیا جائے اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو جو ہدایت فرمائی تھی وہ "جامع ترمذی" اور "سنن نسائی" میں بایں الفاظ

وعن کعب بن عجرۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اعیذک باللہ من امارۃ السفہاء قال وماذاک یارسول اللہ۔ قال امراء سیکونون من بعدی من دخل علیہم فصدقہم بکذبہم واعانہم علی ظلمہم فلیسوا منی ولست منہم ولن یردوا علیّ الحوض ومن لم یدخل علیہم ولم یصدقہم بکذبہم ولم یعنہم علی ظلمہم فاولئک منی وانا منہم واولئک یردون علیّ الحوض۔ رواہ الترمذی والنسائی۔

(مشکوٰۃ کتاب الامارۃ فصل ثانی ص ۳۲۲)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں امارت سفہاء" سے تجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ امارت سفہاء کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ امراء میرے بعد عنقریب ہوں گے، جس نے ان کے دربار میں جا کر ان کے جھوٹ کو سچ بتایا اور ان کے ظلم میں ان کی اعانت کی نہ ان کا تعلق مجھ سے ہے اور نہ میرا تعلق ان سے ہے، اور نہ وہ کبھی حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔ اور جو ان کے دربار میں داخل نہ ہوا اور نہ ان کے کذب کی اس نے تصدیق کی اور نہ ان کے ظلم میں ان کی اعانت کی، سو وہ لوگ میرے ہیں اور میں ان

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ان کاہوں اور یہی لوگ ہیں جو حوض
کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔

یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ دعا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں مقبول ہوئی چنانچہ ان کا انتقال یزید کی امارت سے پہلے ہی سنہ ۵۰ھ کے بعد ہو گیا تھا۔ اور سنن ابی داؤد میں

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجھاد واجب علیکم مع کل امیر برًا کان او فاجرًا وان عمل الکبائر والصلوٰۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم برًا کان او فاجرًا وان عمل الکبائر، والصلوٰۃ واجبۃ علی کل مسلم برًا کان او فاجرًا وان عمل الکبائر۔ رواہ ابوداود (مشکوٰۃ۔ ج ۱ - ص ۱۰۰ - باب الامامۃ فصل ثانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد تم پر ہر امیر کی معیت میں واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد، اور خواہ مرتکب کبائر ہی کیوں نہ ہو اور نماز بھی تم پر ہر مسلمان (امیر) کے پیچھے پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور کبائر ہی کا مرتکب کیوں نہ ہو۔ جب بھی، اور ہر مسلمان پر نماز کا پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور خواہ کبائر میں مبتلا ہی کیوں نہ ہو۔

## یہ شبہ رافضیوں کے شبہ کی طرح ہے

یہ بالکل اسی طرح کا شبہ ہے جیسے کہ روافض کہا کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چونکہ صحابہ ناراض تھے اس

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

لیے کسی صحابی نے بھی ان کی طرف سے کوئی دفاع نہ کیا بلکہ سب صحابہ مسجد نبوی میں اس شخص کے پیچھے کہ جو ان باغیوں کا سرغنہ تھا اور اس فتنہ میں جمعہ و جماعت کا امام بن گیا تھا" بڑے اہتمام سے نمازیں پڑھتے رہے حالاں کہ اس کے پیچھے نماز کا ادا کرنا خود حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کے بموجب تھا "جو صحیح بخاری" میں

وعن عبید اللہ بن عدی بن الخیار انہ دخل علی عثمان وھو محصور فقال انک امام عامۃ ونزل بک ما تری ویصلی لنا امام فتنۃ ونتحرج فقال الصلوۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا فاجتنب اساءتھم ۔ رواہ البخاری ۔ (مشکوۃ باب تعجیل الصلوۃ ۔ فصل ثالث ص ۶۲)

عبید اللہ بن عدی بن الخیار سے (جن کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرابت بھی تھی) مروی ہے کہ انہوں نے جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ محصور تھے ان کی خدمت میں جا کر عرض کیا آپ عامۃ المسلمین کے امام ہیں اور اس وقت آپ کے ساتھ جو معاملہ ہو رہا ہے آپ دیکھ ہی رہے ہیں ۔ اب فتنہ پردازوں کا امام ہماری امامت کر رہا ہے جس سے ہم دل تنگ ہیں ، آپ نے ارشاد فرمایا "نماز ان تمام اعمال میں سب سے بہتر عمل ہے جو لوگ انجام دیتے ہیں لہذا جب لوگ نیکی کا کام کریں تم بھی ان کے ساتھ نیکی کرنے میں شریک ہو جاؤ اور جب برائی کے

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

مرتکب ہوں تو ان کی برائی سے بچتے رہو۔"

## کیا یزید کے ظلم و ستم میں کبھی کوئی صحابی شریک ہوا ہے؟

اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا "حادثہ کربلا" "واقعہ حرہ" اور "حصار حرم مکہ" ان تینوں معرکہائے ظلم و ستم میں کوئی صحابی یا کوئی قابل ذکر تابعی شریک ہوا ہے؛ یا اسکی بزم مے میں کبھی کسی بھلے مانس نے شرکت کی ہے؟ جو یزید کی فسق نوازی اور فجور و بددینی کی سرپرستی کا ان پر الزام عائد کیا جائے، باقی رہا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ فرمانا کہ

انا قد بایعنا هذا الرجل علیٰ بیع الله و رسوله۔ — ہم نے اس شخص سے اللہ اور اس کے رسول کے عہد پر بیعت کی ہے۔

تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کے مطابق ہم نے اس سے بیعت کی ہے[1] لہذا ہم کسی امیر کی اطاعت میں جادۂ شریعت سے باہر نہیں ہوں گے۔ اس میں یزید کے تقویٰ اور طہارت کا بیان نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں تو ابھی ان کی تصریح گزر چکی ہے کہ

ان یکن خیرًا شکرنا وان — اگر وہ بھلا ہوا تو شکر کریں گے اور

---

[1] چنانچہ علامہ احمد قسطلانی نے "ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری" میں اس کے یہی معنی لکھے ہیں، فرماتے ہیں (علیٰ بیع الله ورسوله) ای علیٰ شرط ما امر به من بیعة الامام۔ یعنی جس شرط کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے خلیفہ کی بیعت کا حکم دیا ہے اس کے مطابق۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

یکن بلاء صبرنا ۔ بلا ہوا تو صبر کریں گے ۔

یہ بھی خیال رہے کہ کتاب وسنت پر بیعت کرنے کی پیشکش تو بعض حضرات نے جنگ حرّہ کے موقع پر بھی کی تھی، پھر یزیدی لشکر کے سپہ سالار مجرم بن عقبہ نے اس پیشکش کی جس طرح پذیرائی کی اس کی تفصیل حافظ ابن حزم کے الفاظ میں آپ پڑھ چکے ہیں ۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ حضرات جب بھی موقع ملتا یزید اور اس کے کارندوں کے ظلم وستم پر نکیر کرنے سے چوکتے بھی نہیں تھے، چنانچہ پہلے شبہ کے جواب میں آپ تفصیل سے پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے دورِ پرفتن کی کس طرح نشاندہی کی اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لینے پر مروان کو برسرِ منبر کس طرح ٹوکا اور حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو اشدق کو حرم الٰہی پر فوج کشی سے کس طرح روکا اور حضرت معقل بن یسار مزنی نے کس حکمت سے عبیداللہ بن زیاد کو فہمائش کی اور حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح اس کو سرزنش کی اور حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس لطف سے اس کو سمجھانے کی کوشش کی اور حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح اس پر اپنے غصے کا اظہار فرمایا ۔ اب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیانات پڑھیے صحیح بخاری میں ہے :-

| | |
|---|---|
| سمعت عبد اللہ بن عمر وسألہ رجل عن المحرم قال شعبۃ احسبہ یقتل الذباب فقال أھل | حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی شخص نے یہ سوال کیا کہ اگر احرام کی حالت میں کوئی شخص مکھی کو مار ڈالے تو اس کے بارے میں کیا فتویٰ |

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

العراق یسألون عن قتل الذباب وقد قتلوا ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھما ریحانتای من الدنیا۔
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۰ مناقب الحسن والحسین)

ہے آپ نے فرمایا اہل عراق مکھی کے قتل کرنے کے متعلق دریافت کر رہے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل کر ڈالا جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ "حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میری دنیا کے دو پھول ہیں"۔

یاد رہے کہ یزید کا برادر عم زاد عبید اللہ بن زیاد (اگر زیاد کو واقعی ابوسفیان کا بیٹا تسلیم کیا جائے) یزید کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ اسی کے حکم سے عمرو بن سعد چار ہزار کا لشکر جرار لے کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے کے لیے آیا تھا اور اسی عراقی لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا[1] ابن زیاد بدنہاد نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے ساتھ جو گستاخی کی تھی اس پر حضرت انس و حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جس طرح اس پر اظہار ناراضگی کیا تھا وہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔

اور حافظ ابن کثیر نے دارقطنی کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت اس سلسلہ میں نقل کی ہے، وہ درج ذیل ہے۔

عن محمد وعبدالرحمٰن ابنی جابر ابن عبد اللہ قالا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بیٹوں محمد و عبدالرحمٰن

---

[1] اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ "شہدائے کربلا پر افترا"

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

خرجنا مع ابینا یوم الحرّة وقد کف بصره فقال تعس من اُخاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا یا اُبت وھل احدٌ یخیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من اُخاف اھل ھذا الحی من الانصار فقد اُخاف ما بین ھذین ووضع یدہ علی جنبیہ (البدایہ والنہایہ ج۔ ۸ ص ۲۲۳)

کا بیان ہے کہ حرّہ کے دن ہم اپنے ابّا کے ساتھ باہر نکلے اس وقت آپ کی بینائی زائل ہو چکی تھی آپ نے فرمایا "برباد ہو وہ شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوف میں مبتلا کیا" ہم نے عرض کیا ابا جان! کوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈرا سکتا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جس نے اس قبیلۂ انصار کو ڈرایا اس نے میرے ان دونوں پہلوؤں کے درمیان جو چیز ہے (یعنی قلب نبوی) اس کو ڈرایا ہے" اور جس وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ ارشاد ہو رہا تھا آپ اپنے دونوں پہلوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ان حضرات کی بیعت کے باوجود جن کا مستفتی نے نام لیا ہے یزیدی لشکر نے حرہ کی جنگ میں ان بزرگوں کے جگر کے ٹکڑوں کو قتل کرنے سے ذرا بھی دریغ نہیں کیا اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت قطعاً نہیں کی

تھی، اور پھر جب یزید تخت حکومت پر بیٹھا، تب بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سب سے اخیر میں بیعت کی تھی[1]۔

غرض یزید کے دور حکومت میں یا تو صحابہ کرام اس سے برسر پیکار نظر آتے ہیں جیسے حضرت حسین، حضرت عبداللہ ابن الزبیر اور وہ صحابہ جو جنگ حرّہ میں اس کے خلاف لڑے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور یا پھر اس کو یا اس کے عمال کو ان کے ظلم وستم پر روکتے ٹوکتے۔ جیسے (۱) حضرت عبداللہ بن عباس (۲) حضرت عبداللہ بن عمر (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر (۴) حضرت جابر بن عبداللہ (۵) حضرت ابو شریح خزاعی (۶) حضرت معقل بن یسار مزنی (۷) حضرت انس بن مالک (۸) حضرت زید بن ارقم (۹) حضرت عبداللہ بن مغفل (۱۰) حضرت عائذ بن عمرو (۱۱) حضرت ابو برزہ اسلمی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثناخواں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

اور یہ ہوتا بھی کس طرح جب کہ یزید کے عہد نحوست مہد کا نقشہ انوری کے اس شعر کے بالکل مطابق تھا

بر بزرگان زمانہ شدہ خردان سالار
بر کریمان جہان گشتہ لئیمان مہتر

---

[1] ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ۔ ج۔ ۸ ص ۱۴۸

Marfat.com
Marfat.com

# تیسرا شبہ اور اس کا جواب

تیسرا شبہ جو مستفتی کو پیش آیا ہے، یہ ہے کہ "حضرت محمد بن حنفیہ نے نہ صرف یزید کی بیعت کی بلکہ اس پر عائد کردہ الزامات کی پرزور تردید بھی کی الخ.

## "منتقیٰ" کا غلط حوالہ

مستفتی نے اس سلسلہ میں "البدایہ والنہایہ" کا حوالہ "منتقیٰ ص ۲۸۱" سے نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے "منتقیٰ" حافظ ذہبی کی تصنیف ہے جن کی وفات ۷۴۸ھ میں ہوئی ہے اور "البدایہ والنہایہ" ان کے شاگرد حافظ ابن کثیر کی۔ اور ان کا سنہ وفات ۷۷۴ھ ہے پھر لطف یہ ہے کہ "منتقیٰ" میں خود اس کے خلاف صاف تصریح ہے کہ:

لم نعتقد انه من الخلفاء الراشدين كما قاله بعض الجهلة من الاكراد۔ (ص ۲۷۹)

ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ یزید خلفاء راشدین میں سے تھا جیسا کہ بعض جاہل کردوں کا عقیدہ ہے۔

ونحن نقول خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم صارت ملكا كما ورد في الحديث ......

اور ہم تو اس کے قائل ہیں کہ خلافت نبوت تیس سال ہی رہی پھر بادشاہی ہوگئی، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے

يزيد كان ملك وقته وصاحب السيف كامثاله من

یزید بھی مروانیوں اور عباسیوں کی طرح اپنے وقت میں ایک صاحب

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

| | |
|---|---|
| المروانیہ والعباسیہ۔ | شمشیر (د علم) بادشاہ تھا |

(ص ۲۸۱)

یاد رہے حافظ ذہبی، یزید کو قطعاً اچھا آدمی نہیں سمجھتے۔ اور وہ خود ان الزامات کو اپنی تصانیف میں اس پر عائد کرتے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں ان کی تصریحات آگے موقع بموقع آ رہی ہیں۔

## ائمۂ مسلمین میں کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ یزید عادل تھا اور اللہ کا مطیع۔

اور حافظ ابن تیمیہ نے "منہاج السنہ" میں جس کا خلاصہ بھی "منتقی" ہے صاف لکھا ہے کہ:

| | |
|---|---|
| وکذالك کونه عادلا فی کل اموره مطیعا للّٰہ فی جمیع افعاله لیس هذا اعتقاد احد من ائمة المسلمین۔ وکذالك وجوب طاعته فی کل ما یامر به وان کان معصیة للّٰه لیس هو اعتقاد احد من ائمة المسلمین۔ (منهاج السنة۔ ج۔۲۔ ص ۲۴۰) | اور اسی طرح یزید کا تمام معاملات میں عادل ہونا، اور اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کا مطیع ہونا یہ بھی ائمہ مسلمین میں سے کسی کا اعتقاد نہیں ہے، اور اسی طرح یہ بات کہ یزید کی اطاعت اس کے ہر حکم میں واجب تھی خواہ وہ معصیت الٰہی کا ہی حکم کیوں نہ دے یہ بھی ائمہ مسلمین میں سے کسی کا اعتقاد نہیں ہے۔ |

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہاں منتقیٰ کے محشی محب الدین خطیب نے (جو کہ پکا ناصبی ہے) اس افسانہ کو "البدایہ والنہایہ" کے حوالہ سے نقل کیا ہے جس کی تردید محدث حرم محمد عربی تبانی نے افادۃ الاخیار ببراءۃ الابرار" میں بڑی تفصیل سے کی ہے ۔

## حافظ ابن کثیر کی تصریحات یزید کے فسق کے بارے میں!

اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ خود حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ یزید کے فسق کی تصریح کی ہے ۔ مثلاً:

(۱) ایک مقام پر امام طبرانی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ:

| | |
|---|---|
| کان یزید فی حداثته صاحب شراب یاخذ ماخذ الاحداث الخ | یزید اپنی نوعمری میں پینے پلانے کا شغل رکھتا تھا اور اس میں نوجوانوں کی سی آزادی تھی ۔ |

(ج -۸ ص ۲۸۸)

(۲) اور دوسری جگہ لکھتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وکان فیه ایضاً اقبال علی الشهوات وترک بعض الصلوٰت فی بعض الاوقات واماتتها فی غالب الاوقات وقد قال الامام احمد حدثنا ابو عبد الرحمن ثنا حیوة حدثنی بشیر بن عمرو الخولانی ان الولید بن قیس | اور یزید میں یہ بات تھی کہ وہ خواہشات نفسانی کا متوالا تھا اور بعض اوقات بعض نمازیں بھی چھوڑ دیا کرتا تھا اور اکثر ناوقت پڑھتا تھا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے ناخلف |

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

حدثه ... انه سمع
ابا سعید الخدری یقول
سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول:
یکون خلف من بعد ستین
سنۃ أَضَاعُوا الصَّلَاۃَ
وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ
يَلْقَوْنَ غَيًّا ۔ (الحدیث)

ہوں گے جو نمازیں چھوڑیں گے، اپنی
خواہشات کی پیروی کریں گے اور
عنقریب غَیّ میں (جو کہ جہنم کی
بدترین وادی ہے) داخل ہوں گے

(ج ۸ ۔ ص ۲۳۰)

(۳) اور پھر وہ حدیثیں ذکر کر کے جن میں یزید کی مذمت وارد ہے (ص ۲۳۲
پر) یہ لکھتے ہیں:

قلت: یزید بن معاویۃ
اکثر ما نقم علیہ فی
عملہ شرب الخمر واتیان
بعض الفواحش ۔

میں کہتا ہوں یزید بن معاویہ پر
اس کی بدکرداری کے سلسلے میں سب
سے زیادہ جو الزام عائد کیا گیا وہ
مے نوشی اور بعض فواحش کے ارتکاب
کا ہے۔

یاد رہے یہ سب الزامات وہ ہیں جو صحابہ نے اس پر عائد کئے تھے
حافظ ابن کثیر نے ان الزامات سے یزید کی کہیں برأت نہیں کی ہے اب
ظاہر ہے کہ جب حافظ ابن کثیر خود محمد بن حنفیہ کی اس روایت پر اعتماد نہیں
کرتے اور جا بجا اس کے خلاف اپنے فیصلے صادر کرتے جاتے ہیں تو پھر
ابن الحنفیہ کی نسبت اس قول کی صحت معلوم ۔

Marfat.com

اور یہ بھی خیال رہے کہ حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمن سے محمد بن حنفیہ کا یہ مکالمہ برأت یزید کے بارے میں نقل کیا جاتا ہے (دونوں صحابی ہیں) اب اگر یہ مکالمہ صحیح تسلیم کیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان دونوں صحابیوں نے تو یزید پر جھوٹی تہمت جوڑی اور ابن حنفیہ جو کہ صحابی نہیں ہیں ان کی بات سچی نکلی یہ بات منفی کا ذہن تو قبول کر سکتا ہے لیکن عام مسلمان کا نہیں۔

## اس افسانہ کا ذکر دوسری کتابوں میں نہیں

پھر یہ بھی واضح رہے کہ اس افسانے کا ذکر صرف تاریخ ابن کثیر میں ملتا ہے اور انہوں نے بھی اس کی کوئی سند بیان نہیں کی کہ اس پر کوئی علمی بحث کی جا سکے اس افسانہ کو نہ امام ابن جریر طبری نے ذکر کیا ہے نہ حافظ ابن الاثیر جزری نے اور نہ کسی اور معتبر مورخ نے۔ لہذا پہلے محمد بن حنفیہ سے اس مکالمہ کو بسند صحیح ثابت کیا جائے۔ پھر شبہ ظاہر کیا جائے اور بالفرض اس افسانہ کو صحیح مان بھی لیا جائے تب بھی یزید کے بارے میں ابن حنفیہ کی تعدیل و ستائش، تابعین کبار کی جرح کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی، صحابہ کی جرح کا تو کیا ذکر ہے کیونکہ اصول حدیث کا متفقہ قاعدہ ہے کہ "جرح تعدیل پر مقدم ہے" پھر صحابہ کی جرح کے مقابلہ میں ابن حنفیہ کی تعدیل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

## فن رجال کا متفقہ فیصلہ، یزید اس کا اہل نہیں کہ اس کی روایت قبول کی جائے!

یاد رہے تاریخ وفن رجال کی تمام کتابوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یزید کی عدالت مجروح و مقدوح ہے اور وہ اس کا اہل

Marfat.com
Marfat.com

نہیں کہ اس کی کوئی روایت قبول کی جائے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ "تقریب التہذیب" میں فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| یزید بن معاویۃ بن ابی سفیان الاموی ابو خالد ولی الخلافۃ سنۃ ستین ومات سنۃ اربع وستین ولم یکمل الاربعین، لیس باھل ان یروی عنہ | یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی ابو خالد ۶۰ہجری میں متولی خلافت ہوا۔ اور ۶۴ہجری میں مرگیا، پورے چالیس سال کا بھی نہ ہوسکا یہ اس کا اہل نہیں کہ اس سے کوئی حدیث روایت کی جائے۔ |

اب ظاہر ہے کہ محمد بن حنفیہ کی طرف اگر اس قول کا انتساب صحیح ہوتا یا کسی بھی صحابی و تابعی سے یزید کی ثنا و صفت منقول ہوتی اور وہ محدثین وائمہ رجال کے نزدیک عادل ہوتا تو فنِ رجال کا یہ فیصلہ ہرگز نہیں ہوسکتا تھا۔ جو حافظ ابن حجر عسقلانی نے نقل کیا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

# چوتھا شبہ اور اس کا جواب

چوتھا شبہ جو مستفتی کو پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی خبر ملی تو یزید کو ان کے خاندان کا نیک فرد قرار دیا اور اس کی بیعت واطاعت کا حکم دیا۔"

## اغانی کی روایت میں یہ بات مذکور نہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ یزید کا فسق تواتر سے ثابت ہے اس لیے اس کے صالح ہونے کا ذکر اگر کسی روایت میں آئے تو وہ روایت شاذ ناقابل قبول ہوگی، علامہ ابوالفرج اصفہانی نے "الاغانی" میں اس سلسلہ میں جو روایت نقل کی ہے وہ یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| ان ابن عباس أتاہ نعی | حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما |
| معاویۃ وولایۃ یزید وھو | کو جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ |
| یعشی أصحابہ ویاکل | عنہ کی خبر مرگ اور یزید کے حاکم بننے |
| معھم وقد رفع الی فیہ | کی اطلاع پہنچی ہے تو وہ اپنے اصحاب |
| لقمۃ فالقاھا وأطرق | کو شام کا کھانا کھلا رہے تھے اور خود |
| ھنیھۃ ثم قال جبل | بھی ان کے ساتھ کھا رہے تھے۔ |
| تدکدک ثم مال بجمیعہ | اس وقت آپ اپنے منہ میں لقمہ |
| فی البحر واشتملت علیہ | ڈالنے ہی والے تھے کہ آپ نے لقمہ |
| الابحر للہ در ابن ھند | رکھ دیا اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے |
| ماکان اجمل وجھہ | رہے پھر |

Marfat.com

واکرم خلقه واعظم حلمه فقطع علیه الکلام رجل وقال اتقول هذا فیه فقال ویحك انك لا تدری من مضی عنك ومن بقی علیك وستعلم ثم قطع الکلام (ج - ۱۶ ص ۳۷ طبع دار الفکر بیروت)

رفرمانے لگے کہ ایک پہاڑ تھا جو ریزہ ریزہ ہو کر سارے کا سارا سمندر میں چلا گیا اور اس کے کئی سمندر بن گئے ابن ہند (معاویہ) کے کیا کہنے اس کا چہرہ کتنا پیارا، اس کا اخلاق کتنا عمدہ اور اس کا حلم کتنا زیادہ تھا اس پر ایک شخص ان کی بات کاٹ کر کہنے لگا آپ بھی ان کے بارے میں ایسا کہتے ہیں، فرمایا تجھ پر افسوس ہے تجھے پتہ ہی نہیں کہ تجھے چھوڑ کر کون چلا گیا اور تجھ پر مسلط ہونے کے لیے کون باقی رہ گیا سو، اب تجھے معلوم ہو جائے گا بالآخر آپ نے گفتگو ختم کر دی۔

اور مستفتی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو کچھ نقل کیا ہے اس کے لیے دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے - ایک "الامامہ والسیاسہ" کا دوسرے "بلاذری" کا۔

## "الامامہ والسیاسہ" | الامامہ والسیاسہ قابلِ استناد نہیں

سلے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس موقع پر جو رائے ظاہر کی تھی آئندہ ہونے والے واقعات نے اس کی تصدیق کی چنانچہ تقریباً چودہ پندرہ سال تک پھر اموی حکومت کو استحکام نصیب نہیں ہو سکا اور اسلامی دنیا اس عرصہ میں خانہ جنگی میں مبتلا رہی۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

قابلِ استناد کتاب نہیں، معلوم نہیں اس کا مصنف کون ہے۔ مشہور ادیب ابنِ قتیبہ کی طرف اس کی نسبت جعلی ہے۔

## بلاذری کی سند صحیح نہیں

رہا بلاذری تو اس کی سند میں صحت معلوم نہیں ہوتی ایسی روایت ہر حال میں مردود ہے اور اگر کسی کو اس کی صحت پر اصرار ہو تو سند پیش کر کے اس کی صحت کا ثبوت دے۔ خود مورخ بلاذری کی "انساب الاشراف" میں یزید کا تذکرہ اس کے فسق و فجور کے ذکر سے پر ہے تاہم اس میں بعض ایسی روایتیں بھی موجود ہیں جن کی اہمیت کے پیش نظر یہودیوں نے ۱۹۴۰ء میں یروشلم سے اس کتاب کو شائع کیا تھا اور انہی یہودیوں کی اتباع میں محمود احمد عباسی جیسے ملحدین نے مسلمانوں میں انتشارِ فکر پیدا کرنے کے لیے اس قسم کی روایات کو اپنی تصانیف میں جگہ دی ہے۔

## بالفرض یہ روایت صحیح ہو تو حضرت ابن عباس کی آخری رائے کا اعتبار ہوگا

اور بالفرض تھوڑی دیر کے لیے مان بھی لیا جائے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یزید کے بارے میں یہی اظہارِ خیال فرمایا تھا جو اس روایت میں مذکور ہے تو یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ یزید کا فسق ابھی ظاہر نہیں ہوا تھا اور اس کے والد امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی زندہ تھے اور وہ سب کے سامنے نیک بنا رہتا تھا اس لیے ممکن ہے نظر بظاہر آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے معاً بعد اس کے بارے میں ایسا اظہارِ خیال فرمایا ہو۔ بعد کو جب اس کا فسق عالم آشکارا ہوا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت نے اس کے ظلم وعدوان پر مہر تصدیق ثبت کر دی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خود یزید کو مخاطب کر کے جو کچھ فرمایا۔ اصل اعتبار اس کا ہوگا۔

## یزید اور حضرت ابن عباس کی خط وکتابت

چنانچہ یزید کے نام حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خط وکتابت جو کتب تواریخ میں درج ہے وہ دیکھ لی جائے اس سے سب حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نظروں میں یزید کا کتنا احترام تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی بیعت خلافت کی دعوت دی تھی لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان سے بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا اس انکار سے یزید یہ سمجھا کہ چونکہ یہ میری بیعت میں داخل ہیں اس لیے انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیعت سے انکار کیا ہے اس بات سے خوش ہو کر اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو خط لکھا ہے وہ یہ ہے۔

## یزید کا خط حضرت ابن عباس کے نام

| | |
|---|---|
| ۔ اما بعد، فقد بلغني ان الملحد ابن الزبير دعاك الى بيعته وانك اعتصمت ببيعتنا وفاء منك لنا فجزاك الله من | اما بعد: مجھے اطلاع ملی ہے کہ ملحد ابن الزبیر نے آپ کو اپنی بیعت کے لیے کہا تھا اور آپ ہماری وفاداری میں ہماری بیعت پر مستقیم ہیں |

Marfat.com

ذی رحم خیر ما یجزی
المواصلین لارحامهم
الموفین بعهودهم
فما انسی من الاشیاء
فلست بناس برک
وتعجیل صلتک بالذی
انت له اهل فانظر من
طلع علیک من الآفاق
ممن سحرهم ابن
الزبیر بلسانه فاعلمهم
بحاله فانهم منک
اسمع الناس ولک
اطوع منهم للمحل
(الکامل لابن اثیر ج ۴ ص ۵۰)

اللہ تعالیٰ آپ جیسے رشتہ دار کو بہتر
سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے جو وہ
ان حضرات کو عطا کرتا ہے کہ جو صلہ
رحمی کرتے ہیں اور اپنے عہد پر قائم
رہتے ہیں سو اب میں کچھ بھی بھولوں
پر آپ کے اس احسان کو نہیں
بھولوں گا اور آپ کی خدمت میں فوراً
ایسے صلے کی روانگی ، جو آپ
کے شایان شان ہو اب آپ ذرا
اتنا خیال رکھیں کہ جو بھی بیرونی
آدمی آپ کی خدمت میں آئے اور
ابن زبیر نے اپنی جادو بیانی سے
اسے متاثر کر لیا ہو تو آپ ابن زبیر
کے حال سے اسے آگاہ فرما دیں
کیونکہ ابن حرم کعبہ کی حرمت کے
حلال کرنے والے کی بہ نسبت لوگ آپ
کی زیادہ سنتے اور زیادہ مانتے ہیں

لے ابن زبیر مراد ہیں کہ یزید کی بیعت نہ کرنے کے
سبب یزید خاک بدہن گستاخ ان کو ملحد اور حرمت کعبہ کو ختم کرنے
والا کہتا تھا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

# حضرت ابن عباس کا سرزنش نامہ یزید کے نام

یزید کے اس خط کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کو جو سرزنش نامہ تحریر کیا ہے وہ یہ ہے:

اما بعد: فقد جاءنی کتابك، فأما ترکی بیعة ابن الزبیر فواللہ ما أرجو بذاك برك ولا حمدك ولکن اللہ بالذی أنوی علیم وزعمت انك لست بناس بری فاحبس ایها الانسان برك عنی فانی حابس عنك بری وسالت ان احبب الناس الیك وابغضهم واخذلهم لابن الزبیر فلا ولا سرور ولا کرامة کیف وقد قتلت حسینا وفتیان عبد المطلب مصابیح الهدی

اما بعد: تمہارا خط مجھے ملا میں نے جو ابن زبیر سے بیعت نہیں کی تو واللہ اس سلسلہ میں میں تم سے حسن سلوک اور تمہاری ثنا و صفت کا خواہاں نہیں، بلکہ جس نیت سے میں نے لینا کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تمہیں جو یہ زعم ہے کہ میرے حسن سلوک کو فراموش نہ کرو گے تو اے انسان اپنے اس حسن سلوک کو اپنے پاس اٹھا رکھ کیونکہ میں اپنے حسن سلوک کو تم سے اٹھا رکھوں گا اور تم نے جو مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا کر دوں اور ابن زبیر سے ان کو نفرت دلاؤں اور ان کو بے یار و مددگار چھوڑنے پر آمادہ کروں سو ایسا بالکل نہیں ہو سکتا، تمہاری



Marfat.com
Marfat.com

ونجوم الاعلام غادرتهم
خيولك بامرك في صعيد
واحد مرملين بالدماء
مسلوبين بالعراء مقتولين
بالظماء لامكفنين و لا
موسدين[1] تسفي عليهم
الرياح وتنتابهم عوج
الضباع حتى اتاح الله
بقوم لم يشركوا
في دمائهم كفنوهم
واجنوهم و بي بهم
تعززت وجلست
مجلسك الذي
جلست فما اُنسى
من الاشياء فلست بناسي
اطرادك حسينا من
حرم رسول الله صلى الله

خوشی ہمیں منظور ہے، اور نہ تمہارا
اعزاز، اور یہ ہو بھی کس طرح سکتا
ہے حالاں کہ تم نے حسین کو اور ان
جوانانِ عبد المطلب کو قتل کیا
جو ہدایت کے چراغ اور ناموروں
میں ستارے تھے، تمہارے سواروں
نے تمہارے حکم سے ان لوگوں کو
آغشتہ بخون ایک کھلے میدان میں
اس حال میں ڈال دیا تھا کہ ان کے
بدن پر جو کچھ تھا وہ چھینا جا چکا تھا،
پیاس کی حالت میں ان کو قتل کیا
گیا اور بغیر کفن بے سہارا پڑا رہنے
دیا گیا، ہوائیں ان پر خاک ڈالتی رہیں
اور بھوکے بجو باری باری سے ان کی
لاشوں پر آتے جاتے رہے تا آنکہ حق
تعالیٰ نے ان کے لیے ایسی قوم کو بھیجا
جن کے ہاتھ ان کے خون سے رنگین

---

[1] یاد رہے الکامل لابن الاثیر کے مطبوعہ نسخہ میں یہاں "موسدین" کی بجائے "مسودین" اور "تنتابہم" کی جگہ "ینتابہم" اور "عوج الضباع" کی بجائے "عرج ابطاح" غلط چھپ گیا ہے۔ ہم نے اس کی تصحیح "مجمع الزوائد" سے کر دی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

عليه وسلم الى حرم الله
وتيسيرك الخيول اليه
فما زلت بذلك
حتى اشخصته الى
العراق فخرج خائفاً
يترقب فنزلت به
خيلك عداوة منك
لله ورسوله ولاهل
بيته الذين اذهب
الله عنهم الرجس
وطهرهم تطهيرا
نطلب اليكم الموادعة
وسالكم الرجعة
فاغتنمتم قلة انصاره
واستيصال اهل بيته
وتعاونتم عليه كانكم
قتلتم اهل بيت من
الشرك والكفر
فلا شيء اعجب
عندي من طلبتك
ودي وقد قتلت ولد ابي

نہ تھے ان لوگوں نے آکر ان کو کفن
دیا اور دفن کیا، حالانکہ بخدا ان
ہی کے طفیل تجھے یہ عزت ملی ہے
اور تجھے اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا جس جگہ اب
بیٹھا ہوا ہے اب میں خواہ سب
چیزیں فراموش کر دوں، پر اس بات
کو فراموش نہیں کر سکتا کہ تو نے
ہی حسین کو مجبور کر کے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حرم سے
حرم الٰہی میں پہنچایا اور پھر تو اپنے
سواروں کو برابر ان کے پاس بھیجتا
رہا اور مسلسل لگا رہا تاآنکہ ان کو
عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا
چنانچہ وہ حرم مکہ سے اس کیفیت
میں نکلے کہ ان کو دھڑکا لگا ہوا تھا
اور پھر تیرے سواروں نے ان کو
جا لیا۔ یہ سب کچھ تو نے خدا رسول
اور ان اہل بیت کی عداوت میں
کیا کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے نجاست
دور کر کے ان کو خوب پاک و صاف
کر دیا تھا۔ حسین نے تمہارے سامنے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

وسيفك يقطر من
دمي وانت احد ثاري
ولا يعجبك ان ظفرت
بنا اليوم فلنظفرن
بك يوما - والسلام
(کامل ابن اثیر - ج ۴ - ص ۵۰/۵۱)

صلح کی بھی پیش کش کی اور واپس لوٹ
جانے کی بھی درخواست کی مگر تم نے
یہ دیکھ کر کہ[۱] اس وقت بے یار و مددگار
ہیں اور ان کے خاندان کا استیصال
کیا جا سکتا ہے موقع کو غنیمت
جانا اور تم ان کے خلاف باہم
تعاون کر کے ان پر اس طرح ٹوٹ
پڑے کہ گویا تم مشرکوں یا کافروں
کے خاندان کو قتل کر رہے ہو پس
اب میرے نزدیک اس سے زیادہ
اور کیا تعجب کی بات ہو گی کہ تو میری
دوستی کا طالب ہے حالانکہ تو میرے
دادا کے خاندان کو قتل کر چکا ہے
اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک
رہا ہے۔ اب تو تو میرے انتقام
کا ہدف ہے اور اس خیال میں
نہ رہنا کہ آج تو نے ہم پر فتح پا
لی ہے ہم بھی کسی نہ کسی دن تجھ پر
فتح پا کر رہیں گے۔ والسلام۔

---

لہ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت کی یہ پیشگوئی پوری ہو کر رہی اور عباسیوں ہی کے (باقی اگلے صفحہ پر)

یزید کا یہ خط اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ جواب، مورخ بلاذری نے بھی "انساب الاشراف" (ج-۴ ص ۱۸ او ۱۹ طبع یروشلم ۱۹۴۰ء) میں نقل کیا ہے۔ لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آخری فیصلہ یزید کے حق میں نہیں بلکہ اس کے خلاف ہے۔

---

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) ہاتھوں امویوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

# پانچواں شبہ

مستفتی کو یہ پیش آیا ہے کہ امام غزالی کے شاگرد قاضی ابوبکر ابن العربی نے "العواصم من القواصم" میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل ؒ نے "کتاب الزہد" میں امیر یزید کا ذکر زہاد صحابہ کے بعد اور تابعین سے پہلے اس زمرہ میں ذکر کیا ہے جن کے وعظ و فرمان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے"۔

## اس کا جواب

**ابن العربی کی رائے غزالی کے بارے میں**

یہ صحیح ہے کہ حافظ ابوبکر بن العربی، امام غزالی کے شاگرد تھے لیکن خود ان کے دل میں استاد کی جو قدر تھی وہ بھی سن لیجئے۔

حافظ ابن کثیر "البدایہ والنہایہ" میں ۵۴۵ھ ہجری کے وفیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

| | |
|---|---|
| وممن توفی فیھا من | اور اس سنہ میں جن بڑے لوگوں کا |
| الاعیان ...... الفقیہ ابوبکر | انتقال ہوا۔ ان میں فقیہ ابوبکر |
| بن العربی المالکی شارح | بن العربی مالکی شارح ترمذی بھی |
| الترمذی کان فقیہا | ہیں یہ فقیہ و عالم اور زاہد و عابد تھے |
| عالما وزاھدا عابدا | انہوں نے حدیث کا سماع فقہ میں |
| وسمع الحدیث بعد | مشغول ہونے کے بعد کیا تھا۔ غزالی |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| اشتغالہ فی الفقہ وصحب الغزالی واخذ عنہ وکان یتہمہ برای الفلاسفۃ ویقول دخل فی اجوافہم فلم یخرج منہا | کی صحبت میں رہے ان سے علم بھی حاصل کیا اور غزالی کو فلاسفہ کی رائے سے بھی متہم کیا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ فلسفہ ان لوگوں کے پیٹوں میں ایسا گھسا کہ پھر نکلا ہی نہیں۔ |

(ج ۱۲۔ ص ۲۲۸، ۲۲۹)

## ابن العربی کا فتویٰ کہ حسین کا قتل جائز تھا

بجا ہے بقول شاگرد، استاد تو فلسفہ کے چکر سے ساری عمر نہ نکل سکے۔ مگر خود بدولت کو آخر کیا ہو گیا تھا کہ یزید جیسا شقی تو آپ کو اولیاء کبار کی صف میں نظر آیا اور ریحانۃ الرسول، سید شباب اہل الجنۃ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی نظر میں ایسے مجرم ٹھہرے کہ جناب نے چھوٹتے ہی یہ فتویٰ صادر فرما دیا کہ

| | |
|---|---|
| قتل الحسین بشرع جدہ[1] | حسین کو ان کے نانا کی شرع کے مطابق قتل کر ڈالا گیا۔ |

نازم بریں فطانت سمجھ بوجھ ہو تو ایسی ہو۔ غالی ناصبیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہ "منہاج السنۃ" میں لکھتے ہیں

| | |
|---|---|
| غلو الناصبیۃ الذین یزعمون أن الحسین کان خارجیًا وانہ کان | ناصبیوں کا غلو ہے جو یہ زعم کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ وقت کے |

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "مقدمہ ابن خلدون" ص ۵۲ طبع مطبع بہیہ مصر۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یجوز قتلہ لہ خلاف خروج کیا اور (اس لیے) ان کو قتل کرنا جائز تھا۔

## قاضی ابوبکر ابن العربی ناصبی ہیں

چنانچہ اسی لیے شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ "فتاوی عزیزی" میں لکھتے ہیں:-

نواصب فرقہ جدا است، ورائے خوارج در مغرب وشام بسیار بودہ اند، ومتوکل عباسی ووزیر او علی ابن جہم نیز از جملہ نواصب است خوارج جمیع مقاتلین را از صحابہ ہمچو طلحہ وزبیر وامیر المومنین علی المرتضی ومعاویہ وعمرو بن العاص را تکفیر می کنند۔ ونواصب محض عداوت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ وذریت طاہرہ او شعار خود دارند واز متاخرین حافظ مغربی نیز ناصبی است۔

(ج ۱ ص ۱۰۷ طبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۱ھ)

"نواصب" "خوارج" سے جدا فرقہ ہے یہ مغرب اور شام میں بہت تھے۔ خلیفہ المتوکل عباسی اور اس کا وزیر علی بن جہم بھی نواصب میں سے تھے۔ خوارج ان تمام صحابہ کرام کو جن میں باہم جنگ ہوئی یعنی حضرت طلحہ حضرت زبیر، امیر المومنین علی مرتضیٰ، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص، (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ان سب کو کافر بتاتے ہیں اور "نواصب" نے صرف امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ان کی ذریت طاہرہ کی عداوت کو اپنا شعار بنایا ہے۔ متاخرین میں

---

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) "العواصم من القواصم" از ابن العربی ص ۲۳۲ طبع قاہرہ ۱۳۷۱ھ

لہ ج ۲ ص ۲۵۶ طبع امیریہ مصر ۱۳۲۱ھ۔

Marfat.com

حافظ مغربی (ابو بکر ابن العربی) بھی
ناصبی ہے۔

## کتاب الزہد میں جن صاحب کا تذکرہ ہے وہ امیر یزید نہیں بلکہ اس نام کے دوسرے بزرگ ہیں

اسی ناصبیت کی شامت سے شاید قاضی جی کو وہم ہو گیا اور انہوں نے "کتاب الزہد" میں یزید بن معاویہ کا نام دیکھتے ہی اس کو اپنا ممدوح امیر یزید سمجھ لیا، یہ امیر یزید اموی نہیں بلکہ اس نام کے دوسرے بزرگ یزید بن معاویہ نخعی کوفی ہیں جو مشہور زاہد و عابد گزرے ہیں ان کا تذکرہ "تہذیب التہذیب" وغیرہ کتب رجال میں مذکور ہے۔ ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے حافظ جمال الدین مزی کی "تہذیب الکمال" سے ان کا پورا ترجمہ نقل کیے دیتے ہیں ملاحظہ فرمایئے، وہ لکھتے ہیں:۔

یزید بن معاویہ النخعی الکوفی ذکر ابو بکر ابن ابی خیثمۃ انہ معدود فی العباد هو و عمرو بن عتبۃ بن فرقد و ربیع بن خثیم وهمام بن الحارث و معضد الشیبانی وجندب بن عبد اللہ وکمیل بن زیاد النخعی واویس

یزید بن معاویہ نخعی کوفی، ابو بکر بن ابی خیثمہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ اور عمرو بن عتبہ بن فرقد اور ربیع بن خثیم اور ہمام بن الحارث اور معضد شیبانی اور جندب بن عبد اللہ اور کمیل بن زیاد نخعی اور اویس قرنی ان سب کا شمار عابدوں میں رہا ہے۔ اور عبد الرحمن بن یزید کوفی نخعی سے منقول ہے کہ فارس

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

القرني، وحكى عن عبدالرحمن بن يزيد النخعي قال خرجنا في جيش نحو فارس فيه علقمة ويزيد بن معاوية فقتل يزيد بن معاوية، له ذكر في الدعاء من صحيح البخاري في "باب الموعظة ساعة بعد ساعة" في حديث شقيق بن سلمة قال: كنا ننتظر عبد الله اذ جاء يزيد بن معاوية فقلنا الا تجلس الحديث وذكره في التاريخ وذكره ابن حبان في كتاب الثقات وقال قتل غازيا بفارس . [1]

کی مہم پر ایک لشکر میں ہم بھی روانہ ہوئے تھے اسی لشکر میں علقمہ اور یزید بن معاویہ بھی تھے پھر یزید بن معاویہ اسی مہم میں شہید ہوگئے صحیح بخاری، کتاب الدعاء کے "باب الموعظۃ ساعۃ بعد ساعۃ" میں بروایت شقیق بن سلمہ مذکور ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باہر آنے کے منتظر تھے کہ اسی اثناء میں یزید بن معاویہ بھی آگئے ہم نے ان سے عرض کیا آپ تشریف نہیں رکھیں گے ؟ (الخ) امام بخاری نے اپنی "تاریخ" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا تذکرہ لکھا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ فارس میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔

اب یہ خدا ہی جانے قاضی ابوبکر بن العربی کو اپنی خوش فہمی کی بدولت یہ وہم ہوا ہے یا انہوں نے قصداً ہی مغالطہ دینے کے لیے لوگوں کا ذہن یزید بن معاویہ کو نئی

---

[1] اس کتاب کا قلمی نسخہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں موجود ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بجائے (جو طبقہ کبار تابعین میں بڑے عابد و زاہد بزرگ گزرے ہیں) اپنے ممدوح امیر یزید بن معاویہ اموی کی طرف منتقل کر دیا، تاکہ لوگ اس یزید پلید کو بھی حضرت یزید کوفی نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرح زہد و عبادت میں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہمسر سمجھنے لگیں۔

## ناصبیوں کا امام طبری کو رافضی بتانا

درحقیقت یہ ویسی ہی ناپاک جسارت ہے جیسی کہ آج کل کے ناصبی حضرت امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں کرتے ہیں جو مجتہدین اہلسنت میں بڑے نامور امام گزرے ہیں انہیں صرف اس لیے رافضی بتاتے ہیں کہ اس نام کا ایک دوسرا رافضی عالم بھی گزرا ہے ان ناصبیوں کی یہ سعی نامحمود صرف اس لیے ہے کہ امام طبری کی تاریخ "ناصبیت" کا ساتھ نہیں دیتی [۱]

---

[۱] ناصبیت کی طرف میلان کے سبب حافظ مغربی ابوبکر بن العربی اگرچہ تمام مورخین اسلام سے نالاں ہیں۔ مگر امام طبری سے ان کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ تمام مورخین اسلام میں اگر ان کو کسی مورخ پر اعتماد ہے تو وہ صرف امام ابوجعفر محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں۔ چنانچہ العواصم من القواصم میں نہایت دلسوزی کے ساتھ ان کی تاکید یہ ہے کہ ولا تسمعوا لمورخ کلاماً الا للطبری (ص ۲۴۸) طبری کے سوا کسی مورخ کی کوئی بات نہ سنو۔

اب سوچنے کی بات ہے رافضیوں کے بارے میں حافظ ابوبکر بن العربی سے زیادہ کون حساس ہوگا۔ امام طبری کی تصانیف بالخصوص "تاریخ" میں اگر رفض کی ترجمانی ہوتی تو وہ اس رائے کا اظہار کس طرح کر سکتے تھے۔

Marfat.com

### مطبوعہ کتاب الزہد اصل نہیں اس کا انتخاب ہے

واضح رہے کہ حال میں جو کتاب "الزہد" امام احمد بن حنبلؒ کے نام سے مطبع ام القریٰ مکہ سے شائع ہوئی ہے، وہ پوری کتاب نہیں بلکہ اس کا انتخاب ہے، پوری کتاب جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "تعجیل المنفعۃ" کے مقدمہ میں تصریح کی ہے بڑی ضخیم کتاب ہے جو مسند احمد بن حنبل کی تقریباً ایک تہائی ہے۔ موجودہ نسخہ جو اصل کتاب کا انتخاب ہے اس میں "دونوں" "یزیدوں" کا تذکرہ نہیں ہے لہذا قاضی جی کی "العواصم" سے اس بارے میں استدلال کرنا محض نادانی ہے۔

### یزید کے بارے میں امام احمد کی تصریح کہ اس سے کوئی روایت نہ کی جائے

بہر حال حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی طرف اس خرافات کو منسوب کرنا کہ "وہ یزید کو "عابد وزاہد" مانتے تھے" بہت بڑی جسارت ہے۔ حافظ ذہبیؒ نے "میزان الاعتدال" میں یزید کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

لا ینبغی ان یروی عنہ — اس سے روایت کرنا نہیں چاہیے

اور حافظ ابن تیمیہ رح اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

قیل لہ اتکتب الحدیث عن یزید بن معاویۃ قال لا ولا کرامۃ، اولیس ھو الذی فعل باھل المدینۃ ما فعل۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے عرض کیا گیا کہ کیا یزید بن معاویہ سے حدیث آپ لکھیں گے، فرمایا نہیں، اور نہ اس میں کچھ عزت ہے، کیا یہ وہی شخص

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ص۴۱۲ ج-۲-طبع ریاض) نہیں ہے کہ جس نے اہل مدینہ کے ساتھ وہ ظلم کیا جو بیان سے باہر ہے

حافظ ابن حجرؒ نے "تعجیل المنفعۃ" میں امام احمدؒ کی کتاب الزہد" اور ان کی "مسند" کے ان تمام رجال کا ذکر کیا ہے جن سے صحاح ستۃ میں روایتیں نہیں ہیں اس میں یزید بن معاویہ کے بارے میں یہ مذکور ہے۔

ولم یقع لہ فی المسند روایۃ وانما لہ مجرد ذکر — مسند میں اس کی کوئی روایت مذکور نہیں صرف اس کا ذکر آیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔

وقد وقع لیزید بن معاویۃ ذکر فی الصحیح وفی السنن ایضاً وظفرت لہ فی المراسیل لابی داؤد بروایۃ ذکرت لہ من اجلہا تذکرۃ فی تہذیب التہذیب۔ — یزید بن معاویہ کا "صحیح بخاری" میں بھی ذکر[1] آیا ہے اور سنن میں بھی، مجھے اس کی ایک روایت مراسیل ابی داؤد میں ملی ہے جس کی بنا پر میں نے "تہذیب التہذیب" میں اس کا "تذکرہ لکھا ہے۔

اور اسی کے ساتھ ساتھ "تہذیب التہذیب" میں یہ بھی تصریح کر دی ہے ولیست لہ روایۃ تعتمد (اس کی کوئی روایت ایسی نہیں جو قابل اعتماد ہو) واضح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تعجیل المنفعۃ، تہذیب التہذیب اور لسان المیزان ان تینوں کتابوں میں اس کا ترجمہ لکھا ہے۔

---

[1] ذکر سے مراد یہ نہیں ہے کہ اس کی تعریف و توصیف کی گئی ہے بلکہ سلسلۂ کلام میں کہیں اس کا ذکر آگیا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

## حافظ ابن حجر عسقلانی کی لسان المیزان سے یزید کا مکمل ترجمہ

ہم لسان المیزان سے یزید کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں، فرماتے ہیں :-

یزید بن معاویۃ بن ابی سفیان الاموی روی عن ابیہ، وعنہ ابنہ خالد وعبد الملک بن مروان، مقدوح فی عدالتہ ولیس باھل ان یروی عنہ، وقال احمد بن حنبل: لاینبغی ان یروی عنہ انتھی وقد وجدت لہ روایۃ فی مراسیل ابی داؤد، ونبہت علیہا فی "النکت علی الاطراف" واخبارہ مستوفاۃ فی تاریخ ابن عساکر وملخصہا انہ ولد فی خلافۃ عثمان وقد ابطل من زعم انہ ولد فی عہد النبوی وکنیتہ ابو خالد ولما مات ابوہ بویع لہ بالخلافۃ سنۃ

یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور اس سے اس کے بیٹے خالد اور عبد الملک بن مروان نے اس کی عدالت مجروح ہے اور یہ اس کا اہل نہیں کہ اس کی کوئی روایت لی جائے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس سے روایت نہ کرنا چاہیے (یہاں ذہبی کی عبارت جو "میزان الاعتدال" میں ہے تمام ہوئی) مجھے اس کی ایک روایت "مراسیل ابی داؤد" میں ملی، جس پر میں نے "النکت علی الاطراف" میں تنبیہ کردی ہے۔ یزید کے حالات تاریخ ابن عساکر میں بتمام وکمال مذکور ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوا، اور اس نے غلطی کی جس نے یہ کہا کہ اس کی ولادت عہد نبوی میں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

سنين، وامتنع من بيعته
الحسين بن علي وعبد الله
بن عمرو وعبد الله بن الزبير
رضي الله تعالى عنهم وعاذ
بحرم مكة فسمي عائذ
البيت واما ابن عمر رضي الله
عنهما فقال اذا اجتمع
الناس بايعت ثم بايع
واما الحسين رضي الله عنه
فسار الى مكة فوافق بيعته
اهل الكوفة فسار اليهم
بعد ان ارسل ابن عمه
مسلم بن عقيل لاخذ
البيعة فظفر به عبيد الله
بن زياد اميرها فقتله
وجهز الجيش الى
الحسين فقتل في يوم
عاشوراء سنة احدى
وستين ثم ان اهل المدينة
خلعوا يزيد في سنة ثلاث
وستين فجهز اليهم

ہوئی تھی اس کی کنیت ابوخالد ہے
سنہ ۶۰ ہجری میں اپنے والد کے انتقال
پر اس سے بیعت خلافت ہوئی حضرت
حسین بن علی، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس
سے بیعت نہ کی۔ اور حضرت ابن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو حرم مکہ میں پناہ
گزین ہو گئے اور اسی بنا پر ان کو
"عائذ البیت" کہا جانے لگا۔ اور حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ
"جب سب لوگ اس کی بیعت پر
مجتمع ہو جائیں گے تو میں بھی بیعت کر
لوں گا" بعد کو آپ نے بھی بیعت کر لی
رہے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تو آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور پھر
اہل کوفہ کے بیعت کرنے پر آپ ان
کی طرف روانہ ہو گئے اس سے پہلے
آپ اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل
کو بیعت لینے کی غرض سے بجانب
کوفہ روانہ کر چکے تھے۔ وہاں امیر کوفہ
عبیداللہ بن زیاد کا ان پر قابو چل گیا

Marfat.com

مسلم بن عقبة المري في
جيش حافل فقاتلهم
فهزمهم وقتل منهم
خلق كثير من الصحابة
وابناؤهم ومن اكابر
التابعين وفضلاؤهم
واستباحها ثلاثة ايام
نهبًا وقتلًا ثم بايع من
بقي على انهم عبيد ليزيد
ومن امتنع قتل ثم توجه
إلى مكة لحرب ابن الزبير
فمات في الطريق وعهد
الى الحصين بن نمير فسار
بالجيش الى مكة فحاصر
ابن الزبير ونصبوا المنجنيق
على الكعبة فوهت اركانها
ثم احترقت وفي اثناء
ذالك ورد الخبر بموت يزيد
ثم مات ابنه معاوية بن
يزيد بعد قليل وصفا الجو لابن
الزبير فدعا الى نفسه

اور اس نے ان کو قتل کر ڈالا اس
نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی طرف فوج بھیجی چنانچہ آپ کو
بروز عاشورا ۶۱ھ کو قتل کر دیا
گیا اس کے بعد اہل مدینہ نے ۶۳ھ
میں یزید کی بیعت توڑ دی تو یزید
نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے مسلم
بن عقبہ مری کی سرکردگی میں ایک
بھاری لشکر روانہ کیا جس نے اہل
مدینہ سے جنگ کر کے ان کو ہزیمت
دی، اس جنگ میں صحابہ، اولاد صحابہ
اور اکابر تابعین میں سربرآوردہ حضرات اور فضلاء
کی ایک کثیر خلقت قتل کر دی گئی مسلم
بن عقبہ نے تین دن تک مدینہ شریف
کو لوٹ مار اور قتل و غارت کے لیے
حلال کر دیا پھر جو زندہ بچ گئے ان
سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید
کے غلام ہیں اور جس نے بھی بیعت
سے انکار کیا ہے اس کا سر قلم کر دیا
گیا اس کے بعد مسلم نے مکہ معظمہ کا
رخ کیا تاکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ

Marfat.com

نبايعه اهل الافاق واكثر
اهل الشام ثم خرج
عليه مروان بن الحكم
فكان ما كان ، قال ابو يعلى
في مسنده" حدثنا الحكم
بن موسى قال حدثنا الوليد
عن الاوزاعي عن مكحول
عن ابي عبيدة بن الجراح
رضي الله تعالى عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه
وسلم "لا يزال امر امتي
قائما بالسوي حتى يكون
اول من يثلمه رجل
من بني امية يقال
له يزيد" وقال ابو زرعة
الدمشقي حدثنا ابو نعيم
حدثنا شيبان عن ابن
المنكدر قال لما جاءت
بيعة يزيد قال ابن عمر
رضي الله عنهما ان كان
خيرا رضينا وان

تعالیٰ عنہ سے جنگ کی جائے مگر اسے راہ میں
ہی موت لے آیا، مسلم نے حصین بن
نمیر کو سالار لشکر کیا تھا، چنانچہ یہ لشکر
لے کر مکہ معظمہ پہنچا اور حضرت ابن
زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کر لیا
اس لشکر نے کعبہ کے بالمقابل منجنیق
نصب کرکے اس پہ گولہ باری شروع
کر دی جس سے کعبہ کی بنیادیں کمزور
ہو گئیں اور پھر اس میں آگ لگ گئی
اسی اثنا میں یزید کے مرنے کی خبر
آئی اور پھر تھوڑی ہی مدت میں اس
کا بیٹا معاویہ بن یزید بھی مر گیا۔ اب
حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کے حق میں فضا صاف ہو چکی تھی
چنانچہ آپ نے اپنے بیعت کی دعوت
اہل تمام آفاق اور اہل شام کی اکثریت
نے آپ سے خلافت پر بیعت
لی پھر مروان نے آپ کے خلاف
خروج کیا اور جو ہونا تھا ہو کر رہا
امام ابو یعلی اپنی مسند میں روایت
کرتے ہیں کہ ہم سے حکم بن موسیٰ

Marfat.com

كان بلاءً صبرنا۔

حدیث بیان کی اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ولید نے اوزاعی سے حدیث نقل کی، اوزاعی، مکحول سے راوی ہیں اور مکحول حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا تاآنکہ بنی امیہ میں سے ایک شخص جس کا نام یزید ہے سب سے پہلے اس میں رخنہ ڈالے گا۔ ابوزرعہ دمشقی کہتے ہیں کہ ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہ ہم سے شیبان نے ابن المنکدر سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس یزید کی بیعت کی اطلاع آئی تو آپ نے فرمایا اگر یزید بھلا ہوا تو ہم اسے پسند کریں گے اور بلا ہوا تو صبر کریں گے

وقال ابن شوذب سمعت ابراهيم بن ابی عبد،

ابن شوذب کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن ابی عبد سے سنا وہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

| | |
|---|---|
| يقول سمعت عمر بن | کہتے تھے میں نے حضرت عمر بن |
| عبد العزيز يترحم على | عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو |
| يزيد بن معاوية وقال | یزید کے لیے رحم کی دعا کرتے ہوئے |
| يحيى ابن عبد الملك بن | سنا[1] اور یحییٰ بن عبدالملک بن |
| ابى عتبة حدثنا نوفل | ابی عتبہ کا بیان ہے کہ ہم سے نوفل |
| بن ابى عقرب كنت | بن ابی عقرب نے بیان کیا کہ میں |
| عند عمر بن عبد العزيز | حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت |
| فذكر رجل يزيد بن | میں حاضر تھا کہ کسی شخص کی زبان سے |
| معاويه فقال امير | یزید بن معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے |
| المومنين يزيد، فقال له عمر | امیر المومنین یزید" کے الفاظ کے |
| تقول امير المومنين؟ | نکل گئے اس پر حضرت عمر رحمہ اللہ |
| وامر به فضربه | تعالیٰ نے فرمایا تو اس کو "امیر المومنین" |
| عشرين سوطاً۔ | کہتا ہے اور پھر آپ نے حکم دیا کہ اس |
| | کو بیس کوڑے لگائے جائیں، |
| | چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی[2] |
| قال ابو بكر بن عياش: بايع | ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ یزید |

---

[1] واضح رہے کہ گنہگار کے حق میں دعا کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں۔ آخر نماز جنازہ تو بڑے سے بڑے گنہگار کی بھی پڑھی ہی جاتی ہے۔

[2] اس نے یزید کو احتراماً ایسا کہا ہوگا اس لیے اس کو یہ سزا دی گئی کیونکہ فاسق کی تعظیم اور اس کا احترام ممنوع ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

الناس له فی رجب سنة ستین ومات فی ربیع الاول سنة ثلاث وستین کذا قال، والصواب فی نصف ربیع الاول سنة اربع وکان سنه یوم مات ثمانیا وثلاثین سنة۔ (لسان المیزان ص ۲۹۳، ۲۹۴ ج ۶ ترجمہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان الاموی طبع حیدر آباد دکن (انڈیا) ۱۳۳۱ھ ہجری۔

سے لوگوں نے رجب ۶۰ھ ہجری میں بیعت کی اور ربیع الاول ۶۳ھ میں وہ مر گیا، ان کا یہی بیان ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یزید ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ ہجری کو مرا ہے جس دن اسے موت آئی اس دن اس کی عمر اڑتیس سال کی تھی۔

## امام احمد کی تصریح کہ یزید ملعون ہے

ظاہر ہے کہ اگر یزید کا ذکر امام احمد کی کتاب الزہد" میں ہوتا تو حافظ ابن حجر عسقلانی جنہوں نے کتاب الزہد" کے تمام رجال پر کام کیا ہے یزید کے ترجمے میں اس کا ضرور ذکر کرتے یزید سے روایت کے بارے میں تو امام احمد رحمہ اللہ نے جو رائے ظاہر کی وہ آپ کی نظر کے سامنے ہے اب وہ مستحق لعنت تھا یا نہیں اس کے بارے میں بھی امام ممدوح کی یہ تصریح پڑھ لیجئے حافظ ابن تیمیہ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں:

قال صالح بن احمد بن حنبل قلت لابی ان قوما یقولون: انهم یحبون یزید قال: یا بنی: وهل یحب یزید احد یومن بالله والیوم

صالح بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ یزید سے محبت رکھتے ہیں یہ سن کر آپ نے فرمایا بیٹے کوئی شخص

Marfat.com
Marfat.com

الآخر؟ فقلت: یا أبت فلماذا لا تلعنہ؟ قال یا بنی! ومتی رأیت اباك یلعن احدًا؟

(مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج-۳-ص-۴۱۲)

بھی جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو یزید سے محبت کر سکتا ہے؟ میں نے پھر عرض کیا ابا جان! پھر آپ اس پر لعنت کیوں نہیں فرماتے، آپ نے جواب دیا بیٹا تم نے اپنے باپ کو کسی پر لعنت کرتے ہوئے کب دیکھا ہے

اس روایت میں امام ممدوح نے یہ نہیں فرمایا کہ اس پر لعنت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ اپنے عمل کو بتلا دیا کہ میں کسی پر لعنت نہیں کیا کرتا۔ مگر دوسری روایت میں جس کو قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں نقل فرمایا ہے۔ اس کے مستحق لعنت ہونے کی صاف تصریح فرما دی ہے یہ روایت حسب ذیل ہے۔

قال ابن الجوزی انہ روی القاضی ابو یعلی فی کتابہ "المعتمد فی الاصول" بسندہ عن صالح بن احمد بن حنبل انہ قال: قلت لابی یا ابت یزعم بعض الناس انا نحب یزید بن معاویہ فقال احمد: یا بنی ھل یسوغ لمن یؤمن باللہ

ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلی نے اپنی کتاب "المعتمد فی الاصول" میں بسند صالح بن احمد بن حنبل رح سے روایت کی ہے میں نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ ابا جان بعض لوگ اس امر کے مدعی ہیں کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا بیٹا بھلا جو شخص اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہو

Marfat.com
Marfat.com

ان يحب يزيد ولم لا يلعن رجل لعنه الله في كتابه؟ قلت يا ابت! اين لعن الله يزيد في كتابه؟ فقال: حيث قال فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ۔

(تفسیر مظہری ج ۸ - ص ۴۴۷ طبع دہلی ۱۳۹۶ھ)

کیا اس کے لیے یہ روا ہو سکتا ہے کہ وہ یزید سے محبت رکھے اور ایسے شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے جس پر حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے میں نے عرض کیا ابا جان! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یزید پر کہاں لعنت فرمائی ہے فرمایا جہاں یہ ارشاد ہو رہا ہے کہ "پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں، اور قطع کرو اپنی قرابتیں، ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں"۔

واضح رہے کہ علماء حنابلہ میں بہت سے اکابر ائمہ کا عمل بھی اسی قول پر ہے، چنانچہ حافظ ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" (ص ۲۲۳ - ج ۸) میں جہاں واقعہ حرہ کے سلسلہ میں ان حدیثوں کا ذکر کیا ہے جن میں یہ مضمون آتا ہے کہ "ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے جو اہل مدینہ کو ظلماً خوف میں مبتلا کریں" وہاں ان کو بیان کر کے فرماتے ہیں۔

وقد استدل بهذا الحديث وامثاله من

اس حدیث سے اور اس جیسی دوسری حدیثوں سے ان حضرات نے استدلال

Marfat.com
Marfat.com

ذهب الى الترخيص فى لعنة يزيد بن معاويه وهو روايته عن احمد بن حنبل، اختارها الخلّال وابوبكر عبد العزيز والقاضى ابو يعلى وابنه القاضى ابوالحسين وانتصر لذالك ابوالفرج ابن الجوزى فى مصنف مفرد وجوز لعنته ۔

کیا ہے جن کی رائے یہ ہے کہ یزید بن معاویہ پر لعنت کرنے کی اجازت ہے اور امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت میں یہی وارد ہے اور اسی کو خلال، ابوبکر عبد العزیز، قاضی ابویعلی اور ان کے صاحبزادے قاضی ابوالحسین نے اختیار فرمایا ہے اور حافظ ابوالفرج بن الجوزی نے ایک مستقل تصنیف اس بارے میں لکھ کر اسی روایت کی تائید کی ہے اور یزید پر لعنت کرنے کو جائز بتایا ہے ۔

اب سوچیے امام احمد بن حنبل کی کتاب الزہد میں اگر اس خلیفہ فاسق یزید بن معاویہ کا ذکر زہاد و عباد میں ہوتا تو اس سے ائمہ حنابلہ امام ابوبکر خلال، ابوبکر عبد العزیز، قاضی ابویعلی، ان کے فرزند قاضی ابوالحسین، حافظ ابن الجوزی اور علامہ ابن تیمیہ جیسے اکابر ائمہ حنابلہ واقف ہوتے یا قاضی ابوبکر ابن العربی ناصبی؟ ۔

## قاضی ابوبکر بن العربی کی ہجو

قاضی ابن العربی کی اس حرکت پر ہمیں بے اختیار وہ اشعار یاد آ گئے جو ان کی شان میں خلف بن خرادیب نے کہے ہیں فرماتے ہیں:

Marfat.com
Marfat.com

یا اھل حمص ومن بھا اوصیکم بالبر والتقوی وصیۃ مشفق

اے حمص کے رہنے والو اور جو بھی وہاں ہیں میں تم کو ایک مشفق کی طرح نیکی اور تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں

وخذوا عن العربی اسمار الدجی وخذوا الروایۃ عن امام متقی

اس ابوبکر ابن العربی سے افسانہائے شب تو سن لو مگر حدیث کی روایت کسی متقی امام سے ہی کرو

ان الفتی حلو الکلام مھذب ان لم یجد خبرا "صحیحا" یخلق

یہ نوجوان بڑا شیریں کلام اور مہذب ہے اسے اگر صحیح حدیث نہ ملے تو اپنی طرف سے گڑھ لیتا ہے

خلف کو ان اشعار کے کہنے کی نوبت اس لیے پیش آئی کہ اشبیلیہ (واقع اندلس) میں فقہا کی ایک مجلس جمی ہوئی تھی۔ ابوبکر ابن المرجیٰ اور دوسرے حضرات بھی وہاں موجود تھے ابن العربی بھی شریک مجلس تھے، مجلس میں علمی مذاکرہ جاری تھا "حدیث مغفر" کا ذکر چھڑا تو ابن المرجیٰ نے کہا کہ یہ حدیث صرف بروایتٌ مالک عن الزہری" معروف ہے اس پر ہمارے قاضی جی ابن العربی فرمانے لگے

قد رویتہ من ثلاثۃ عشر طریقاً غیر طریق مالک

میں نے امام مالک کے علاوہ تیرہ سندوں سے اس حدیث کو روایت کیا۔

یہ دعویٰ سن کر حاضرین دنگ رہ گئے اور انھوں نے ان کی خدمت میں درخواست کی کہ براہ کرم ہم کو اس سلسلے میں استفادہ کا موقعہ عنایت فرمایا جائے چنانچہ ابن العربیؒ نے حاضرین سے روایت کو بیان کرنے کا وعدہ تو کر لیا مگر بعد کو کچھ نہ بتا سکے۔ ادیب مذکور نے اسی واقعہ سے متاثر ہو کر ان کی ہجو میں یہ اشعار نظم کر دیئے۔

حافظ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں اس سارے واقعہ کو نقل کرنے کے بعد

Marfat.com

فرماتے ہیں،

| | |
|---|---|
| قلت هذه حكاية ساذجة | میں کہتا ہوں یہ ایک سادہ واقعہ |
| لا تدل على جرح صحيح، ولعل | ہے جو صحیح جرح پر دلالت نہیں کرتا |
| القاضي وهم دسرى | اور شاید قاضی جی کو وہم ہوا اذان کا |
| فكره الى حديث فظنه هذا | خیال کسی اور حدیث کی طرف چلا گیا جسکو |
| والشعراء يخلقون الافك | وہ یہی حدیث گمان کر بیٹھے اور شعراء |
| (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۸۹) | تو غلط بیانی کرتے ہی رہتے ہیں |

ہمیں بھی حافظ ذہبی ؒ سے ان کے بارے میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں جس طرح اس واقعہ میں ان کا خیال اس حدیث میں دوسری حدیث کی طرف منتقل ہو گیا اور وہ اسی حدیث کو تیرہ سندوں سے روایت کرنے کے مدعی بن بیٹھے ایسے ہی ناصبیت کی نحوست نے حضرت یزید بن معاویہ نخعی کوفی ؒ کے نام کو دیکھ کر ان کے دماغ کو اپنے ممدوح یزید کی طرف جو ایک سفاک و ظالم بادشاہ تھا پھیر دیا اور یہ اسے اپنے خیال میں عابد و زاہد سمجھ بیٹھے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

# چھٹا شبہ

مستفتی کو یہ پیش آیا ہے کہ امام غزالی فرماتے ہیں "یزید نے نہ تو سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا اور نہ ہی اُس پر رضامند تھا اور یزید کو "رحمۃ اللہ علیہ" کہنا جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے"۔

## یزید کے جرائم کی فہرست طویل ہے

**اس کا جواب** یہ ہے کہ یزید پر صرف قتل حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی کا الزام نہیں بلکہ اس کے جرائم کی فہرست طویل ہے۔ وہ مے نوش بھی تھا اور تارک صلوٰۃ بھی، اُس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو قتل نہیں کیا بلکہ مدینہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں صحابہ کرام اور تابعینِ عظام کا قتلِ عام کرایا، حرم نبوی کی بےحرمتی کی، بیت اللہ کی حرمت کو پامال کیا ہے منجنیق سے عین حرم کعبہ میں گولہ باری کی جس سے کعبہ شریف کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔

## امام غزالی کے فتوٰی کی تنقیح

امام غزالیؒ نے اپنے فتوٰی میں ان جرائم کے ارتکاب سے یزید کی برأت نہیں کی ہے، نہ اس کی اس سلسلہ میں کوئی صفائی پیش کی ہے۔

بالفرض مان لیا جائے کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا نہ وہ ان کے قتل پر راضی تھا مگر یہ تو ایک حقیقت ہے کہ حضرت حسینؓ کی شہادت اس کے ہاتھوں نہیں تو اس کے عمال بداعمال کے ہاتھوں یقیناً عمل میں آئی ہے۔ پھر جب اُس نے نہ انکے قتل کا حکم دیا تھا نہ وہ اس پر راضی تھا تو آخر اپنے عمّال سے اس سلسلہ میں اُس نے کیا باز پرس کی؟ اس کے بارے میں بھی امام غزالیؒ خاموش ہیں اور سب سے بڑھکر یہ امر غور طلب ہے کہ تاریخ ابن خلکان اٹھا کر ان کے اس فتوٰی کو اوّل سے آخر تک پڑھ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

لیجئے اس میں کہیں یہ مذکور نہیں کہ یزید متقی اور پرہیزگار آدمی تھا۔ اور نہ یہ ذکر ہے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں حق بجانب تھا اس فتویٰ میں تو صرف دو مسئلوں پر کلام ہے ایک تو یہ کہ اس پر لعنت کرنا مناسب نہیں کیونکہ امام غزالی رح کسی شخص معین پر اس کا نام لے کر لعنت کرنے کے روادار نہیں خواہ وہ کافر ہو یا فاسق کچھ یزید ہی کی اس مسئلہ میں تخصیص نہیں۔

دوسرے یہ کہ اس حقیقت کا معلوم کرنا کہ فی الواقع یزید قتل حسین رضہ سے راضی تھا سخت دشوار ہے امام غزالی رح کے اس شبہ کا جواب حافظ محمد بن ابراہیم وزیر یمانی رح "الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم" میں اجمالی طور پر حسب ذیل الفاظ میں دیا ہے فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| و لما حکی ابن خلکان کلام الحافظ عماد الدین ھذا اورد بعدہ کلاماً رواہ عن الغزالی و کلامہ ذالک شاھد ببرأۃ الغزالی من القول بتصویب یزید فی قتل الحسین و انما تکلم فی مسالتین غیر ذالک احدھما تحریم اللعن و لم یخص یزید فھو مذھبہ فی کل فاسق و کافر کما رواہ عنہ النووی فی الاذکار و قد ذکر النووی | اور جب ابن خلکان نے حافظ عماد الدین کیا ہراسی کے اس فتویٰ کو نقل کیا کہ جس میں یزید پر لعنت کی اجازت دی گئی ہے) تو اس کے بعد غزالی رح کا ایک فتویٰ بھی نقل کیا جو اس امر کا شاہد ہے کہ غزالی قتل حسین کے حق بجانب ہونے میں یزید کی حمایت سے بری ہیں۔ انہوں نے تو صرف دو مسئلوں پر بحث کی ہے جن کا اس بات سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے ایک یہ کہ کسی پر لعنت کرنا حرام ہے اس میں یزید کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ ہر فاسق اور کافر کے بارے میں ا |

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ان ظاهر الاخبار خلاف ذالك وقد افردت الكلام على ذالك فی كراس و ثانيهما القول بان العلم برضا يزيد لقتل الحسين متعذر وليس فی هذا نزاع و لو اقر يزيد بلفظ صريح يسمعنا ذالك منه لم نعلم ان باطنه كما اظهر و قد جهل رسول الله صلی الله عليه وسلم بواطن المنافقين و وكل علم ذالك الى الله تعالى و لكن الحكم للظاهر و قد روى البخاری رح فی صحيحه عن عمر بن الخطاب رض انه قال ان اناسا كانوا يؤخذون بالوحی علی عهد رسول الله صلی الله عليه وسلم و ان الوحی قد انقطع فمن اظهر لنا خيرا آمناه و قربناه وليس لنا من سريرته شیء و من اظهر لنا سوء لم نامنه

کی یہی رائے ہے چنانچہ امام نووی نے بھی اپنی کتاب الاذکار میں ان کا یہی مذہب نقل کیا ہے اور امام نووی کا بیان ہے کہ ظاہر احادیث اس مذہب کے خلاف ہیں اور میں نے ایک مستقل جزء اس مسئلہ پر تحریر کیا ہے۔

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس بات کا یقینی علم کہ واقعی یزید قتل حسین سے راضی تھا محال ہے اور ہمیں بھی اس میں نزاع نہیں بالفرض اگر یزید صاف اور صریح الفاظ میں بھی قتل حسین کا مقر ہوتا اور خود بھی اسکی زبانی اس کے اس اقرار کو سن لیتے تب بھی اس کا یقین نہیں ہو سکتا تھا کہ اس کا ظاہر و باطن ایک ہے کیونکہ اس امر کا امکان بہر حال تھا کہ اس نے جھوٹا اقرار کیا ہو، خود آنحضرت صلعم منافقین کے باطنی حالات سے بے خبر تھے اور آپ نے حقیقت حال کا علم حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا تھا لیکن شرع کا حکم یہ ہے کہ فیصلہ ظاہر حالات پر کیا جاتا ہے چنانچہ امام بخاری رح اپنی صحیح میں حضرت

Marfat.com
Marfat.com

ولم نصدقه وان قال ان سریرته حسنة (الروض الباسم ج ۲ ص ۳۲ طبع مصر)

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی کی بنا پر لوگوں کی گرفت ہو جاتی تھی اور اب وحی ختم ہو گئی لہٰذا جو شخص بھی ہمارے سامنے خیر کا اظہار کرے گا ہم اسے امن دینگے اور اپنے پاس رکھیں گے اور اس کے باطن کے ہم کچھ ذمہ دار نہیں اور جو ہمارے سامنے بدی کا اظہار کریگا اسکو نہ ہم امن دینگے اور نہ اس کی بات کی تصدیق کریں گے اگرچہ وہ یہ کہے جائے کہ میرا باطن بالکل ٹھیک ہے۔

امام غزالی بزرگ آدمی ہیں وہ تو ابلیس پر بھی لعنت کرنے کو نہیں کہتے۔ اور نہ کسی کافر معین پر لعنت کو روا رکھتے ہیں پھر یزید پر لعنت کرنے کو کیوں کہیں گے؟ ان کے نزدیک ہر حال میں مومن کا ذکر الٰہی میں مشغول ہونا اولیٰ ہے۔ ہمارے نزدیک بھی یزید پر لعنت کرنا کوئی کار ثواب نہیں ہے۔ کہ خواہ مخواہ آدمی اس کا نام لیکر اپنی زبان کو گندہ کرے ظاہر ہے کہ اس پر لعنت کی بجائے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو تو اس میں بالاتفاق ثواب زیادہ ہوگا۔ مگر یزید پر لعنت نہ کرنے سے اس کا متقی اور صالح ہونا کہاں سے ثابت ہو گیا؟

## میدان کربلا میں حضرت حسینؓ کا آخری خطبہ

خود امام غزالیؒ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری خطبہ جو میدان کربلا میں آپ نے دیا تھا۔ نقل کیا ہے اس سے صورت واقعہ کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ امام غزالیؒ لکھتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

لما نزل القوم بالحسين رضی الله تعالى عنه وايقن انهم قاتلوه قام فی اصحابه خطيبا فحمد الله واثنى عليه ثم قال نزل من الامر ما ترون وان الدنيا قد تغيرت وتنكرت وادبر معروفها وانشمرت حتى لم يبق منها الا كصبابة الاناء والا خسيس عيش كالمرعى الوبيل الا ترون ان الحق لا يعمل به والباطل لا يتناهى عنه ليرغب المؤمن فی لقاء الله تعالى وانی لا ارى الموت الا سعادة والحياة مع الظالمين الا برما

(احياء العلوم ج ۳ ص: ۳۹۸
طبع مصر)

جب یزیدی فوج حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل آکر اتر پڑی اور آپ کو یقین ہوگیا کہ یہ آپ کو ضرور قتل کر کے رہے گی تو آپ نے اپنے اصحاب کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر فرمایا۔ جو مصیبت نازل ہوئی ہے وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے دنیا بدل گئی اور اجنبی بن گئی اس کی خوبی نے پیٹھ پھیر لی اور جلدی سے کھسک گئی اب تو اس میں سے بس صرف اتنا سا باقی رہا ہے جتنا کہ برتن میں سے پی لینے کے بعد اس میں کچھ لگا رہ جاتا ہے اور بس اتنی سی نکمی زندگی جو اس چراگاہ کی طرح ہے کہ جس میں چرنے سے بدہضمی ہو جاتی ہے دیکھتے نہیں کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور باطل سے باز نہیں رہا جاتا اب مومن کو چاہیے کہ حق تعالیٰ سے ملاقات کی رغبت کرے اور میں تو مرنے میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ جینے کو جرم۔

---

نوٹ: احیاء العلوم میں غلط چھپ گیا ہے۔ ہم نے مجمع الزوائد سے اس کی تصحیح کی ہے

Marfat.com

Marfat.com

یہ ہے یزید کے دورِ حکومت کا نقشہ جس کی تصویر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں کھینچ کر رکھ دی ہے اب یہ گتھی غزالی یا ان کے پرستار خود حل کریں کہ جس قوم نے حضرت حسین رضؓ کا محاصرہ کیا تھا وہ یزیدی فوج نہیں بلکہ جنات و شیاطین تھے۔ اور ابن خلقان[1] قاف سے نہیں بلکہ کاف سے "ابن خلکان" ہے

## امام کیاہراسی کا فتویٰ کہ یزید ملعون ہے

اسی تاریخ ابن خلکان میں امام غزالیؒ کے فتوے کے ساتھ ان کے استاد بھائی شمس الاسلام امام ابوالحسن علی بن محمد طبری الملقب عمادالدین المعروف بالکیاہراسی رحمہ کے بارے میں خود مورخ ابن خلکان نے حافظ عبدالغافر فارسی سے نقل کیا ہے کہ وہ کان ثانی الغزالی (یہ غزالی ثانی تھے) الکیا کا یہ فتویٰ بھی منقول ہے کہ:

وسئل الکیا ایضاً عن یزید بن معاویۃ فقال انہ لم یکن من الصحابۃ لانہ ولد فی ایام عمر بن الخطاب[2] رضی اللہ عنہ واما قول السلف فی لعنتہ ففیہ لاحمد قولان تلویح وتصریح ولمالک قولان تلویح وتصریح ولابی حنیفۃ قولان تلویح وتصریح ولنا قول واحد التصریح دون التلویح

الکیا سے بھی یزید بن معاویہ کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا تھا انہوں نے فرمایا کہ یزید صحابی نہیں تھا کیونکہ وہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے ایام خلافت میں پیدا ہوا تھا رہا سلف کا قول اس پر لعنت کے بارے میں تو امام احمد کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک میں اس کے ملعون ہونے کی طرف اشارہ ہے دوسرے میں اس کی تصریح ہے اور امام مالک کے بھی دو قول ہیں ایک میں اس پر لعنت کا اشارہ دوسرے میں تصریح ہے

[1] ہمارے پاس جو استفتا آیا اس میں قاف سے ہی مرقوم ہے۔ [2] "تاریخ ابن خلکان" اب تک چار بار طبع ہو چکی ہے ایک دفعہ ایران میں اور تین دفعہ مصر میں، اس کے تمام مطبوعہ نسخوں میں "عمر بن الخطاب" ہی مذکور ہے۔ لیکن علامہ کمال الدین دمیری نے "حیوۃ الحیوان" میں زیر عنوان "فہد" اور مورخ ابوالعباس قرمانی نے "اخبار الدول" (ص ۱۲۰) میں اس فتویٰ کے جو الفاظ ذکر کیے ہیں ان میں "عمر بن الخطاب" کی بجائے "عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ" مذکور ہے اور یہی صحیح ہے۔

Marfat.com

وکیف لا یکون کذالک وھو الاعب بالنرد والمتقید بالفھود ومدمن الخمر وشعرہ فی الخمر معلوم، و منہ قولہ

اور امام ابوحنیفہ کے بھی اسکے بارے میں دو قول ہیں ایک میں اس پر لعنت کا اشارہ ہے دوسرے میں اس کی تصریح ہے اور ہمارا تو بس ایک ہی قول ہے جس میں اس پر لعنت کی تصریح ہے اشارہ کنایہ کی بات نہیں اور وہ کیوں ملعون نہ ہوگا حالانکہ وہ نرد کھیلتا تھا چیتوں سے شکار کرتا تھا شراب کا رسیا تھا شراب کے بارے میں اس کے اشعار سب کو معلوم ہیں۔

منجملہ ان کے یہ ابیات بھی ہیں۔

اقول لصحب ضمت الکاس شملھم وداعی صبابات الھوی یترنم

میں اپنے ان ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ جن کو جام شراب نے یکجا کر دیا ہے اور شوق محبت کا داعی ترنم ریز ہے

خذوا بنصیب من نعیم و لذۃ

نعمت و لذت میں سے اپنا حصہ لے لو

فکل وان طال المدی یتصرم ہ

کیونکہ ہر ایک کو خواہ اس کی مدت کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو آخر ختم ہونا ہے

۳۔ ولا تترکوا الیوم السرور الی غد

اور آج کے یوم مسرت کو کل پر نہ ٹالو

فرب غد یاتی بما لیس یعلم

کیونکہ بہت سے آنے والے کل ایسی کیفیت لیکر آجاتے ہیں جس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔

---

ہ وہی بات ہوئی کہ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔

وکتب فصلا طویلاً ثم قلب الورقة وکتب لو مددت بیباض لمددت العنان فی مخازی ھذا الرجل

(تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص: ۳۲۷ طبع بولاق مصر)

اس کے بعد الکیا نے ایک طویل فصل اسی موضوع پر لکھ ڈالی۔ اور پھر ورق الٹ کر اس پر یہ لکھ دیا کہ اگر مزید اوراق مجھے دیئے جاتے تو میں اس شخص کی رسوائیوں کے بیان میں عنان قلم کو مزید تیز کر دیتا۔

غزالی اور کیاہراسی دونوں شافعی مذہب کے فقیہ ہیں ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں غزالی مورخ و محدث نہیں کیاہراسی محدث بھی ہیں اور تاریخ سے واقف بھی پھر ان کا فتوی کیوں قابل قبول نہیں؟

## حافظ ابن الوزیر یمانی نے غزالی کے فتویٰ کا تفصیلی رد لکھا ہے

حافظ محمد بن ابراہیم ابن الوزیر یمانی نے جن کو قاضی شوکانی "البدر الطالع" میں حافظ ابن تیمیہ کا ہمسر و ہم پلہ بتاتے ہیں اپنی مشہور و معروف تصنیف "العواصم والقواصم فی الذب عن سنة ابی القاسم" میں جو "شیعہ زیدیہ" کے رد میں ان کی بے نظیر کتاب ہے امام غزالیؒ کے اس فتویٰ کی خوب پوست کندہ تردید کی ہے اور ان کے استدلال کا ایک ایک جزء کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا ہے۔

## یزید پر لعنت کے بارے میں شیخ عبدالحق کی رائے

اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی "تکمیل الایمان" میں فرماتے ہیں۔

در اصل عادت و شیمہ اہل سنت ترک سب و لعن است کہ "المومن لیس بلعان"،

در اصل اہل سنت کا وطیرہ اور عادت ہے کہ وہ لعنت اور سب و شتم سے بچیں

لعنت بر خصوص شخصے اگرچہ کافر بود
جائز ندارند چہ دانی کہ عاقبت کار او
بایمان وسعادت بود، مگر آنکہ بہ
یقین معلوم شد کہ موت وے بر کفر و
شقاوت است تا آنکہ بعض در یزید
شقی نیز توقف کنند وبعض براہ غلو و
افراط در شان وے بموالات وے روند
وگویند کہ وے بعد ازان کہ باتفاق مسلمانان
امیر شدہ اطاعت وے بر امام حسین واجب
شد نعوذ باللہ من ھذا القول
ومن ھذا الاعتقاد کہ وے باوجود امام
حسین امام امیر شود واتفاق مسلمانان
بروے کے شد جمعے از صحابہ کہ در زمان او
بودند واولاد اصحاب ہم منکر وخارج
از اطاعت او بودند نعم جماعۃ از مدینہ
مطہرہ بشام نزد وے رفتہ دجبرآ رفتند
وازوجائزہ ہائے سنی ومائدہ ہائے سنی نزد
الشیان جبارہ، بعد ازان کہ حال قباحت
مآل او را دیدند بمدینہ باز آمدند
خلع بیعت او کردند وگفتند کہ وے
عدو اللہ وشارب خمر وتارک صلوٰۃ وزانی

ہیں کیونکہ مومن کا کام لعنت کرنا نہیں
وہ کسی بھی مخصوص شخص پر اگرچہ وہ کافر ہی
کیوں نہ ہو لعنت کو روا نہیں رکھتے کیا
پتہ کہ اس کا انجام ایمان وسعادت پر ہو
الا یہ کہ یقینی طور پر یہ معلوم ہو کہ اس کی موت
کفر وشقاوت ہی پر ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ بعض
حضرات یزید شقی کے بارے میں بھی توقف
کرتے ہیں اور بعض اس کی شان میں غلو اور
افراط کرتے ہیں اور اس کی دوستی کا دم بھرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ چونکہ مسلمانوں کے
اتفاق سے امیر ہوا تھا۔ لہٰذا اس کی اطاعت
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر واجب تھی
ہم ایسی بات اور ایسے اعتقاد سے اللہ
تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ امام حسینؓ کے
ہوتے ہوئے وہ امام اور امیر ہو اس کے
امیر ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق کب ہوا؟
صحابہ کی ایک جماعت جو اس کے زمانے
میں تھی اور صحابہ زادے بھی اسکی اطاعت
سے خارج اور اسکی خلافت سے منکر
تھے۔ ہاں مدینہ مطہرہ کی ایک جماعت
جبراً کرہاً اس کے پاس شام گئی تھی اور

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

و فاسق و مستحل محارم است و بعضے دیگر
گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکرد و
بداں راضی نبود و بعد از قتل وے اہل
بیت وے مسرور و مستبشر نشدہ و ایں سخن
نیز مردود و باطل است چہ عداوت آں
بے سعادت با اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم و استبشار وے بقتل ایشاں و اذلال
و اہانت او مر ایشاں را بدرجہ تواتر معنوی
رسیدہ است و انکار آں تکلف و مکابرہ
است و بعضے دیگر گویند کہ قتل امام حسین
گناہ کبیرہ است چہ قتل نفس مومن بناحق
کبیرہ است و کفر و لعنت مخصوص بکافراں
است ولیت شعری کہ ارباب ایں اقاویل
با احادیث نبوی کہ ناطق اند بآنکہ بغض و
عداوت و ایذا و اہانت فاطمہ و اولاد
او موجب بغض و ایذا و اہانت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
است چہ مے گویند و آں سبب
کفر و موجب لعن و خلود نار
جہنم است بلاشک بموجب
آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ

یزید نے ان کو بڑے بڑے انعام اور لذیذ
دعوتوں سے نوازا بھی لیکن یہ حضرات جب
اس کا حال تباحت آل دیکھ کر مدینہ منورہ
واپس ہوئے تو اس کی بیعت توڑ دی اور
صاف بتا دیا کہ وہ دشمن خدا تو مے نوش
تارکِ صلوٰۃ، زانی، فاسق اور محرمات الٰہی
کا حلال کرنے والا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں
کہ اس نے آنحضرت کے قتل کا حکم ہی نہیں دیا
اور نہ وہ آپ کے قتل پر راضی تھا اور نہ آپ کی
اور اہل بیت کی شہادت پر خوش ہوا اور نہ اس پر
کچھ اس نے خوشی کا اظہار کیا اور یہ بات بھی
مردود و باطل ہے کیونکہ اہلِ بیت نبوی ؐ
سے اس بدبخت کی عداوت اور ان حضرات
کے قتل پر اس کا خوشیاں منانا اور خاص
طور سے ان حضرات کی تذلیل و اہانت کرنا
تواتر معنوی کے درجہ تک پہنچ چکا ہے اور
ان امور کا انکار محض بناوٹ اور ضد بازی ہے
اور بعض یہ کہتے ہیں کہ امام حسین کا قتل گناہ کبیرہ
ہے کیونکہ کسی مومن کا ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ
ہی ہے اور کفر و لعنت تو کافروں کے ساتھ
مخصوص ہے اور کاش مجھے پتہ چلتا یہ سب

Marfat.com

اللّٰہ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہ فی الدنیا والآخرۃ وَ اَعَدَّ لھم عذاباً مھینا

باتیں بتانے والے ان احادیث نبوی کے بارے میں کہ جو اس امر پر ناطق ہیں کہ حضرت فاطمہؓ اور ان کی اولاد کی ایذا و اہانت اور ان سے بغض و عداوت خود رسول اللہؐ کی ایذا و اہانت اور آپ سے بغض کا موجب ہے کیا کہتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا تو بموجب آیت ان الذین الخ (بے شک جو لوگ ستاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں' اور اللہ نے ان کے لیئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے) بلاشک سبب کفر ہے جس کی بنا پر لعنت اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا واجب ہو جاتا ہے

ولبعض دیگر گویند کہ خاتمہ وے معلوم نیست شاید کہ او بعد از ارتکاب آں کفر و معصیت توبہ کردہ باشد و در نفس اخیر بر توبہ رفتہ باشد و میل امام محمد غزالی در "احیاء العلوم" بایں حکایت است ولبعض از علمائے سلف و اعلام امت مثل امام احمد بن حنبل و امثال او بروے لعنت کردہ اند و ابن جوزی کہ کمال شدت و عصبیت در حفظ سنت

اور بعض دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ یزید کے خاتمہ کا پتہ نہیں شاید اس نے کفر و معصیت کے ارتکاب کے بعد توبہ کر لی ہو اور آخری سانس میں توبہ ہی کی حالت میں گیا ہو۔ "احیاء العلوم" میں امام غزالی کا میلان بھی اسی حکایت کی طرف ہے اور بعض علمائے سلف و اعلام امت نے جن میں امام احمد بن حنبل اور ان جیسے حضرات شامل ہیں یزید پر لعنت کی ہے اور محدث ابن جوزی رح کہ

Marfat.com

وشریعت دارد درکتاب خود لعنت وے را از سلف نقل کردہ است و بعضے منع کردہ اند و بعضے توقف ماندہ اند

(تکمیل الایمان ص: ۰۰۰۱ طبع مجتبائی دہلی)

جو سنت و شریعت کی پاسداری میں پوری شدت و سرگرمی دکھاتے ہیں اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کرنے کو سلف سے نقل کرتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں اور بعض اس سلسلہ میں توقف سے کام لیتے ہیں۔

## لعن یزید میں اختلاف علما کی بابت شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحقیق

یزید پر لعنت کرنے نہ کرنے کے بارے میں علماء میں جو اختلاف ہے اس کی وجہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے فتاوی عزیزی میں یہ بیان فرمائی ہے۔

ودر لعن یزید توقف ازاں جہت است کہ روایات متعارضہ ومتخالفہ ازاں پلید در مقدمہ شہادت امام علیہ السلام وارد شدہ از بعض روایات رضا واستبشار و اہانت اہل بیت وخاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفہوم میگردد وکسانیکہ ایں روایات در نظر آنہا مرجح واقع شدہ حکم بلعن او نمودند چنانچہ احمد بن حنبل وکبارے از فقہائے شافعیہ ودیگر علمائے کثیر واز بعضے روایات کراہت ایں امر وعتاب بر ابن زیاد واعوان او

”یزید پر لعنت میں توقف کی وجہ یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں اس پلید کے متعلق متضاد و مخالف روایتیں آئی ہیں بعض روایات سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آپ کے اہل بیت کی اہانت پر شاداں و فرحاں تھا جن حضرات کی نظر میں یہ روایات راجح قرار پائیں انہوں نے اس پر لعنت کا حکم دیا چنانچہ امام احمد بن حنبل اور فقہائے شافعیہ میں سے کبار اسی اور دوسرے بہت سے علما کی یہی رائے ہے اور بعض روایات سے اس امر کی کراہت اور ابن زیاد اور اس کے اعوان و انصار پر عتاب

Marfat.com

وندامت بریں کار کہ از دست نواب
او بوقوع آمد معلوم می شود کسانیکہ
ایں روایات نزد ایشاں مرجح شد
از لعن او منع نمودند چنانچہ امام حجۃ
الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
و دیگر علمائے شافعیہ واکثر علمائے
حنفیہ، وجماعتے از علما کہ نزد آنہا
ہر دو روایت متعارض شدند و ترجیح
یکطرف بر دیگر حاصل نشد بنا بر
احتیاط توقف نمودند ہمیں است
واجب بر علماء عند التعارض وھو
قول ابی حنیفہ آرے در لعن شمر و ابن
زیاد کہ رضا و استبشار آنہا بایں فعل
شنیع قطعی است من غیر التعارض
ہیچکس را دراں توقف نیست
(ج ۱ ص: ... طبع مجتبائی دہلی)

اور اس کام پر ندامت کہ جو اس کے نائبوں
کے ہاتھوں وقوع میں آیا معلوم ہوتا ہے
سو جن لوگوں کے نزدیک یہ روایتیں قابل
ترجیح ہوئیں۔ انہوں نے اس پر لعنت
کرنے سے منع کیا چنانچہ امام حجۃ
الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے
علمائے شافعیہ اور اکثر علمائے حنفیہ
ہیں (کہ انکی رائے یہی ہے) اور علما کی ایک
جماعت کہ جن کے نزدیک دونوں روایتوں
میں تعارض تھا۔ اور ایک طرف کی روایت
کو دوسری پر ترجیح حاصل نہ تھی انہوں نے
احتیاط کی بنا پر توقف کیا اور تعارض کے
وقت علماء پر یہی واجب بھی ہے اور یہی
امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ لے
ہاں شمر اور ابن زیاد پر لعنت
کرنے میں کہ ان کا اس فعل شنیع کے ارتکاب
پر راضی اور خوش ہونا روایات میں کسی قسم
کے تعارض کے بغیر قطعی طور پر معلوم ہے
کسی شخص کو توقف نہیں ہے

---

لے غلط فہمی نہ ہو امام ابوحنیفہ رح سے یزید پر لعنت کے بارے میں توقف کی تصریح ثابت نہیں بلکہ ان سے جو کچھ منقول ہے وہ تعارض روایات کے وقت توقف کا قول ہے یزید کے بارے میں خود ان کی تصریح آگے آرہی ہے کہ اس پر لعن جائز ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

## یزید پہ جب لوگوں نے پھٹکار کی تو قتل حسین پر اظہار ندامت کیا

اگرچہ ہمارے نزدیک یزید کے بارے میں ان روایات میں جو کتب تاریخ میں مذکور ہیں سرے سے کوئی تعارض ہے ہی نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ پہلے یزید قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت خوش تھا لیکن جب مسلمانوں نے ہر طرف سے اس پر لعنت اور پھٹکار شروع کی اور اہل اسلام کی نظر میں وہ حقیر ہونے لگا تو پھر اس نے اظہار ندامت شروع کردیا چنانچہ حافظ سیوطی رح "تاریخ الخلفاء" میں لکھتے ہیں۔

ولما قتل الحسین وبنو ابیہ بعث ابن زیاد برؤسھم الی یزید فسر بقتلھم اولاً ثم ندم لما مقتہ المسلمون علی ذالک وابغضہ الناس وحق لھم ان یبغضوہ (تاریخ الخلفاء ص۱۸۸)

جب حضرت حسین رض اور ان کے بھائی شہید کر دیئے گئے تو ابن زیاد نے ان شہداء کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا۔ وہ اول تو اس پر بہت ہی خوش ہوا پھر جب مسلمانوں نے اس وجہ سے اس پر پھٹکار شروع کی اور اس سے نفرت کرنے لگے تو اس نے اظہار ندامت کیا اور مسلمانوں کو تو اس سے نفرت کرنا ہی چاہیے تھی۔

خود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں بھی یزید ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ہے چنانچہ "تحفہ اثنا عشریہ" میں فرماتے ہیں۔

وبعضے قتل انبیاء وپیغمبر زادھا میمانیدمثل یزید واخوان او (ص ۳۰۰ طبع لکھنؤ ۱۳۳۵ھ)

اور بعض انبیا اور پیغمبر زادوں تک کو قتل کر دیتے ہیں جیسے کہ یزید اور اس کے معنوی بھائی ہوئے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

## یزید پر لعنت کے بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ

اور یزید پر لعنت کے بارے میں بھی خود حضرت شاہ صاحب ممدوح کی جو رائے ہے وہ ان کے مشہور شاگرد مولانا سلامت اللہ صاحب کشفی نے "تحریر الشہادتین" میں نقل کر دی ہے فرماتے ہیں:

در یں شکے نیست کہ یزید پلید آمر و راضی و مستبشر از قتل حسین بود و ہمیں است مذہب مختار جمہور اہل سنت و جماعت چنانچہ در کتب معتمدہ مثل "مفتاح النجا" مرزا محمد بدخشی و "مناقب السادات" ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی و شرح عقائد نسفی" ملا سعد الدین تفتازانی و تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی و غیر آں از اسفار معتبرہ با شواہد و دلائل مذکور و مسطور است و لہٰذا لعن آں ملعون بہ حجج قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت کردہ اند۔ و مختار راقم الحروف و اساتذہ صوری و معنوی ما ہمیں است کہ یزید آمر و راضی و مستبشر بقتل حسینؓ بود و مستحق لعنت ابدی و دائمی نکال عند اللہ است و اگر تامل بکار رود قصر

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یزید پلید ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا اور یہی جمہور اہل سنت وجماعت کا پسندیدہ مذہب ہے۔ چنانچہ معتمد علیہ کتابوں میں جیسے کہ مرزا محمد بدخشی کی "مفتاح النجا" اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی "مناقب السادات" اور ملا سعد الدین تفتازانی کی شرح عقائد نسفیہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تکمیل الایمان اور ان کے علاوہ دوسری معتبر کتابوں میں مع دلائل و شواہد مذکور و مرقوم ہے اور اسی لیے اس ملعون پر لعنت کے روا ہونے کو قطعی دلائل اور روشن براہین سے ثابت کر چکے ہیں۔ اور راقم الحروف اور ہمارے اساتذہ صوری و معنوی نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے وہ بھی یہی ہے۔ کہ یزید ہی

Marfat.com

Marfat.com

بہ مجرد لعنت در حق آن ملعون تصور نیست
کہ مقصود ہر آن نباید بود چنانچہ
استاد البریہ صاحب "تحفہ
اثنا عشریہ" علیہ الرحمۃ در رسالہ "حسن
العقیدہ" در حاشیہ کہ بر کلمہ "علیہ
ما یستحقہ" تعلیق فرمودہ اند افادہ
مینمایند کہ "علیہ ما یستحقہ" کنایہ
است از لعنت "والکنایۃ ابلغ من
التصریح" از قواعد مشہورہ عربیت است
مع ہذا در ابہام ما یستحقہ تفخیم و
تشنیع است کہ در تصریح بلفظ لعنت
فوت میگردد، چنانچہ در تفسیر
فغشیہم من الیم ما غشیہم
مذکور مے شود و حق اینست کہ اکتفا
بر محض لعنت در حق یزید تقصیر است زیرا کہ
این قدر را جزاء مطلق قتل مومن تقرر
کردہ اند قال اللہ تعالیٰ ومن
یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ
جہنم خالدا فیہا وغضب
اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ
عذابا عظیما۔
ویزید را درین عمل زیادتیست کہ غیر او

قتل حسین رض کا حکم دینے والا اور اس پر راضی
اور خوش تھا۔ اور وہ لعنت ابدی اور وبال
نکال سرمدی کا مستحق ہے اور اگر غور کیا جائے
تو اس ملعون کے حق میں صرف لعنت ہی پر اکتفا
کرنا بھی ایسی کوتاہی ہے کہ اس پر بس نہیں
کرنا چاہیے۔ چنانچہ استاد البریہ صاحب
تحفہ اثنا عشریہ (شاہ عبدالعزیز صاحب)
علیہ الرحمۃ نے رسالہ حسن العقیدہ کے حاشیہ
میں جملہ "علیہ ما یستحقہ" پر جو تعلیق (نوٹ)
سپرد قلم فرمایا ہے اس میں افادہ فرماتے ہیں کہ
ما یستحقہ، لعنت سے کنایہ ہے اور یہ بات کہ
کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے عربیت کا
مشہور قاعدہ ہے اسی کے ساتھ ما یستحقہ
یعنی (جس کا وہ مستحق ہے) کے ابہام میں اس
پر تشنیع اور اس کی حد درجہ خرابی پنہاں ہے
وہ صراحتاً لعنت کے لفظ کے استعمال سے
فوت ہو جاتی ہے چنانچہ آیت فغشیہم
من الیم ما غشیہم کی تفسیر میں اس
کا بیان آتا ہے اور حق یہ ہے کہ یزید کے حق
میں محض لعنت پر اکتفا کرنا کوتاہی ہے اسلئے
کہ اس قدر تو مطلق مومن کے قتل کی سزا مقرر کر چکے
ہیں ارشاد الٰہی ہے اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

را دست ندادہ و آں زیادت را بجز بر استحقاق او حوالہ نتواں کرد کہ علم بشر از معرفت خصوصیت آں عاجز است واللہ اعلم وعلمہ احکم انتہی کلام الشریف ۔" (تحریر الشہادتین ص : ۹۶ - ۹۷ مطبوعہ محلہ خیلے گنج آغا جان لکھنؤ ۱۲۵۶ھ - )

جان کر تو اسکی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا اس میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب" اور یزید نے تو اس عمل کے ارتکاب میں وہ زیادتی کی ہے کہ جو دوسرے کو میسر ہی نہ ہو سکی، اسی لیئے اس زیادتی کو بجز اسکے استحقاق کے اور کسی امر پر محمول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ انسان کا علم اس کے خصوصی استحقاق کی معرفت سے عاجز ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم، یہاں حضرت شاہ صاحب کا ارشاد ختم ہوا۔

معلوم ہوا کربلا میں جو مظالم کیئے گئے ان کی بنا پر شاہ عبدالعزیز صاحب کے نزدیک "یزید، حق تعالیٰ کے اس قدر قہر وغضب کا سزاوار ہے کہ اس کو دیکھتے ہوئے اس پر لعنت کرنا تو کچھ بھی نہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ اس کے معاملہ کو حق تعالیٰ کے سپرد کر کے اس کے بارے میں یوں کہنا چاہیئے "علیہ ما یستحقہ" کیونکہ خدا کو ہی معلوم کہ وہ اس کے کس قدر غضب کا مستحق ہے۔

## بعض لعنت کرنے سے اس لئے رکتے ہیں کہ کہیں اس کے گناہ کم نہ ہوں

اور بعض حضرات یزید پر اس لیئے لعنت کرنا مناسب نہیں خیال کرتے کہ اس طرح تو اس کے گناہ اور کم ہو گئے چنانچہ مولانا غلام ربانی "ازالۃ الخطار فی رد کشف الغطا" میں لکھتے ہیں۔

وظاہر است کہ گفتن لعن وطعن موجب سقوط وزر از ملعون میگردد لہذا زبان بلعن آلودہ نمی کنند در حق یزید پلید

اور ظاہر ہے کہ لعن طعن کرنے سے اس کے وبال میں کمی آتی ہے جس کے بارے میں لعن طعن کیا جاتا ہے .. لہذا زبان کو لعنت سے آلودہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

را تخفیف وزر شادمان نمی سازند بلکہ می خواہند ہمچنان حامل وزر گران بود مقصوف المتن باشد
(ص: ۳۵، ۳۶ طبع مطبع محب کشور ہند میرٹھ ۱۲۸۱ھ)

نہیں کرتے اور تخفیف عذاب کے سبب یزید پلید کی روح کو شاد نہیں کرتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اسی طرح گناہ کا بھاری بوجھ لادے لادے کمر شکستہ رہے۔

## بعض کے پیش نظر یہ مصلحت ہے کہ کہیں سلسلہ آگے تک نہ بڑھ جائے

اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں تصریح کی ہے کہ جو حضرات یزید پر لعنت کرنے سے منع کرتے ہیں ان کے پیش نظر یہ مصلحت بھی ہے کہ کہیں عوام یزید پر لعنت کرتے کرتے بزرگوں تک نہ پہنچ جائیں جیسا کہ رافضیوں کا شعار ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

فان قیل فمن علماء المذهب من لم یجوز اللعن علی یزید مع علمهم بانه یستحق ما یربو علی ذالك ویزید قلنا تحامیاً عن ان یرتقی الی الاعلی فالاعلی کما هو شعار الروافض
(ص: ۳۰۷ ج ۲ طبع قسطنطنیہ)

پھر اگر کہا جائے کہ بعض علماء مذہب شافعی میں ایسے بھی ہیں کہ جو یزید پر لعنت کرنے کی اجازت نہیں دیتے حالانکہ ان کو علم ہے کہ وہ لعنت سے بھی بڑھ کر اور زیادہ وبال کا مستحق ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ منع کرنا اس احتیاط کی بنا پر ہے کہ کہیں یہ سلسلہ ترقی کر کے اعلیٰ سے اعلیٰ تک نہ پہنچ جائے جیسا کہ روافض کا شعار ہے۔

مگر جیسا کہ ہم نے سابق میں تحریر کیا ہے یزید کی فرد جرم میں صرف قتل حسین کا اندراج نہیں بلکہ اس کے گناہوں کی فہرست بڑی طویل ہے آخر اس کے کس کس جرم کا انکار کیا جائے گا پہلے شبہ کے جواب میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اُسے ایک بار پھر پڑھ لیجئے معلوم

Marfat.com
Marfat.com

ہو جائے گا کہ اس امت کے ہلاکوؤں میں ان کا نام سرفہرست ہے۔

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

یہ تو بات ہوئی اس کے جرائم اور قبائح کی رہا اس پر لعن کا مسئلہ تو اس تفصیلی بحث سے آپ نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہو گا کہ جن علما نے بھی یزید پر لعن سے روکا ہے وہ اس لیے کہ نہیں کہ یزید کوئی بھلا آدمی تھا بلکہ دوسرے مصالح کے پیش نظر اس کو مناسب نہیں سمجھا۔

## یزید پر لعن کے بارے میں امام احمد کی تصریح

اگر اہل سنت میں امام احمد حنبل کا جو مقام ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں اسلامی دنیا میں جن چار اماموں کی فقہ کو قبولیت عام اور شہرت دوام نصیب ہوئی اور جن کے مذہب پر آج تک عملدرآمد چلا آتا ہے' ان میں ایک یہ بھی ہیں یزید کے بارے میں ان کی تصریحات آپ پانچویں شبہ کے جواب میں پڑھ چکے ہیں کہ۔

(۱) لا ینبغی ان یروی عنہ — اس سے کوئی روایت نہیں کرنا چاہیے۔

(۲) وھل یحب یزید احد یومن باللہ والیوم الاخر — کوئی بھی شخص جس کا ایمان اللہ اور روز آخرت پر ہے بھلا وہ یزید سے محبت کر سکتا ہے۔؟)

(۳) لم لا یلعن رجل لعنہ اللہ فی کتابہ — آخر اس شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے کہ جس پر حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے؟

پھر یزید کے ملعون ہونے کی دو وجہیں بیان کیں (۱) ایک فساد فی الارض (۲) دوسرے قطع رحمی، پھر فساد فی الارض کی تفصیل میں فرمایا۔

او لیس ھو الذی فعل باھل المدینۃ ما فعل — کیا وہی نابکار نہیں جس نے اہل مدینہ پر وہ ظلم توڑا جو بیان سے باہر ہے؟

اور قطع رحمی کے بارے میں تو سب کو معلوم ہے کہ میدان کربلا میں اہل بیت رضوان اللہ

Marfat.com
Marfat.com

علیہم اجمعین پر کیا بیتی ذرا بھی قرابت کا پاس و لحاظ نہیں کیا گیا۔

## یزید پر لعن کے بارے میں امام اعظم اور دوسرے ائمہ حنفیہ کی تصریحات

یزید پر لعن کے سلسلہ میں امام احمد کی جو رائے ہے وہی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے "مطالب المومنین" میں منقول ہے۔[1] اکابر حنفیہ میں امام ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی رحمہ اللہ المتوفی ۳۷۰ھ نے "احکام القرآن" میں یزید کو لعین ہی لکھا ہے چنانچہ ان کی تصریح پہلے شبہ کے جواب میں گزر چکی ہے۔

## امام جصاص

امام جصاص کا شمار مجتہدین فقہا حنفیہ میں ہے صاحب ہدایہ ان کی تخریجات کو اکثر ذکر کرتے رہتے ہیں اور صاحب الاختیار لتعلیل المختار" نے "کتاب الشہادات" میں امام ممدوح کے متعلق لکھا ہے کہ

ولقد تصفحت کثیراً من کتب ابی بکر الرازی فما رأیتہ رجح علی قول ابی حنیفۃ قول غیرہ الا فی ہذہ المسئلۃ[2] (الاختیار ج ۲ ص: ۱۴۲)

میں نے ابو بکر رازی کی کتابوں کو بہت کھنگالا ہے مگر سوائے اس ایک مسئلہ کے میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کے قول پر دوسرے کے قول کو ترجیح دی ہو

## ائمہ بخارا کا فتویٰ

بعد کے اکابر علما حنفیہ میں امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری المتوفی ۵۴۲ھ خلاصۃ الفتاویٰ میں رقمطراز ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو زجر الشبان والشیبۃ عن ارتکاب الغیبۃ" از مولانا عبد الحی فرنگی محلی ص۰۲ طبع ۱۳۹۸ھ شائع کردہ مکتبہ عارفین کراچی ۲۵۔ [2] یعنی یہاں صاحبین کے قول پر فتویٰ دے دیا کہ شہود کا تزکیہ تمام حقوق میں ہونا چاہیئے حالانکہ امام صاحب کے مذہب میں صرف حدود و قصاص میں تزکیہ ضروری ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

خلاصہ المتوفی ۵۴۲ھ (۲) امام قوام الدین حماد بن ابراہیم صفار بخاری المتوفی ۵۷۶ھ (۳) امام رکن الدین ابراہیم صفار بخاری المتوفی ۵۳۴ھ کے نزدیک یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں بالکل جائز ہے لیکن چاہیئے نہیں کیونکہ ایسا کرنا فرض واجب یا مستحب نہیں محض مباح ہے۔

## امام کردری کا فتویٰ

"اور امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز کردری حنفی المتوفی ۸۲۷ھ فتاوٰی بزازیہ میں رقمطراز ہیں۔

| | |
|---|---|
| اللعن علی یزید یجوز ولکن ینبغی ان لا یفعل وکذا علی الحجاج ویحکی عن الامام قوام الدین الصفاری انہ قال لا بأس باللعن علی یزید ...... والحق ان یلعن یزید بناء علی اشتھار کفرہ وتواتر شناعۃ شرہ علی ما عرف تفاصیلہ (ج ۶ ص ۳۴۳ طبع میریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ برحاشیہ فتاوٰی ہندیہ) | یزید اور اسی طرح حجاج پر لعنت کرنا جائز ہے مگر کرنا نہ چاہیئے اور امام قوام الدین صفاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ "یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ..... کردری کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت نیز اس کی گھناؤنی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جن کی تفصیلات معلوم ہیں لعنت ہی کی جائے گی۔ |

## خلاصۃ الفتاوٰی اور فتاوٰی بزازیہ کا شمار فقہ حنفیہ کی معتبر کتابوں میں ہے۔

یاد رہے کہ فتاوٰی بزازیہ کا بھی "خلاصۃ الفتاوٰی" کی طرح فقہ حنفی کی معتبر کتابوں

میں شمار ہے صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ علامہ ابو السعود مفتی روم سے جب یہ فرمائش کی گئی کہ مہم مسائل کے بارے میں آپ کوئی کتاب کیوں تالیف نہیں فرماتے ؟ تو جواب دیا کہ

انا استحیی من صاحب البزازیة مع وجود کتابه لانه مجموعة شریفة جامعة للمهمات کما ینبغی

مجھے "فتاوی بزازیہ" کے مصنف سے شرم آتی ہے کہ ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے یہ جرأت کروں کیونکہ یہ فتاوی کا بڑا قابل قدر مجموعہ ہے جس میں مہمات مسائل کو جیسا کہ چاہیئے تھا جمع کر دیا ہے۔

## لعن کے باب میں "کتاب العالم والمتعلم" کی عبارت

متاخرین علمائے حنفیہ میں سے جن حضرات نے بھی لعن یزید سے روکا ہے وہ امام غزالی کی رائے سے متاثر ہیں ورنہ اہل مذہب میں مرتکب کبیرہ کے حق میں گو کہ استغفار افضل ہے مگر اس پر بد دعا اور لعنت کی جا سکتی ہے چنانچہ امام اعظمؒ "کتاب العالم والمتعلم" میں فرماتے ہیں۔ متعلم سوال کرتا ہے۔

اخبرنی عن الاستغفار لصاحب الکبیرة افضل او الدعاء علیه اانت بالخیار فیما بین الدعا علیه باللعنة والاستغفار بیّن لی هذا کله

یہ تو فرمایئے کہ جو شخص کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا افضل ہے یا اس کے حق میں بد دعا کرنا یا اختیار ہے خواہ اس کے حق میں استغفار کرے خواہ لعنت یہ سب مجھے صاف صاف بتایئے۔

امام صاحب جواب دیتے ہیں۔

الذنب علی منزلتین غیر الاشراک باللہ تعالی ناس الذنبین رکب

شرک کے علاوہ گناہ کے دو درجے ہیں جس درجہ کے گناہ کا بھی یہ بندہ مرتکب ہوگا اسکے

Marfat.com

Marfat.com

هذا العبد فان الدعا له بالاستغفار
افضل وان دعوت علیه باللعنة
لم تأثم و ذالك بانه
اذا رکب ذنباً منك و عفوت عنه
و لم تدع علیه کان افضل و
ان رکب ذنباً فیما بینه و بین
خالقه بعد ان کان لم یشرك
باللہ نرحمته و دعوت له
بالمغفرة لحرمة الشهادة
کان هذا افضل وان دعوت علیه
بالهلاك لم تأثم و ذالك بانك
تقول یارب خذه بذنبه وانما
تکون آثماً اذا انت قلت یارب
خذه بغیر ذنبٍ

(ص: ۱۷۰ طبع مصر ۱۳۶۸ھ)

حق میں استغفار کرنا افضل ہے اور اگر اس
پر لعنت کی بددعا کرو جب بھی تمہیں گناہ
نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر اس نے تمہارے
ساتھ گناہ کا معاملہ کیا اور تم نے اس کو
معاف کر دیا اور اس پر بد دعا نہ کی تو یہ
افضل ہے اور اگر اس نے اللہ میاں کا
گناہ کیا مگر شرک کا مرتکب نہیں ہوا اور
پھر تم نے اس کے کلمہ گو ہونے کی وجہ سے
اس کے حق میں رحمت و مغفرت کی دعا کی
تو یہ بھی افضل ہے اور اگر اس کے لئے
بربادی و ہلاکت کی دعا کی تب بھی گنہ گار
نہ ہو گے کیونکہ اس صورت میں تو تم یوں
کہہ رہے ہو کہ یا اللہ تو اسکو اس گناہ کی
سزا دے گنہگار تو تم جب ہوتے جبکہ گناہ
کیے بغیر اس کے حق میں بد دعا کرتے اور یوں
کہتے کہ بغیر گناہ ہی اس کو پکڑ لے

## مسلمان کے حق میں لعنت کرنے کا مطلب

جو مسلمان مرتکب کبیرہ ہو اس کے حق میں لعنت
کرنے کا یہی مطلب ہے۔ جو امام صاحب نے بیان
فرمایا ہے امام نووی نے لکھا شرح صحیح مسلم میں حدیث

من احدث فیها حدثا
فعلیه لعنة الله والملائكة

جو مدینہ منورہ میں گناہ کا ارتکاب کرے گا
اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

والناس اجمعین — سب لوگوں کی لعنت ہو۔

کے تحت یہی لکھا ہے۔

قالوا ان المراد باللعن هنا العذاب الذی یستحقه علی ذنبه والطرد عن الجنة اول الامر ولیس هی کلعنة الکفار الذین یبعدون من رحمة الله کل الابعاد

علما نے بیان کیا ہے کہ لعنت سے مراد یہاں وہ عذاب ہے جس کا وہ اس گناہ کے سبب مستحق ہے اور ابتدا میں جنت سے محرومی ہے یہ لعنت کفار پر لعنت کی طرح نہیں کہ جو بالکلیہ حق تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیئے گئے ہیں کہ کبھی جنت میں جائیں گے ہی نہیں۔

یزید پر بھی لعنت کرنے کے یہی معنیٰ ہیں کہ حق تعالیٰ اس کے ان بُرے کرتوتوں پر اس کو وہ سزا دے جس کا وہ مستحق ہے اور اس کے حق میں ایسا کہنا خواہ افضل نہ ہو لیکن اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ یزید کا صالح اور متقی ہونا تو کجا اس کی حیثیت علما کی نظر میں ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ ان میں باہم اس امر پر اختلاف ہے کہ اس کی موت اسلام پر ہوئی یا کفر پر اور آیا اس پر لعنت کی جا سکتی ہے یا نہیں لیا اتنی ہی بات اس کی شخصیت کا اندازہ لگانے کے لیے کافی ہے۔

## ساتواں اور آٹھواں شبہ

یہ ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تایازاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ام محمد اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پوتی ام مسکین سے نکاح ان دونوں سے نکاح کیا تھا۔

## ان شبہوں کا منشا کیا ہے

ان شبہوں کا منشا کیا ہے؟ کیا یہ کہ ان دونوں بیبیوں کا نکاح یزید سے کیوں ہوا؟ تو یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ ام محمد اور ام مسکین سے یزید نے کب نکاح کیا تھا؟ اس کے فسق و فجور کے الم نشرح ہو جانے کے بعد یا اپنی ابتدائی عمر میں جبکہ اس کا فسق ظاہر نہ ہوا تھا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اس لیئے پہلے تاریخ سے یہ ثابت کیا جائے کہ یہ دونوں خواتین شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کے حبالۂ عقد میں آئیں تب کچھ بات بنے ورنہ ظاہر ہے کہ اگر یزید نے ان سے نکاح اپنے والد ماجد کی زندگی ہی میں اگر کیا جبکہ اس کی بری شہرت نہ تھی اور اس وقت تک اس سے ان مظالم کا ظہور بھی نہ ہوا تھا کہ جس پر امت اس کو آج تک لعنت ملامت کرتی چلی آتی ہے تو پھر اس سے نکاح میں کیا قباحت تھی؟ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یزید اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد ہی کھل کھیلا ہے ورنہ اگر ان کی زندگی ہی میں اس کا فسق اس طرح عالم آشکارا ہو جاتا تو ظاہر ہے کہ وہ اس کو ولی عہد ہی کیوں بناتے ؟

اور اگر شبہ کا منشا یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تایا زاد بھائی کی لڑکی چونکہ اس کے حبالۂ عقد میں تھی اس لیے وہ بھتیجے داماد ہونے کی بنا پر اپنے سسر کو کس طرح قتل کر سکتا تھا؟ تو اس شبہ کا پوچ ہونا بالکل ظاہر ہے۔ آئے دن اخبارات میں سسر اور داماد کے قتل کے واقعات آتے رہتے ہیں اور یزید تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حقیقی داماد بھی نہ تھا برادران یوسف علیہ السلام کا قصہ تو ہر شخص کو معلوم ہی ہے۔

## نواں شبہ

یہ ہے کہ حضرت زین العابدین نے یزید سے بیعت کی اور واقعہ حرہ کے موقع پر اس کا حسن سلوک دیکھ کر اس کے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ یزید کو اپنی رحمت سے ڈھانکے۔

## اس شبہ کا جواب

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ سیدنا علی بن حسین المعروف بزین العابدین، دمشق اپنی خوشی سے نہیں گئے ان کو تو باپا بہ زنجیر اسیران کربلا کے ساتھ عبیداللہ بن زیاد نے دمشق بھیجا تھا۔ وہاں یزید نے ان سے سخت کلامی کی اور انہوں نے بھی اس کو ویسے ہی سخت جواب دیئے یزید سے بطوع و رغبت ان کا بیعت کرنا اور اس کے حق میں دعائے خیر

Marfat.com

کرنا خصوصاً واقعہ حرہ کے بعد ان سے ثابت نہیں۔ طبقات ابن سعد میں جو کچھ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ مسرف (مسلم بن عقبہ) نے حضرت زین العابدین سے یہ کہا تھا کہ امیر المومنین نے مجھے آپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے (ان امیر المومنین اوصانی بک خیراً) اور اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ وصل اللہ امیر المومنین (اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو اس کا صلہ دے) لیکن اس کی اسناد یہ ہے اخبرنا محمد بن عمر قال حدثنی ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی سبرۃ عن یحیی بن شبل عن ابی جعفر (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۱۵) اس کا پہلا راوی محمد بن عمر واقدی ہے جو مشہور ضعیف الروایہ ہے دوسرا ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی سبرہ ہے جو وضع حدیث میں متہم ہے یزید کی منقبت ایسے ہی ناکارہ لوگوں کی روایت سے ثابت کی جا سکتی ہے صحیح روایت کہاں مل سکتی ہے اور اتنی بات کسی کافر کے بارے میں کہی جائے تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں یزید کے اس سلوک کا یہی بہتر جواب ہو سکتا تھا اور یہ کن الفاظ کا ترجمہ ہے "کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین یزید کو اپنی رحمت سے ڈھانکے" بلاذری اور طبقات ابن سعد کی اصل عبارت پیش کی جائے کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا باعث شرم ہے۔

## یزید کے کمانڈر کی حضرت زین العابدین کے ساتھ بدتمیزی

واقعہ حرہ میں حضرت زین العابدین اگرچہ بالکل الگ رہے کیونکہ کربلا میں خاندان اہل بیت پر یزیدی لشکر نے جو قیامت ڈھائی تھی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے مگر پھر بھی یزیدی فوج کے کمانڈر مسلم بن عقبہ نے جس کو مورخین سلف مجرم یا مسرف بن عقبہ کے برے نام سے یاد کرتے ہیں ان کے ساتھ جس بے ہودگی کا مظاہرہ کیا اس کی تفصیل حافظ ابن کثیر رح کی زبانی سنیئے وہ لکھتے ہیں۔

واستدعیٰ بعلی بن الحسین فجاء یمشی بین مروان بن الحکم

مسلم بن عقبہ نے حضرت علی بن حسین (زین العابدین) کو طلب کیا وہ مروان اور

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

وابنه عبد الملك ليأخذ له بهما
عنده امانا ولم يشعران يزيد
اوصلى به فلما جلس بين يديه
استدعى مروان لشراب وقد
كان مسلم بن عقبة حمل معه
من الشام ثلجاً الى المدينة
فكان يشاب له بشرابه فلما جئ
بالشراب شرب مروان قليلاً ثم
اعطى الباقى لعلى بن الحسين لياخذ
له بذالك اماناً وكان مروان موادّاً
لعلى بن الحسين فلما نظر اليه مسلم
بن عقبة قد اخذ الانا فى يده
قال له: لاتشرب من شرابنا: ثم
قال له: انما جئت مع هذين
لتأمن بهما فارتعدت يد على
بن الحسين وجعل لا يضع الاناء
من يده ولا يشربه ثم قال له
لولا امير المومنين اوصانى بك
لضربت عنقك ثم قال له: ان
شئت ان تشرب فاشرب وان
شئت دعونا لك بغيرها فقال هذه

اس کے بیٹے عبدالملک کے درمیان پیادہ
چل کر اس کے پاس پہنچے تاکہ ان دونوں کے
ذریعے اس سے امان لے سکیں ان کے علم میں
یہ بات نہ تھی کہ یزید نے ان کا خیال رکھنے
کے بارے میں مسلم کو تاکید سے کہدیا تھا چنانچہ جب
آپ اس کے سامنے آکر بیٹھ گئے تو مروان نے
کچھ پینے کے لیے مانگا مسلم بن عقبہ جب
شام سے مدینہ کی طرف چلا تھا تو اپنے ساتھ
وہاں سے برف لیکر آیا تھا اور وہ برف اس کے
مشروب میں ڈالدی جاتی تھی چنانچہ جب
پینے کے لیے لایا گیا تو مروان نے اس میں سے
تھوڑا سا پی کر باقی حضرت علی بن الحسین کو
دے دیا تاکہ اس ذریعے سے ان کے لیے امان
حاصل کرلی جائے مروان حضرت علی بن الحسین
کا دوست بنا ہوا تھا مسلم بن عقبہ کی جیسے
ہی اس پر نظر پڑی کہ حضرت زین العابدین
نے برتن اپنے ہاتھ میں اٹھالیا تو کہنے لگا
ہمارا پانی نہ پینا اور پھر کہا۔ تو ان دونوں
کے ساتھ اس لیے آیا ہے کہ ان کے ذریعہ
امان حاصل کرسکے۔ یہ سنکر آپکا ہاتھ کانپنے
لگا اور نہ برتن ہی ہاتھ سے رکھا جاسکتا تھا

Marfat.com
Marfat.com

الذی فی کفی ام یدفشرب ثم قال له مسلم بن عقبة قم إلی ھھنا فاجلس فاجلسه معه علی السریر وقال له: ان امیر المؤمنین اوصانی بك وان ھؤلاء شغلونی عنك ثم قال لعلی بن الحسین لعل اھلك فزعوا فقال ای واللہ فامر بدابته فاسرجت ثم حمله علیھا حتی ردّه إلی منزله مکرماً (البدایه والنہایه ج ۸ ص ۲۲۰)

اور نہ اسے پی ہی سکتے تھے تب اس شقی نے آپ کو بتلایا کہ اگر امیر المومنین تمہارا خیال رکھنے کی مجھے تاکید نہ کرتے تو میں تمہاری گردن مار دیتا" اس کے بعد کہنے لگا اچھا اب تم پینا چاہتے ہو تو پی لو اور چاہو تو ہم تمہارے لیئے اور منگا دیں حضرت نے فرمایا بس جو میرے ہاتھ میں ہے وہی پینا چاہتا ہوں پھر ان سے کہنے لگا ادھر اُٹھ کر بیٹھ جاؤ اور آپ کو اپنے پاس تخت پر بٹھالیا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین نے تو مجھے تمہارے بارے میں تاکید کر دی تھی مگر ان لوگوں نے مجھے اتنا مشغول رکھا کہ تمہاری طرف توجہ ہی نہ ہو سکی پھر حضرت سے کہنے لگا شاید تمہارے گھر والے تمہاری طرف سے پریشان ہوں حضرت نے فرمایا بخدا ایسا ہی ہے چنانچہ مسلم نے اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیا اور پھر اس پر سوار کر کے باعزت طور پر ان کو اپنے گھر پہنچا دیا۔

## اہل شام کا حضرت زین العابدین کو ستانا

از طبقات ابن سعد میں ہے

اخبرنا الفضل بن دکین قال: اخبرنا حفص عن جعفر عن ابیه ان علی

حضرت علی بن حسین کنکریاں مارنے کے لیئے پیدل جایا کرتے منیٰ میں آپکا ایک مکان تھا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بن حسین کان یمشی الی الجمار
وکان له منزل بمنی وکان اهل الشام
یؤذونه فتحول الی قرین الثعالب او
قریب من قرین الثعالب وکان
یرکب فاذا اتی منزله مشی الی
الجمار (ج ۵ ص ۲۱۹
مطبوعه بیروت ۱۳۷۷ھ)

اہل شام آپ کو ستایا کرتے تھے اسی لیے آپ
اپنے مکان سے قرین الثعالب یا اس کے
قریب اٹھ کر آ گئے اب آپ سواری پر آنے
لگے اور جب اپنے گھر پہنچتے تو پھر
کنکریاں مارنے کے لیے پا پیادہ
جایا کرتے۔

## اہل بیت کی حق تلفی

اور اسی میں ہے۔

اخبرنا مالك بن اسماعيل قال:
حدثنا سهل بن شعيب النهمي و
كان نازلا فيهم يؤمهم عن ابيه
عن المنهال يعني ابن عمرو قال
دخلت على علي بن حسين فقلت كيف
اصبحت اصلحك الله؟ فقال ما كنت
أرى شيخا من اهل المصر مثلك
لا يدري كيف اصبحنا اما اذا لم
تدر او تعلم فسأخبرك اصبحنا في
قومنا بمنزلة بني اسرائيل في آل
فرعون اذ كانوا يذبحون ابناءهم
ويستحيون نساءهم واصبح شيخنا

سہل بن شعیب نہمی جو بنی نہم میں امامت
کرنے کی وجہ سے رہا کرتے تھے اپنے باپ شعیب سے
اور شعیب منہال بن عمرو سے روایت کرتے ہیں
کہ میں نے حضرت علی بن حسین کی خدمت میں
حاضر ہو کر عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت
سے رکھے صبح کس حال میں ہوئی، فرمایا میں نہ
سمجھتا تھا کہ شہر میں آپ جیسا بزرگ بھی
یہ نہیں جانتا کہ ہم نے صبح کس حال میں کی اور
اور جب آپ یہ نہیں جانتے یا اس کا علم آپ کو
نہیں تو پھر میں آپ بتائے دیتا ہوں کہ ہم نے
اپنی قوم کے ساتھ اس حال میں صبح کی جس طرح
بنی اسرائیل نے قوم فرعون کے ساتھ کی تھی

Marfat.com
Marfat.com

وسیدنا یتقرب إلی عدونا بشتمه
وسبه علی المنابر وأصبحت
قریش تعد ان لها الفضل علی العرب
لان محمداً صلی الله علیه وسلم منها
لا یعد لها فضل الا به واصبحت
العرب مقرة لهم بذلك واصبحت
العرب تعد ان لها الفضل علی العجم
لان محمداً صلی الله علیه وسلم منها لا
یعد لها فضل الا به واصبحت العجم
مقرة لهم بذلك فلئن كانت
العرب صدقت ان لها الفضل
علی العجم وصدقت قریش ان لها
الفضل علی العرب لان محمداً صلی
الله علیه وسلم منها ان لنا اهل
البیت الفضل علی قریش لان محمداً
صلی الله علیه وسلم منا فاصبحوا
یاخذون بحقنا ولا یعرفون لنا حقاً
فهکذا اصبحنا اذ لم تعلم کیف اصبحنا
قال فظننت انه اراد ان یسمع
من فی البیت " ...

(ج ۵ ص ۲۱۹-۲۲۰)

کردہ ان کے لڑکوں کو تو ذبح کر دیتے تھے اور
ان کی عورتوں کو جینے دیتے تھے اور ہمارے شیخ
اور ہمارے سردار (حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ)
کے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے کہ برسرِ منبران
پر سب وشتم کر کے ہمارے دشمن کا تقرب
حاصل کیا جاتا ہے اور قریش نے اس حال
میں صبح کی کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو عرب پہ
اسلیئے فضیلت حاصل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم قریشی ہیں اور ان کے بغیر ان کی
فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور اہل عرب نے
اس حال میں صبح کی کہ وہ بھی قریش کی اس
فضیلت کے معترف ہیں ۔ نیز اہل عرب نے
اس حال میں صبح کی کہ وہ بھی اہل عجم پر اپنی فضیلت
کو اسی لیئے شمار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم عربی تھے اور آپ کے بغیر عرب کی
فضیلت شمار نہیں ہو سکتی ۔ اور اہل عجم نے اس
حالت میں صبح کی کہ انہیں بھی عرب کی اس
فضیلت کا اعتراف ہے پس اگر عرب اس
دعوی میں سچے ہیں کہ ان کو عجم پر فضیلت ہے
اور قریش بھی سچے ہیں کہ ان کو عرب پر فضیلت
ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرب

Marfat.com
Marfat.com

بھی تھے اور قریشی بھی تو ہم اہل بیت کو بھی
قریش پر اسی لیے فضیلت ہے کہ حضرت محمدؐ
ہم میں سے تھے اب قریش اس وقت کے حکمران
بنی امیہ مراد ہیں) نے اس حال میں صبح کی ہے کہ
خود تو ہمارا حق لے چکے ہیں مگر اپنا دیر ہمارا کوئی
حق نہیں سمجھتے ۔ اب سنو جب تمہیں یہ علم ہے ہی
نہیں کہ ہم نے صبح کس حال میں کی تو اس حال میں آئی
ہے منہال کا بیان ہے کہ مجھے خیال پڑتا ہے کہ
حضرت ان لوگوں کو سنا رہے تھے جو اس وقت
گھر میں آتے ہوتے تھے ۔

## دسواں شبہ

یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد علوی سادات کی رشتہ داریاں
اموی سادات سے ہوتی رہی ہیں ۔

## اس شبہ کا جواب

### واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور یزید کی اولاد میں کوئی رشتہ نہیں ہوا

یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور یزید کی اولاد کے درمیان کوئی رشتہ مناکحت قائم نہیں ہوا کتب تاریخ و انساب کا پر ہونا تو بڑی بات ہے اس سلسلہ میں ایک قرابت کا ذکر بھی کتب تاریخ انساب سے ثابت نہیں محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب خلافت معاویہ و یزید میں بنی ہاشم اور بنی امیہ کی بہت سی قرابتوں کا ذکر کیا ہے لیکن اس سلسلہ میں ایک نظیر بھی پیش نہ کر سکے اور امویوں کو سادات میں شامل کرنا ناصبیت ہے امویہ کا شمار اہل بیت میں نہیں ہے ۔

### عبدالملک کا زوال یزید سے عبرت پکڑنا

یہ بھی واضح رہے کہ بنو امیہ اور بنی ہاشم

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کے بہت سے خاندان تھے عبدالملک مروانی جب تخت حکومت پر براجمان ہوا تو اس نے یزید کے زوال سے عبرت پکڑ کر حجاج بن یوسف کو یہ تاکید کر دی تھی کہ بنو ہاشم سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کیا جائے کیونکہ آل ابی سفیان نے جب ان پر زیادتی کی تو ان پر زوال آ گیا چنانچہ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

فان الحجاج مع كونه مبيرًا سفاكًا للدماء قتل خلقًا كثيرًا لم يقتل من اشراف بنى هاشم احدًا قط بل سلطانه عبدالملك بن مروان نهاه عن التعرض لبنى هاشم وهم الاشراف وذكر انه اتى الى بنى الحرب لما تعرضوا لهم يعنى لما قتل الحسين اجرمنا ذمى

(ابن تیمیہ ج ۴ ص ۵۰۴)

بلاشبہ حجاج نے باوجودیکہ وہ بڑا ملاکو اور سخت خونریز تھا اور اس نے ایک خلق کثیر کو قتل کر دیا تھا تاہم اشراف بنی ہاشم میں کبھی کسی کو قتل نہ کیا بلکہ اس کے سلطان عبدالملک نے بنی ہاشم سے جو اشراف کہلاتے ہیں کسی قسم کا بھی تعرض کرنے سے منع کر دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ بنو حرب نے جب ان سے تعرض کیا تو ان کی شامت آ گئی مطلب یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب قتل کیا تو ان پر ادبار آ گیا۔

اس لئے بنو ہاشم اور بنو مروان میں اگر تعلقات قرابت بعد میں بھی قائم رہے اور ایک دوسرے سے رشتہ مناکحت کا سلسلہ چلتا رہا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ یزید کے مظالم کے مروانی بھی اقراری تھے۔

## گیارھواں شبہ

یہ ہے کہ امیر معاویہ کی وفات کے بعد کوفہ کے شریر النفس لوگوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا اور جب آپ نے یہ جان لیا کہ یزید کی بیعت پر تمام امت

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

متفق ہے تو آپ اپنے ارادہ سے دست بردار ہو گئے۔

## اس کا جواب

یہ ہے کہ یہ محض ہرزہ سرائی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں تاریخ طبری، البدایہ والنہایہ ابن الاثیر الاصابہ لابن حجر اور تاریخ الخلفاء یہ سب کتابیں ہمارے پیش نظر ہیں ان میں کہیں یہ مذکور نہیں جو مستفتی نے سوال میں ذکر کیا ہے

کیا العیاذ باللہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ محض نرے نادان عقل سے کورے احکام شرع سے بالکل ناواقف اور دینی تقاضوں سے سرے سے ناآشنا تھے کہ سائل کو تو اس حقیقت کا پتہ چل گیا مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور ان شریر النفس لوگوں کے بہکانے میں آکر جن کے

،، نامبارک عزائم و مقاصد کبھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور اور سیدنا عثمان غنی رضہ کی شہادت کی شکل میں نمودار ہوتے اور کبھی جنگ جمل و صفین کی ہلاکت سامانیوں کی شکل میں ظاہر ہوتے حتیٰ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کی شہادت اور حسن رضہ کی توہین و تحقیر سے بھی انہیں کے نامہ اعمال سیاہ اور دامن داغدار ہیں۔"

آپ نے یہ باور کر لیا کہ امیر یزید امت کے متفق علیہ خلیفہ نہیں اور پھر ان کے خلاف خروج پر آمادہ ہو گئے سبحان اللہ اس سے زیادہ اور کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحمیق و تجہیل میں کہا جا سکتا ہے۔ اور پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ نہ صرف حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بلکہ ان کے بعد ساری امت اسلامیہ پر آج تک یہ حقیقت منکشف ہی نہ ہو سکی جو مستفتی پر واضح ہوئی ہے نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات جھوٹ بولنے کی حد ہو گئی۔

## فاروق اعظم کی شہادت میں کسی کوفی کا ہاتھ نہ تھا

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت میں کسی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کوئی کا ہاتھ نہ تھا یہ محض جھوٹ ہے نہ ان کی شہادت کسی سازش کے تحت عمل میں آئی ان کی شہادت کے بارے میں سازش کا افسانہ موجودہ دور کے ملحد ناصبیوں کے ذہن کا ساختہ و پرداختہ ہے اس کی تفصیل کے لیے ہمارے رسالہ "اکابر صحابہ پر بہتان" کا مطالعہ کرنا چاہیئے

## بقیہ غلط باتوں پر تنبیہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین میں بھی کسی کوفی کا نام نہیں لیا جاتا کا صرف ان میں بھی اکثریت اہل مصر کی تھی جنگ جمل وصفین میں کیا طرفین سے سارے صحابہ کرام (نعوذ باللہ) دیوانے ہو گئے تھے کردہ بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ان شریر النفس لوگوں کی شرارت کو بالکل نہ سمجھ سکے۔ اور قتل وقتال کا ہنگامہ کارزار جاری رکھا ایک ملحد تو ایسی بات سوچ سکتا ہے لیکن کسی مسلمان کا ذہن اس خرافات کو باور نہیں کر سکتا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی پکا خارجی تھا خارجیوں کا گڑھ کوفہ نہیں بصرہ والا تھا ابن ملجم قاتل علی کوفی نہیں مصری تھا اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو ہین و تحقیر میں خوارج اور نواصب پیش پیش رہے ہیں۔

## یزید کے خلاف حضرت حسین کا اقدام للہ فی اللہ تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقدام یزید کے خلاف اس کی نااہلی کی بنا پر دوسرے لوگوں کے کہنے سے نہیں بلکہ دینی بصیرت کے مطابق محض للہ فی اللہ لغرض اعلائے کلمۃ اللہ تھا چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| قسم خرجوا غضبا للدین من اجل | ایک قسم ان حضرات کی ہے جو حکام کے ظلم و ستم |
| جور الولاۃ وترک عملهم بالسنۃ | اور سنت نبوی پر انکے عمل نہ کرنے کی بنا پر دینی |
| النبویۃ فهولاء اهل الحق۔ | غیرت و حمیت میں نکلے یہ سب اہل حق ہیں اور |
| ومنهم الحسین بن علی واهل | حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اہل |
| المدینۃ فی الحرۃ والقراء الذین | مدینہ جنہوں نے مقام حرہ میں جہاد کیا اور وہ تمام |

Marfat.com
Marfat.com

خرجوا علی الحجاج۔
(فتح الباری صفحہ ۲۴۰ ج ۱۲ طبع مصر)

علماء جو حجاج کے خلاف نکلے سب کا شمار ان ہی اہلِ حق میں ہے

## جن حضرات نے یزید و حجاج کے خلاف اقدام کیا ان سے جنگ کرنا ناجائز تھا

شرعی نقطۂ نظر سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اصحاب حرہ سے یزید کا جنگ کرنا کسی طرح بھی قطعاً جائز نہیں تھا چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں رقمطراز ہیں

من خرج عن طاعة امام جائر اراد الغلبة علی ماله او نفسه او اهله فهو معذور ولا یحل قتاله وله ان یدفع عن نفسه وماله واهله بقدر طاقته

جو کسی ایسے حکمران کی اطاعت سے نکلے کہ جو ظالم ہو اور اس شخص کے جان یا مال یا اہل و عیال پر غالب کرنا چاہتا ہو تو ایسا شخص معذور ہے اور اس سے قتال حلال نہیں اور اس شخص کو اپنی طاقت کے مطابق اپنی جان مال اور اپنے اہلِ عیال کی طرف سے دفاع کا حق حاصل ہے

وقد اخرج الطبری بسند صحیح عن عبد اللہ بن الحارث عن رجل من بنی مضر عن علی وذکر الخوارج فقال ان خالفوا اماما عدلا فقاتلوهم وان خالفوا اماما جائرا فلا تقاتلوهم فان لهم مقالا

چنانچہ امام طبری نے بسند صحیح عبد اللہ بن حارث سے روایت کیا ہے اور وہ بنی مضر کے ایک شخص کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے ان لوگوں کا ذکر فرماتے ہوئے جو خلیفہ کے خلاف خروج کرتے ہیں فرمایا کہ اگر یہ لوگ امام عادل کے خلاف خروج کریں تو ان سے قتال کرو اور اگر ظالم حکمران کی مخالفت کریں تو ان سے قتل و قتال نہ کرو کیونکہ ان کو کہنے کا حق حاصل ہے (اس لیے معذور ہیں)

Marfat.com

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَعلیٰ ذالک یحمل ما وقع للحسین بن علی ثم لاھل المدینۃ فی الحرۃ ثم لعبد اللہ بن الزبیر ثم للقرّاء الذین خرجوا علی الحجاج فی قصۃ عبد الرحمٰن بن محمد ابن الاشعث واللہ اعلم (ج ۱۲ ص ۲۵۳ - ۲۵۴)

اور اسی صورت پر محمول ہوگا۔ جو حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ پیش آیا اور پھر مقام حرا میں اہل مدینہ کے ساتھ پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ اور ان علماء کے ساتھ کہ جنہوں نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے واقعہ میں حجاج کے خلاف خروج کیا تھا کہ ان سب حضرات سے قتال ناجائز تھا واللہ اعلم

## حرمین میں یزید اور اس کے عمال نے حضرت حسین رض کو چین سے نہ بیٹھنے دیا

چوتھے شبہ کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وہ خط جو یزید کے نام لکھا گیا تھا درج کیا جاچکا ہے اس کے پڑھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یزید کے عمال نے حرمین میں چین سے بیٹھنے ہی نہ دیا مدینہ میں تھے تو بیعت یزید پر اصرار تھا مکہ معظمہ آگئے تو وہاں بھی یزید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کے نام خط لکھکر اپنے تلمذ اشعار میں حضرت حسین رض کو قتل کی دھمکی دی [1] حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی وجہ سے حرم مکہ میں خونریزی ہو اور حرم کی عزت خاک میں ملے [2]۔ اس لیے آپ نے کوفہ کا رخ کیا کہ وہاں آپ کے اعوان انصار تھے۔

## جن حضرات نے کوفہ جانے سے حضرت حسین کو روکا بربنائے شفقت روکا

اور جن حضرات نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا وہ بھی بربنائے شفقت تھا نہ اس بناپر کہ آپ کا یہ اقدام

---

[1] ملاحظہ ہو تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص: ۱۶۴ [2] ایضاً ص ۱۶۱ و ۱۶۵

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نعوذ باللہ خلاف شرع تھا۔ ورنہ رد کنے والے آپ سے صاف صاف کہہ دیتے کہ آپ مرتکب معصیت ہو رہے ہیں یزید جیسے خلیفہ برحق کے خلاف خروج کرنے سے آپ شرع کی رد سے باغی مباح الدم اور واجب القتل ہوں گے۔ اسکے لیئے خلیفہ برحق سے لجاجت کرنا آپ کے شایان شان نہیں عذر فرمایئے یہ حضرات کوفیوں کی بے وفائی کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں مگر آپ کے اس اقدام کو گناہ قرار نہیں دیتے۔

## کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے

کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے ان میں مخلصین کی کثیر جماعت تھی حضرت حسین رضی کو مرتبہ شہادت پر فائز ہونا تھا اس لیئے لاکھ جتن کیئے جاتے ہونا ہی تھا جیسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت میں ازل سے شہادت مقدر تھی بہت سے صحابہ کرام رضی نے آپ کی نصرت میں اپنی خدمات پیش کیں اور محاصرین سے جنگ کی اجازت مانگی بظاہر خیال ہوتا ہے کہ اگر محاصرین سے جنگ کی جاتی تو ان کا فرار پر قرار ضروری تھا لیکن آپ نے اسے پسند ہی نہ فرمایا اور آخر جو ہونا تھا ہو کر رہا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انجام سے ناواقف نہ تھے راہ حق میں شہادت مطلوب مومن ہے اس لیئے آپ نے جو ترین مصلحت سمجھا اسی پر عمل کیا۔

## کوفہ کی گورنری پر ابن زیاد کا تقرر اور حضرت حسین کی شہادت

کوفہ کے گورنر اس وقت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ یزید کو جیسے ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عازم کوفہ ہونے کی اطلاع ملی اس نے فوراً حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں کی گورنری سے معزول کر کے عبیداللہ بن زیاد کو جسے یزید اپنا چچازاد بھائی بتاتا تھا کوفہ کا گورنر بنا کر روانہ کر دیا۔ اس نے آتے ہی جو ظلم و ستم ڈھایا اس سے تاریخ کے اوراق پُر ہیں۔ بڑے بڑے سرکردہ لوگوں کو دارو دہش سے سر کیا۔ اور عوام کو

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جبر و قہر سے کوفہ کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کر دی کہ کسی کو کسی کی خبر نہ ہو، اور کوئی کہیں نہ جا سکے صورتحال میں اس اچانک تبدیلی سے مخلصین کو آپ کی نقل و حرکت کی خبر نہ ملنے کے سبب مدد کا موقع نہ مل سکا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی کوفہ سے پچیس میل دور ہی تھے کہ ابن زیاد کے حکم سے راہ ہی میں حر بن یزید تمیمی کے دستہ فوج نے جو ایک ہزار سواروں پر مشتمل تھا آپ کا محاصرہ کر لیا پھر عمر بن سعد کی سرکردگی میں مزید چار ہزار سپاہ روانہ کر کے پہلے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارواں کا پانی بند کیا پھر ان سب حضرات پر حملہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا چنانچہ امام بخاری "تاریخ صغیر" میں لکھتے ہیں۔

حدثنا موسیٰ ثنا سلیمان بن مسلم ابو المعلی العجلی قال سمعت ابی ان الحسین لما نزل کربلا فاول من طعن فی سرادقہ عمر بن سعد فرأیت عمر بن سعد وابنیہ قد ضربت اعناقھم وعلقوا علی الخشب ثم الھبت فیھم النار (تاریخ صغیر ص: ۷۵)

ہم سے موسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم کو سلیمان بن مسلم ابو المعلی عجلی نے بتایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب کربلا میں فروکش ہو گئے تو سب سے پہلے جس شخص نے ان کے سراپردہ میں نیزہ مارا وہ عمر بن سعد تھا پھر میں نے (کچھ عرصہ بعد یہ منظر بھی) دیکھا کہ عمر بن سعد اور اس کے دونوں بیٹوں کی گردنیں ماری گئیں اور انہیں شہتیر پر لٹکا کر نذر آتش کر دیا گیا۔

اور ان سب شہدا کربلا کے سر کاٹ کر انکو کوفہ روانہ کر دیا گیا۔

## حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے ساتھ ابن زیاد کی گستاخی ...

حضرت حسین کا سر مبارک جب عبید اللہ بن زیاد کے سامنے طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا تو اس ابن زیاد بدنہاد نے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

آپ کے سر مبارک کے ساتھ جو گستاخی کی اس کی تفصیل صحیح بخاری میں ان الفاظ میں مذکور ہے۔

حدثنا محمد بن الحسین بن ابراھیم ثنا حسین بن محمد ثنا جریر عن محمد بن انس بن مالک قال اتی عبید اللہ بن زیاد برأس الحسین رض فجعل فی طست فجعل ینکت وقال فی حسنہ شیئاً فقال انس کان اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان مخضوباً بالوسمة

(صحیح البخاری ص: ۵۳۰ ج ۱)

محمد بن سیرین حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کے سامنے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا تو وہ مردود چھڑی سے اس کو چھیڑتا رہا اور آپ کے حسن کے بارے میں بد زبانی کی اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر اس وقت وسمہ کا خضاب تھا۔

اور جامع ترمذی میں یہ روایت ان الفاظ سے آئی ہے

حدثنا خلاد بن اسلم البغدادی نا النضر بن شمیل نا ھشام بن حسان عن حفصة بنت سیرین قالت ثنی انس ابن مالک قال کنت عند ابن زیاد فجئی برأس الحسین فجعل یقول بقضیب فی انفه ویقول ما رأیت مثل ھذا حسناً لو یذکر قال قلت اما انه

حفصہ بنت سیرین کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا اتنے میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اس کے سامنے لایا گیا تو وہ چھڑی سے آپ کی ناک کو چھیڑ کر از راہ طنز کہنے لگا میں نے تو ایسا حسین ہی نہیں دیکھا پھر اس کے حسن کا کیوں چرچا ہے میں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

كان اشبههم برسول الله صلى الله عليه وسلم

نے کہا خبردار! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ہی مشابہ تھے۔

هذا حديث حسن صحيح غريب

(ج ۲ ص: ۲۱۹)

## عمر بن سعد کا حشر

عمر بن سعد کا جو حشر ہوا وہ ابھی تاریخ بخاری کے حوالہ سے آپ پڑھ چکے کہ وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد ہی قتل کر دیا گیا اور پھر اس کے لاشے کو آگ میں جلا دیا گیا۔ یہ واقعہ ۶۶ھ کا ہے

## ابن زیاد کے سر کے ساتھ کیا عبرتناک معاملہ ہوا

اور ۶۷ھ میں بروز عاشوراء ہی ابن زیاد بدنہاد بھی ابراہیم بن الاشتر کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسی قصر میں جہاں ۶۱ھ میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اس کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اس کا سر نامبارک بھی رکھا گیا پھر اس کے سر پر جو بیتی وہ سننے کے لائق ہے امام ترمذی اپنی جامع میں فرماتے ہیں۔

عن عمارة بن عمير قال لما جئ برأس عبيد الله بن زياد واصحابه نضدت في المسجد في الرحبة فانتهيت اليهم وهم يقولون قد جاءت قد جاءت فاذا حية قد جاءت تخلل الرؤس حتى دخلت في منخري عبيد الله بن زياد فمكثت هنية ثم خرجت فذهبت حتى تغيبت ثم قالوا

عمارہ بن عمیر کا بیان ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لا کر چوک کی مسجد میں بالترتیب رکھے گئے تو میں بھی وہاں پہنچا اس وقت لوگوں کی زبان پر تھا وہ آیا وہ آیا دیکھا تو ایک سانپ سروں میں سے گھستا ہوا ابن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہوا پھر ذرا دیر رہ کر باہر غائب ہو گیا اب پھر لوگوں نے کہنا شروع کیا وہ آیا وہ آیا غرض اس سانپ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

قد جاءت قد جاءت ففعلت ذالک مرتین او ثلاثا هذا حدیث حسن صحیح (ج ۲ ص ۲۱۹)

نے دو تین بار ایسا ہی کیا۔

## یزید کا دنیا سے ناکام و نامراد جانا

اور یزید کا جو حشر ہوا وہ حافظ ابن کثیر کے الفاظ میں یہ ہے۔

وقد اخطاء یزید خطاء فاحشا فی قوله لمسلم بن عقبة ان یبیح المدینة ثلاثة ایام وهذا خطا کبیر فاحش مع ما انضم الی ذالک من قتل خلق من الصحابة وابناءهم وقد تقدم انه قتل الحسین واصحابه علی یدی عبید الله بن زیاد وقد وقع فی هذه الثلاثة ایام من المفاسد العظیمة فی المدینة النبویة ما لا یحد ولا یوصف مما لا یعلمه الا الله عز وجل وقد اراد بارسال مسلم بن عقبة توطید سلطانه وملکه ودوام ایامه من غیر منازع فعاقبه الله بنقیض قصده وحال

یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ کہکر کہ وہ تین دن تک مدینہ نبوی میں قتل و غارتگری جاری رکھے بڑی خطا ناحق کی یہ بڑی سخت اور فحش غلطی ہے اور اس کے ساتھ صحابہ اور صحابہ زادوں کی ایک خلقت کا قتل عام اور شامل ہو گیا اور سابق میں گذر چکا کہ حضرت حسین اور ان کے اصحاب عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کرڈالے گئے مدینہ منورہ میں ان تین دنوں میں وہ وہ مفاسد عظیمہ واقع ہوئے کہ جو حد و حساب سے باہر ہیں اور بیان کیے ہی نہیں جا سکتے بس اللہ عز وجل ہی کو ان کا علم ہے یزید نے تو مسلم بن عقبہ کو بھیج کر یہ چاہا تھا کہ اس کی سلطنت و اقتدار کی جڑیں مضبوط ہوں اور اس کے ایام حکمرانی کو بلا نزاع دوام حاصل ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف مراد اس

Marfat.com

Marfat.com

بینه وبین ما یشتهیه فقصمه الله قاصم الجبابرة و اخذه اخذ عزیز مقتدر" وکذالک اخذ ربک اذا اخذ القریٰ وهی ظالمة ان اخذه الیم شدید (ج ٨ ص ٢٢٢)

کو سزا دی اور اس کے اور اس کی خواہش کے درمیان آڑے آگیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو سب ظالموں کی کمر توڑ دیتا ہے اس کی بھی کمر توڑ کر رکھ دی اور اسے اسی طرح دھر پکڑا جس طرح کہ غالب اور با اقتدار پکڑا کرتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی"

## اس کی نسل کا منقطع ہو جانا

اور خواجہ محمد پارسا محدث نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فصل الخطاب میں فرماتے ہیں۔

روز طف باقی نماند از اولاد وے مگر زین العابدین پس حق تعالیٰ از صلب وے آنقدر کہ خواست از اہل بیت نبوت بیرون آورد و در شرق و غرب منتشر گردانید چنانچہ ہیچ ناحیہ و ہیچ شہرے از وجود شان خالی نیست و نباشد و از یزید و اخلافش یک تن نگذاشت کہ خانہ آبادان کند و آتش افروزد واللہ تعالیٰ راست ترین گویندگان است بر حبیب خود کہ فرمود اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (ملاحظہ ہو

کربلا کے دن حضرت حسین رضؓ کی اولاد نرینہ میں بجز حضرت زین العابدینؒ کے کوئی مرد باقی نہ بچا پھر حق تعالیٰ نے آپکی پشت سے خاندان نبوت کے جتنے افراد کو بھی پیدا کرنا چاہا پیدا فرمایا اور ان کو مشرق و مغرب میں پھیلا دیا چنانچہ کوئی نواح اور کوئی شہر ایسا نہیں کہ جو ان حضرات کے وجود سے خالی ہو اور نہ کبھی خالی ہوگا اور یزید اور اسکی نسل سے ایک شخص کو بھی تو باقی نہ چھوڑا کہ جو گھر کو آباد رکھے اور اس میں دیا جلا سکے (نہ کوئی نام لیوا رہا نہ پانی دیوا) اور اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

الفرع النامی من الاصل السامی از نواب صدیق حسن خان ص ۵، ۷ طبع نظامی کانپور۔)

اکہ جس نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمادیا تھا کہ بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا دم کٹا۔

## یہ صحیح نہیں کہ اخیر وقت میں حضرت حسین یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے

اور ہمارے نزدیک یہ بات بھی محل نظر ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخیر وقت میں عمر بن سعد کے سامنے جو تین شرطیں رکھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ مجھے دمشق بھیجدیا جائے تاکہ میں اپنے ابن عم چچا زاد بھائی (امیر یزید) کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر معاملہ اس طرح طے کراوں جس طرح میرے بھائی حسن نے امیر معاویہ کے ساتھ کیا تھا۔ سائل نے "فاضع یدی فی یدہ" کے الفاظ تو نقل کیے لیکن بقیہ الفاظ تاریخ کی کس کتاب میں منقول ہیں۔

## اس پر روایت کے اعتبار سے تفصیلی بحث

یہاں سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے کہ کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کے کسی دور میں بھی یزید کی خلافت منعقد ہونے پر اپنی رضامندی ظاہر کی۔؟

سب سے پہلے جب یزید کی ولیعہدی کی تقریب عمل میں آئی تو کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسکی ولی عہدی کی بیعت کی اور اسکو درست بتایا پھر جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر یزید کے عامل مدینہ ولید بن عتبہ نے آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا تو کیا آپ نے اس مطالبہ کو منظور فرمایا؟ کیا آپ نے مدینہ طیبہ کو صرف اسی بنا پر خیر باد نہیں کہا کہ یزید کے مقرر کردہ عامل مدینہ کی طرف سے اس سلسلہ میں آپ پر ناجائز دباؤ ڈالا جا رہا تھا؟ کیا آپ اسی وجہ سے وہاں سے چل کر حرم مکہ میں نہیں آگئے تھے؟ حرم مکہ میں بھی آپ نے یزید کی بیعت پر کبھی ایک لمحہ کے لیئے بھی اظہار رضامندی کیا تھا؟ پھر اخیر وقت میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت پر

Marfat.com

کس طرح راضی ہو سکتے تھے جبکہ وہ اس بیعت کو بیعت ضلالت بھی سمجھتے تھے چنانچہ حافظ ابن حزم ظاہری "الفصل فی الملل والاھواء والنحل" میں رقمطراز ہیں۔

اذ رأی انہا بیعۃ ضلالۃ (ج ۴ ص ۱۰۵) حضرت کی رائے یہ تھی کہ اس کی بیعت بیعت ضلالت ہے۔

آپ کا آخری خطبہ جو آپ نے میدان کربلا میں دیا آپ کے موقف کو صاف بتا رہا ہے یہ خطبہ احیاء العلوم امام غزالی کے حوالہ سے نقل کیا جا چکا حضرت ابن عباس رض کا وہ خط بھی پڑھ لیجئے جو آپ نے یزید کے نام لکھا تھا اور جو سابق میں تاریخ الکامل ابن اثیر کے حوالہ سے ہم نقل کر چکے ہیں ان میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ اپنے موقف سے رجوع کر کے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے راضی ہو گئے تھے حالانکہ یہ دونوں مواقع ایسے تھے کہ جہاں ایسی اہم بات کا ذکر ضروری تھا پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے رفقاء یا حضرات انصار مدینہ میں سے کسی ایک فرد نے بھی جب سے وہ یزید کے خلاف کھڑے ہوئے کبھی اپنے موقف سے رجوع کیا جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے۔ حضرت تو عزم و ہمت اور عزیمت کے اعتبار سے ان سب حضرات سے برتر اور بڑھ کر تھے۔ اور کمالات و فضائل کے اعتبار سے اپنے تمام معاصرین میں اس وقت کوئی ان کا ہمسر نہ تھا وہ بھلا کس طرح اپنے صحیح موقف سے رجوع فرما سکتے تھے وجہ یہ ہے کہ ان حضرات صحابہ و تابعین کے نزدیک یزید کی شخصیت ناپسندیدہ تھی چنانچہ حافظ ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| انما انکر من انکر من الصحابۃ | صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے |
| رضی اللہ عنہم ومن التابعین | جن حضرات نے بھی یزید بن معاویہ، ولید |
| بیعۃ یزید بن معاویہ | اور سلیمان کی بیعت سے انکار فرمایا |
| والولید وسلیمان لانہم کانوا | وہ صرف اس بنا پر تھا کہ یہ ناپسندیدہ |

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

غیر مرضیہ۔ الفصل ج ۴ ص ۱۶۹ شخصیتیں تھیں۔
طبع مصر ۱۳۲۱ھ

نتیجہ ظاہر ہے کہ یزید نے اپنی حرکات سے توبہ کی، نہ ان حضرات میں سے کسی نے اہل بیت کا ارادہ فرمایا، بہرحال اگر اہل سنت کی کتابوں میں یہ روایت حاضرین واقعہ سے بسند صحیح مذکور ہو تو ضرور پیش کی جائے ہم بصد شکریہ اس تحقیق کو قبول کرینگے

## حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شمار نجبار صحابہ میں ہے

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اعلیٰ طبقے میں ہے جن کو حق تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے "نجباء" (خاص برگزیدہ اصحاب) اور "رقباء" (جو آپ کے احوال کے نگران ہوں) میں داخل فرمایا ہے

چنانچہ جامع ترمذی میں۔

| | |
|---|---|
| عن علیؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لکل نبی سبعة نجباء رقباء واعطیت انا اربعة عشرة قلنا من هم؟ قال انا وابنای وجعفر وحمزة وابوبکر وعمر ومصعب ابن عمیر وبلال وسلمان وعمار وعبد الله ابن مسعود وابوذر والمقداد رواه الترمذی (مشکوٰة ص ۵۸۰ ج ۲) | حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے سات نجباء اور رقباء ہوتے ہیں اور مجھے حق تعالیٰ نے چودہ عنایت فرمائے ہیں ہم نے عرض کیا یہ کون کون حضرات ہیں آپ نے فرمایا میں (یعنی حضرت علیؓ) اور میرے دونوں بیٹے (حسن و حسین) جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبد اللہ بن مسعود، ابوذر اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین |

"نجیب" کے معنی برگزیدہ اور "رقیب" کے معنی نگران احوال کے ہیں، شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ "اشعۃ اللمعات" میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ازیں معلوم میشود کہ دریں چہاردہ نجیب نجابت ورقابت خصوصیتے است کہ در دیگراں نیست

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چودہ کے چودہ بزرگوں کو نجابت ورقابت کے اعتبار سے وہ امتیاز وخصوصیت حاصل ہے جو اوروں کو نہیں ہے ۔

## اہل سُنّت کا اس پر اتفاق ہے کہ علی و حسین اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے

اب غور فرمائیے کہ جو حضرات شرف نجابت سے ممتاز ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات کے نگراں ہوں ان کے مزاج شناس ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے ظاہر ہے کہ ان حضرات کا جو اقدام بھی ایسے مواقع پر ہوگا وہ جادہ شریعت سے ذرا بھی ادھر اُدھر نہیں ہو سکتا اس لیے حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے وقت میں مخالفین کے ساتھ جنگ وصلح کا جو اقدام بھی کیا وہ امت کے عین مفاد میں تھا اور تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقدام یزید کے خلاف بالکل صحیح تھا چنانچہ علامہ عبدالحی بن العماد حنبلیؒ "شذرات الذہب" میں لکھتے ہیں ۔

والعلماء مجمعون على تصويب قتال على لمخالفيه لانه الامام الحق ونقل الاتفاق ايضاً على تحسين خروج الحسين على يزيد وخروج ابن الزبير واهل الحرمين على بني اميه وخروج ابن الاشعث ومن معه من كبار التابعين وخيار

اور علما کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مخالفین سے قتال کرنے میں حق پر تھے کیونکہ آپ خلیفہ برحق تھے نیز اس پر بھی اتفاق منقول ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خروج یزید کے خلاف اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اہل حرمین کا بنی امیہ کے خلاف اور ابن الاشعث

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

المسلمین علی الحجاج ثم الجمہور راؤا جواز الخروج علی من کان مثل یزید والحجاج ومنہم من جوز الخروج علی کل ظالم (ج ۱ ص ۶۸ طبع مصر ۱۳۵۰ھ)

اوران کے ساتھ کبار تابعین اور بزرگان مسلمین کا خروج حجاج کے خلاف مستحسن تھا پھر جمہور علما کی رائے یہ ہے کہ یزید اور حجاج جیسے ظالم اور فاسق حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا جائز ہے اور بعض حضرات کا مذہب تو یہ ہے کہ ہر ظالم کے خلاف خروج کیا جاسکتا ہے

## حسین اگر یزید کی بیعت پر راضی تھے تو پھر بیعت کیوں نہ کی ؟

یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت پر آخر وقت میں راضی ہو گئے تھے تو پھر ان کو عمر بن سعد یا عبیداللہ بن زیاد کے ہاتھ پر یزید کی بیعت کر لینے سے آخر کونسا امر مانع تھا کیا وہ بھی (العوذ باللہ) حب جاہ میں گرفتار تھے کہ صرف بادشاہ وقت ہی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اس کے عمال کے ہاتھ پر بیعت کرنا ان کی کسر شان ہے اسی طرح ایسی صورت میں خود یزید ہی عمال کو انہیں دمشق پہنچانے میں آخر کیا عذر تھا ؟ اور جب یہ اطاعت کے لیے تیار تھے تو پھر انہیں ناحق قتل کرنے سے کیا فائدہ تھا۔؟

اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بیعت پر آمادہ تھے مگر عبیداللہ بن زیاد نے زبردستی آپ کو قتل کر دیا تو سوال یہ ہے کہ عبیداللہ بن زیاد اور عمر بن سعد کو آخر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی کونسی ذاتی عداوت تھی جس نے ان لوگوں کو آپ کے قتل پر مجبور کیا تھا؟

اور اگر یہ لوگ اس قدر خود سر تھے کہ باوجود اس کے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت پر آمادہ تھے مگر پھر بھی وہ ان کے قتل سے باز نہ رہے تو یزید کیا

Marfat.com
Marfat.com

برائے نام خلیفہ تھا کہ جو عضو معطل بنا بیٹھا تھا اور جو کچھ کرتے تھے اس کے عمال بد اعمال ہی کرتے تھے۔ اور اگر واقعی ہی یزید با اقتدار خلیفہ تھا اور اس کے منشا کے بغیر شہدائے کربلا کو قتل کیا گیا تو پھر اس نے اس بارے میں اپنے عمال سے باز پرس کیوں نہ کی؟

اتنی بحث درایت کے اعتبار سے اس روایت کے ناقابل قبول ہونے کے لیئے کافی ہے جو مستفتی نے نقل کی ہے کہ "فاضع یدی فی یدہ" اور یہ کسی قابل وثوق سند سے ثابت بھی نہیں ہے

مزید یہ کہ اسکے برخلاف عقبہ بن سمعان کی صاف تصریح کتب تواریخ میں موجود ہے چنانچہ حافظ عزالدین ابن الاثیر جزری اپنی تاریخ الکامل میں فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| وقد روی عن عقبة بن سمعان انه قال صحبت الحسین من المدینة إلی مکة ومن مکة الی العراق، ولم افارقه حتی قتل وسمعت جمیع مخاطباته الناس الی یوم مقتله فواللّٰه ما اعطاهم ما یتذاکر به الناس من انه یضع یده فی ید یزید | اور بلاشبہ عقبہ بن سمعان سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک برابر ساتھ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک ان سے کہیں جدا نہ ہوا۔ میں نے یوم شہادت تک آپ کی وہ تمام گفتگو میں سنی ہیں جو آپ نے لوگوں سے فرمائی ہیں۔ سو بخدا یہ بات آپ نے لوگوں کے سامنے رکھی ہی نہیں جس کا لوگ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں گے اور اس سے بیعت کر لیں گے۔ |
| (ج ۴ ص ۲۲ طبع مصر) | |

یہ عقبہ بن سمعان حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ رباب کے غلام تھے

Marfat.com

عمر بن سعد نے غلام ہونے کے باعث ان کو زندہ چھوڑ دیا تھا ؎

## خضری کی تحقیق

"محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ" کے مصنف محمد خضری کی تحقیق بھی یہی ہے وہ لکھتے ہیں

ولیس بصحیح انہ عرض علیھم ان یضع یدہ فی ید یزید فلم یقبلوا منہ تلک العودۃ دعرضوا علیہ ان ینزل علی حکم ابن زیاد ج ۲ ص ۱۲۸ طبع مصر

یہ بات صحیح نہیں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزیدی لشکر کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ بیعت کے لیئے یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے لیئے تیار ہیں مگر ان لوگوں نے آپ کی یہ پیش کش قبول نہ کی اور آپ کے سامنے یہ بات رکھی کہ ابن زیاد کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کریں

غرض یہ دعوی کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخیر وقت میں یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے۔ نہ درایت کے اعتبار سے صحیح ہے نہ روایت کے اعتبار سے۔ اور جو اس امر کی صحت کا مدعی ہو۔ اس کو چاہیے کہ وہ اس بارے میں صحیح سند کے ساتھ کوئی روایت پیش کرے تا کہ اس کا مدعا ثابت ہو

---

؎ ملاحظہ ہو الکامل (ج ۴ ص ۳۳)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اتی علی رضی اللہ عنہ بزنادقۃ فاحرقہم (ج ۲ ص ۱۰۲۳)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ زنادقہ لائے گئے آپ نے ان کو نذر آتش کر دیا۔

"یہ زنادقہ کون تھے ان کے بارے میں علامہ محمد بن یوسف کرمانی رحمہ اللہ "الکوکب الدراری شرح بخاری" میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام ابوالمظفر الاسفرائنی کی زبانی التبصرہ سے ناقل ہیں۔

هم طائفة من الروافض تدعى السبائية ادعوا ان عليا اله وكان رئيسهم عبد الله ابن سبا وكان اصله يهوديا (ج ۲۴ ص ۵۰ طبع مصر)

یہ روافض کا ایک گروہ تھا جس کو سبائی کہا جاتا ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ حضرت علی خدا ہیں ان کا سربراہ عبداللہ ابن سبا تھا جو اصل میں یہودی تھا

اور حافظ ابن حجر عسقلانی لسان المیزان میں لکھتے ہیں۔

واخبار عبد اللہ بن سبا شهيرة في التواريخ وليست له رواية ولله الحمد وله اتباع يقال لهم السبائية يعتقدون الالهية علي بن ابي طالب وقد احرقهم علي بالنار في خلافته (ج ۳ ص ۲۸۹، ۲۹۰)

عبداللہ بن سبا کے واقعات تو تاریخ میں مشہور ہیں بحمد اللہ اس سے کوئی روایت نہیں ہے ان کے متبعین کو سبائیہ کہا جاتا ہے یہ لوگ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الوہیت کے قائل تھے ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زندہ جلا دیا تھا۔

اب ذرا غور فرمائیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سبائیوں کے

Marfat.com

ساتھ جو عبرت انگیز معاملہ کیا وہ سب کچھ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کے سامنے ہوا پھر یہ کیسی لغو بات ہے کہ یہ سب کچھ دیکھنے اور جاننے کے بعد بھی ان سے دھوکہ کھانے کے لیئے خود حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو تجویز کیا ہے اس سے زیادہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اور کیا غلط بیانی ہو سکتی ہے ناصبی اور رافضی دونوں کا شمار خلق خدا میں بدترین جھوٹ بولنے والوں میں ہے۔

## یہ افترا ہے کہ کوفی سبائیوں نے لڑائی میں پہل کر کے صلح نہ ہونے دی

اور یہ قطعاً افترا ہے کہ یہ "کوفی سبائیوں کی محض سوچی سمجھی اسکیم تھی کہ لڑائی میں پہل کر کے صلح کو پورا نہ ہونے دیا جائے"۔ جنگ میں پہل کرنے والے ناصبی تھے سبائی نہیں۔ مستفتی نے ابن زیاد اور ابن سعد کے سبائی ہونے پر کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ ہاں اس دور کے ناصبی ملحدوں نے ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اب یہ جھوٹا، من گھڑت افسانہ تیار کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف یزید کی بیعت پر بالکل تیار ہو گئے تھے بلکہ اس سے بیعت کرنے کے لیئے دمشق کی طرف بھی چل پڑے تھے اور عمر بن سعد، حر بن یزید اور شمر ذی الجوشن اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ قافلہ حسینی کی نگرانی کے لیئے ان کے ساتھ تھے جو مخدرات حرم کے احترام کی وجہ سے قافلہ سے پیچھے رہتے تھے کہ اسی اثنا میں ان ساٹھ کوفیوں نے جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ سے کربلا تک ساتھ رہے تھے ایک روز عصر کی نماز کے بعد موقع پا کر جھٹپٹے کے وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کیمپ پر حملہ کر کے ان کو مع ان کے رفقاء کے اچانک شہید کر ڈالا۔ اور پھر شمر اور عمر بن سعد کے

Marfat.com

Marfat.com

دستہ فوج نے ان قاتلوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کر دیا" یہ وہ فسانہ ہے جو "مجلس عثمان غنی رضؓ" کے اراکین نے اپنے دل سے گڑھ کر "داستان کربلا" اور "حادثہ کربلا" نامی دو کتابچوں میں لکھ کر شائع کیا ہے اور پھر ان کو بار بار طبع کرا کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا ہے حالانکہ یہ وہ جھوٹ ہے جس کا ذکر صحیح تو درکنار کسی جھوٹی اور موضوع روایت میں بھی موجود نہیں، اس سے پہلے محمود احمد عباسی نے اس سلسلہ میں یہ داستان لکھی تھی کہ حضرت حسین رضؓ اور عمر بن سعد کے درمیان صلح کی گفتگو جاری تھی اور معاملہ باہمی طے ہونے کو تھا کہ جب مزید احتیاط کی غرض سے قافلہ حسینی سے ہتھیار لینے کا مطالبہ کیا گیا تو ان کوفیوں نے اور مسلم بن عقیل کی اولاد نے اچانک عمر بن سعد کی فوج پر قاتلانہ حملہ کر دیا جس کی بنا پر عمر بن سعد کی فوج کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنا پڑا" یہ دونوں باتیں محض جھوٹ اور من گھڑت ہیں۔ خدا تعالیٰ ان جھوٹوں کا منہ کالا کرے اس جھوٹ کی تفصیل معلوم کرنا ہو تو ہمارے رسالہ "شہداء کربلا پر افتراء" کا مطالعہ کرنا چاہیئے

## صحابہ کی جماعت حضرت حسین کے موقف کی حامی تھی

اور یہ کہنا کہ "کسی صحابی نے اس خروج میں آپ کا ساتھ نہ دیا حالانکہ اس وقت خاصی تعداد صحابہ کرام رضؓ کی موجود تھی بالکل غلط ہے صحابہ کرام رضؓ کی جو تھوڑی سی بہت تعداد اس وقت باقی رہ گئی تھی وہ آپ کے موقف کی حامی تھی چنانچہ حافظ ذہبیؒ سیر اعلام النبلاء میں جہاں یہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرزدق شاعر کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت کے لئے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ترغیب دے کر روانہ کیا تھا۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں۔

قلت: هٰذا يدل على تصويب عبد الله ابن عمرو للحسين في مسيره وهو رأى ابن الزبير وجماعة من الصحابة شهدوا الحرة

(ج ۳ ص، ۱۹ مطبوعہ مصر)

میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ یہ واقعہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کوفہ کی مہم پر جانے کو صحیح سمجھتے تھے اور یہی رائے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صحابہ کرام رض کی ایک جماعت کی تھی جو واقعہ حرّہ میں شریک ہوئے۔

علامہ ابن حزم ظاہری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصریحات اس بارے میں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں اور حافظ ابن کثیر رح "البدایہ والنہایہ" میں لکھتے ہیں۔

بل الناس انما ميلهم إلى الحسين لانه السيد الكبير وابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فليس على وجه الارض يومئذ احد يساميه ولا يساويه ولكن الدولة اليزيدية كانت كلها تناديه

(ج ۸ ص، ۱۵۱)

بلکہ سب لوگوں کا میلان حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی طرف تھا کیونکہ وہ سید کبیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے اور ان دنوں روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو ان کے مماثل مساوی ہو لیکن یزید کی حکومت سب کی سب آپ کی عداوت پر تلی ہوئی تھی۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

یہاں "الناس" کا لفظ قابل غور ہے کہ جس میں یزیدی ارکان سلطنت کے علاوہ اس عہد کے سارے ہی حضرات آجاتے ہیں اس لیے یہ شبہ بالکل ایسا ہی ہے جیساکہ رافضی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پیش کیا کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھرا ہوا تھا مگر کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی اس وقت ان کا ساتھ نہ دیا آخر نہایت بے کسی کی حالت میں عین حرم نبوی میں گھر کے اندر گھس کر ان کو قتل کر ڈالا گیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مکہ معظمہ سے نکلتے وقت یہ کس کو معلوم تھا کہ اسی سفر میں آپ کو منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی راہ میں شہید کر ڈالا جائے گا۔

## صحابی رسول کا معرکہ کربلا میں شہید ہونا

پھر بھی حضرت انس بن الحارث رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ ہی کے ساتھ معرکہ کربلا میں شہید ہوئے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری "التاریخ الکبیر" میں فرماتے ہیں۔

انس بن الحارث قتل مع الحسین بن علی سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم (قسم ثانی ج ۱ ص ۳۰ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

انس بن الحارث یہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ شہید ہوئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے۔

## احادیث کی رو سے حضرت حسین کے موقف کی صحت

حضرت انس بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس کا متن یہ ہے۔

ان ابنی یعنی الحسین۔ یقتل

میرا بیٹا حسین مقام کربلا میں قتل کیا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

| | |
|---|---|
| بارض یقال لها کربلاء فمن | جائے گا تم میں سے جو کوئی اس موقع |
| شہد منکم ذالک فلینصرہ | پر موجود ہو اس کی مدد کرے ۔ |

اسی حدیث کی بنا پر یہ صحابی معرکہ کربلا میں آپ کے ساتھ رہے اس روایت کو حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں امام بغوی کی معجم الصحابہ کے حوالے سے لبسند نقل کیا ہے (ج ۸ ص ۱۹۹)

اس روایت سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کی صحت روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی اور جیسا کہ سابق میں بھی گزرا۔ حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس امت کے "نجبا، و رقبا" میں سے تھے اور اس منصب کی ذمہ داری تھی کہ امت میں جب بھی کوئی خرابی پیدا ہو یہ اس کا بروقت تدارک کریں خواہ اس سلسلہ میں جاہ کی قربانی دینی پڑے یا جان کی یا جان و مال دونوں کی اس لیئے ان تینوں بزرگوں نے اپنے اپنے وقت میں اصلاح امت کے سلسلہ میں جو بھی قدم اٹھایا وہ عین رضاء الٰہی اور شریعت کے مطابق تھا اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ ان ہر سہ حضرات کا جنگ و صلح کے بارے میں جو اقدام بھی ہوگا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے عین مطابق ہوگا چنانچہ جامع ترمذی میں ہے ۔

| | |
|---|---|
| عن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۷۰) | حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات علی و فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں فرمایا "جو ان سے لڑے میری ان سے لڑائی ہے اور جو ان سے صلح کرے میری ان سے صلح ہے"۔ |

اور "سنن ابن ماجہ" میں یہ روایت حضرت زید بن ارقم رضؓ سے باب فضائل الحسن و الحسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم" کے تحت ان الفاظ سے مروی ہے

| | |
|---|---|
| قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا سلم لمن سالمتم وحرب لمن حاربتم | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی فاطمہ حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا جن سے تم صلح کرو میری ان سے صلح ہے اور جن سے تمہاری لڑائی ہو ان سے میری لڑائی ہے۔ |

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کے علاوہ صحیح ابن حبان میں بھی حضرت زید ارقم رضؓ کی یہ روایت موجود ہے[ف] اور مسند احمد میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ان الفاظ میں آئی ہے کہ

| | |
|---|---|
| عن ابی ھریرۃ رضؓ قال نظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی علی والحسن والحسین وفاطمۃ فقال أنا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم (مسند احمد ج ۲ ص ۴۴۲) | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات علی، حسن، حسین و فاطمہ کی طرف دیکھ کر فرمایا "جو تم سے جنگ کرے ان سے میری جنگ ہے اور جو تم سے صلح کرے ان سے میری صلح ہے۔" |

اس لیے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اس اقدام کو خطا کہنا بہت بڑی خطاء ہے۔

## اہل بیت سے جنگ کرنا باجماع اُمّت مذموم ہے

اہل بیت سے جنگ کرنا ایسی مذموم حرکت ہے کہ جس کی مذمت پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔

---

ف ملاحظہ ہو موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان "باب فضل اہل البیت"

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ محدث ملا علی قاری "مشکوٰۃ کی شرح "مرقاۃ میں لکھتے ہیں

نفضل أهل البيت و ذم من حاربهم امر مجمع عليه عند علماء السنة و اكابر أئمة الامة (ج ۱۱ ص ۳۸۷)

اہل بیت کی فضیلت اور ان سے جنگ کرنے والوں کی مذمت علماء اہل سنت اور اکابر آئمہ امت کے نزدیک متفق علیہ ہے

## یزید کے بارے میں اس کے بیٹے کی شہادت

یزید کے بارے میں سب سے بڑی شہادت خود اس کے گھر والوں کی موجود ہے۔ حقیقی بیٹے سے زیادہ باپ کے حالات سے اور کون واقف ہو سکتا ہے اور پھر بیٹا بھی وہ جو نہایت صالح ہو۔ اب دیکھئے معاویہ بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے باپ کے بارے میں کیا شہادت دیتے ہیں۔ یزید کے یہ سعادت مند بیٹے جب متولی خلافت ہوئے تو انہوں نے برسر منبر اپنے باپ یزید کے بارے میں جو اظہار خیال کیا وہ یہ ہے۔

تقلد الامر و كان غير اهله ونازع ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقصف عمره وانبتر عقبه وصار فى قبره رهينا بذنوبه ثم بكى وقال ان من اعظم الامور علينا علمنا لسوء مصرعه وبئس منقلبه وقد قتل عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم واباح الخمر

میرے باپ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل ہی نہ تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سے نزاع کی آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور نسل ختم ہو گئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی ذمہ داری لیکر دفن ہو گیا یہ کہکر رونے لگے پھر کہنے لگے جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہی ہے کہ اس کا برا انجام اور بری عاقبت ہمیں معلوم ہے (اور کیوں نہ ہو جبکہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

خرب الکعبۃ ولکم اذق حلاوۃ الخلافۃ فلا اتقلد مرارتھا نتنکم امرکم واللہ لئن کانت الدنیا خیراً فقد نلنا منھا حظا ولئن کانت شراً فکفی ذریۃ ابی سفیان ما اصابوا منھا
(الصواعق المحرقۃ ص ۱۳۴ مطبوعہ مصر)

اس نے واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کو قتل کیا، شراب کو مباح کر دیا، بیت اللہ کو برباد کیا اور میں نے خلافت کی حلاوت ہی نہیں چکھی تو اس کی تلخیوں کو کیوں جھیلوں؟ اس لیئے اب تم جانو اور تمہارا کام خدا کی قسم اگر دنیا خیر ہے تو ہم اس کا بڑا حصہ حاصل کر چکے اور اگر شر ہے تو جو کچھ ابوسفیان کی اولاد نے دنیا سے کما لیا وہ کافی ہے۔

## یزید کے بارے میں ابن زیاد کی شہادت

اور یزید کے خاص الخاص تحریک کار اس کے برادر عمزاد (بشرطیکہ الحاق زیاد صحیح ہو) عبید اللہ بن زیاد کے الفاظ ملاحظہ ہوں جن کو امام اہل السنہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بسند ذیل نقل فرمایا ہے

حدثنا ابن حمید قال: حدثنا جریر عن مغیرۃ قال کتب یزید إلی ابن مرجانۃ ان اغز ابن الزبیر فقال لا اجمعھما للفاسق ابداً اقتل ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واغزو البیت

یزید نے ابن مرجانہ (عبید اللہ بن زیاد) کو لکھا کہ "جا کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جنگ کرو تو ابن زیاد نے کہا کہ میں اس فاسق (یزید) کی خاطر دونوں برائیاں اپنے نامہ اعمال میں کبھی جمع نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com
Marfat.com

قال وكانت مرجانة امرأة صدق فقالت لعبيد الله حين قتل الحسين عليه السلام ويلك ماذا صنعت وماذا ركبت

(تاریخ طبری ج ۵ ص ۴۸۳-۴۸۴)

کے نواسے کو قتل کر چکا اب خانہ کعبہ پر بھی چڑھائی کردوں، مغیرہ کا بیان ہے کہ مرجانہ اس کی ماں بھلی عورت تھی جب عبید اللہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا تو اس نے اس سے کہا تھا کہ تجھ پر افسوس تو نے یہ کیا کیا اور کیا کر ڈالا۔

## یزید کا فسق اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے

اس لیے علمائے اہل سنت والجماعت میں جو حضرات اکابر یزید علیہ ما یستحقہ پر لعن یا اس کی تکفیر و تفسیق کرتے ہیں وہ بلا وجہ نہیں کرتے۔ یزید کا فسق تمام اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے اس بارے میں دو رائے نہیں ہیں۔ اور کسی ناصبی کی بات اس سلسلہ میں درخور اعتنا نہیں البتہ اس کی تکفیر کے بارے میں اہل سنت میں اختلاف ہے امام صدر الاسلام ابو الیسر بزدوی نے کیا خوب لکھا ہے:

واما يزيد بن معاوية كان ظالماً ولكن هل كان كافراً تكلم الناس فيه بعضهم كفروه لما حكي عنه من اسباب الكفر وبعضهم لم يكفروه لانهم قالوا لم يصح منه تلك الاسباب ولا حاجة بنا الى معرفته ذالك فان الله تعالى اغنانا عن ذالك (اصول الدين ص ۲۰۹ طبع مصر)

رہا یزید بن معاویہ وہ ظالم تھا لیکن آیا کافر بھی تھا یا نہیں اس بارے میں علماء میں گفتگو ہے بعض اس کو کافر بتاتے ہیں کیونکہ اس کے بارے میں وہ باتیں بیان کی جاتی ہیں جو کفر کا سبب بن سکتی ہیں اور بعض اس کی تکفیر نہیں کرتے وہ کہتے ہیں یہ باتیں صحیح نہیں اور کسی کو اس کا حال معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے مستغنی فرما دیا۔

Marfat.com

بہرحال اگرچہ احتیاط اسی میں ہے کہ حتی الوسع اس کی تکفیر سے گریز کیا جائے مگر پھر صورت اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں جس کو علامہ ابن حجر مکی نے "الصواعق المحرقہ" میں بصراحت لکھا ہے کہ

وعلی القول بانہ مسلم فھو فاسق شریر سکیر جائر (ص ۱۳۲)

اور اس کو مسلمان کہنے کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ وہ فاسق تھا شریر تھا نشہ کا متوالا تھا ظالم تھا۔

یزید کی حمایت میں سرگرم ہو کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استخفاف کرنا ان کی شہادت کی اہمیت کو نظر انداز کرنا اور اس کی دقعت گرانا ایسی بیہودہ حرکت ہے کہ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے

## شہادت حسینؓ پر حضور علیہ السلام کا قلق

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام اور ملک القطر (بارش کا فرشتہ) کے ذریعہ اپنی حیات مبارکہ ہی میں ہو چکی تھی جس سے آپ کو سخت رنج و اضطراب ہوا تھا اور بعد وفات بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر آپ کے رنج و قلق اور سخت پریشانی و اضطراب کا ذکر احادیث میں وارد ہے چنانچہ

عن ام الفضل بنت الحارث انھا دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی رأیت حلماً منکراً اللیلۃ

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے

Marfat.com
Marfat.com

قال وما هو؟ قالت: انه شديد
قال وما هو؟ قالت رأيت
كأنّ قطعة من جسدك قطعت
ووضعت في حجري فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم رأيت
خيراً تلد فاطمة ان شاء الله
غلاماً يكون في حجرك فولدت
فاطمة الحسين فكان في حجري
كما قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم فدخلت يوماً
على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فوضعته في حجره ثم كانت مني
التفاتة فاذا عينا رسول الله
صلى الله عليه وسلم تهريقان الدموع
قالت فقلت يا نبي الله بابي انت و
امي مالك قال اتاني جبريل عليه
السلام فاخبرني ان امتي ستقتل
ابني هذا فقلت هذا؟ قال نعم
واتاني بتربة من تربته حمراء

آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے آپ نے
فرمایا کیا؟ عرض کیا بہت ہی سخت ہے
(بیان سے باہر ہے) آپ نے پھر فرمایا کیا
دیکھا ہے؟ عرض کیا میں نے دیکھا کہ
گویا کہ آپ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ
کر میری گود میں ڈال دیا گیا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تم نے تو بہت اچھا خواب دیکھا ہے
اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فاطمہ کے لڑکا پیدا
ہوگا اور وہ بچہ تمہاری گود میں رہے گا
(چنانچہ ایسا ہی ہوا) حضرت فاطمہ رضی کے ہاں
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت
ہوئی اور وہ جیسا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے ارشاد فرمایا تھا میری گود میں آئے
پھر ایک روز میں انکو لیکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئی
اور ان کو آپ کی آغوش میں دے دیا اتنا
میں میری توجہ ذرا دیر کے لئے دوسری طرف
ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک سے آنسو رواں
تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں

باپ آپ پر نثار، آپ کو کیا ہو گیا فرمایا
جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے
انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت میرے
اس بیٹے کو عنقریب قتل کر دیگی میں نے
عرض کیا ان کو، فرمایا ہاں! اور مجھے ان کے
مقتل کی سرخ ریت بھی لاکر دی ہے

واضح رہے کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ محترمہ اور بڑی قدیم الاسلام صحابیہ ہیں صاحب مشکواۃ نے "اسماء رجال مشکواۃ" میں لکھا ہے کہ حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد یہ مشرف باسلام ہو گئی تھیں

| | |
|---|---|
| وعن ابن عباس انه قال | اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے |
| رأيت النبي صلى الله عليه وسلم | روایت ہے کہ میں نے ایک روز دوپہر کے |
| فيما يرى النائم ذات يوم | وقت خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو |
| بنصف النهار أشعث أغبر | اس حالت میں دیکھا کہ بال بکھرے ہوئے ہیں |
| بيده قارورة فيها دم فقلت | چہرہ مبارک غبار آلود ہے اور آپ کے |
| بابي انت وأمي ما هذا؟ | دست مبارک میں ایک شیشہ کی بوتل ہے |
| قال هذا دم الحسين واصحابه | جس میں خون بھرا ہوا ہے میں نے عرض کیا |
| ولم ازل التقطه منذ اليوم | میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا |
| فاحصى ذالك الوقت فاجد | حالت ہے؟ یہ بوتل کیسی ہے، فرمایا |
| قتل ذالك الوقت رواهما | یہ حسین اور ان کے رفقا کا خون ہے جس کو آج |
| البيهقي في دلائل النبوة واحمد | دن نکلے سے سمیٹ رہا ہوں ابن عباس رض کا بیان |
| (ازا خیر مشکواۃ ص ۵۷۲ ج ۲) | ہے کہ اس وقت کا میں حساب لگاتا ہوں تو یہ |

یہ وہی وقت تھا جس وقت ان کو شہید کیا تھا ام الفضل اور ابن عباس دونوں کی روایتوں کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور امام احمد نے اپنی مسند میں اخیر کی روایت نقل کی ہے۔

وعن سلمیٰ قالت دخلت علی ام سلمة وهي تبكي فقلت ما يبكيك؟ قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم تعني في المنام وعلى رأسه ولحيته التراب، فقلت مالك يا رسول الله؟ قال شهدت قتل الحسين آنفا۔ رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب مشكوٰة ج ۲ ص ۵۷۰۔

اور حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا وہ رو رہی تھیں میں نے عرض کیا آپ کیوں روتی ہیں۔ فرمانے لگیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس حالت میں دیکھا ہے کہ آپ کی ریش اور سر مبارک پر خاک پڑی ہوئی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کیا ہو گیا فرمایا ابھی ابھی حسین کو قتل ہوتے دیکھا ہے اس روایت کو امام ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کیا ہے۔

اب غور فرمائیں کہ احادیث کیا بتاتی ہیں مگر یہ ناصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شماتت پر خوش اور مسرور ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طنز و طعن اور ان کا استخفاف ان کا شیوہ ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

## شہادت حسینؓ کے بارے میں ابن تیمیہ کا بیان

والحسین رضی اللہ عنہ اکرمہ اللہ تعالیٰ بالشہادۃ فی ھذا الیوم واھان بذلک من قتلہ او اعان علی قتلہ او رضی بقتلہ ولہ اسوۃ حسنۃ بمن سبقہ من الشہداء فانہ واخوہ سیدا شباب اھل الجنۃ وکانا قد تربیا فی عز الاسلام لم ینالا من الھجرۃ والجہاد والصبر علی الاذی فی اللہ ما نالہ اھل بیتہ فاکرمھما اللہ تعالیٰ بالشہادۃ تکمیلاً لکرامتھما ورفعاً لدرجاتھما وقتلہ مصیبۃ عظیمۃ۔

(مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۵۱۱ مطبوعہ ریاض ۱۳۸۱ھ)

حافظ ابن تیمیہ رح نے خوب لکھا ہے کہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے اس دن شہادت سے معزز ومکرم فرمایا اور اس لیے جس نے بھی ان کو قتل کیا یا ان کے قتل میں اعانت کی یا ان کے قتل سے راضی ہوا اس کی اہانت فرمائی حضرت تو اگلے شہدا کا اچھا نمونہ تھے کیونکہ بلاشبہ حضرت حسین اور ان کے بھائی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں ان دونوں حضرات کی نشوونما چونکہ اس عہد میں ہوئی تھی جبکہ اسلام کا غلبہ تھا اس لیے دوسرے بزرگان اہل بیت کی طرح ان دونوں کو ہجرت جہاد اور راہ خدا میں اذیت پر صبر کا وہ موقع نہ مل سکا جو ان کو ملا تھا لہٰذا حق تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کو بھی مرتبہ شہادت پر فائز فرما کر معزز فرمایا تاکہ ان کے اعزاز و تکریم کی تکمیل ہو اور ان کے درجات بلند ہو جائیں حضرت حسین رض

Marfat.com
Marfat.com

کی شہادت بڑی عظیم مصیبت ہے۔

## حضرت حسین سے حضور علیہ السلام کا محبت کرنا اور خلفائے ثلاثہ کا ان کا احترام کرنا

یہ ناصبی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا قدر کر سکتے ہیں ان کی قدر تو حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دل سے کوئی پوچھے حافظ ابن کثیر رح البدایہ والنہایہ میں فرماتے ہیں:

وقد ادرک الحسین من حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خمس سنین او نحوها وروی عنه احادیث ... وسنذکر ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرمهما به وما کان یظهر من محبتهما والحنو علیهما والمقصود ان الحسین عاصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحبه الی ان توفی وهو عنه راض ولکنه کان صغیرا ثم کان الصدیق یکرمه ویعظمه وکذا الفاروق عمر وعثمان وصحب اباه وروی عنه وکان معه فی مغازیه کلها فی الجمل وصفین وکان ...

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے پانچ سال یا اس کے لگ بھگ پائے اور آپ سے حدیثیں روایت کیں اور ہم عنقریب ذکر کریں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں بھائیوں کی کس طرح عزت افزائی فرمایا کرتے تھے اور ان دونوں کے بارے میں کس قدر محبت و شفقت کا اظہار فرماتے تھے اور مقصود تو یہ بتانا ہے کہ حضرت حسین رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا تھا اور وفات نبوی تک آپ کی صحبت اٹھائی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس جہان فانی سے رحلت فرمائی تو اس وقت آپ حضرت حسین رض سے خوش ہو کر گئے تھے لیکن یہ ابھی کم سن تھے پھر حضرت

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

معظماً موقراً ولم يزل في طاعة أبيه حتى قتل (ج ۸ ص ۱۵۰)

صدیق اکبرؓ اور اسی طرح حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ان کا اکرام و تعظیم فرماتے رہے حضرت حسینؓ برابر اپنے والد بزرگوار کے ساتھ رہے ان سے حدیثیں بھی روایت کیں اور تمام غزوات حیدری میں جن میں جمل و صفین بھی شامل ہیں حضرت علیؓ کے ساتھ جہاد میں شریک رہے ہیں یہ ہر زمانے میں معظم و موقر تھے اور برابر اپنے والد ماجد کی اطاعت میں سرگرم رہے تاآنکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شہادت پائی۔

اس لیے یزید کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں ترجیح دینا حد درجہ گستاخی و خیرہ چشمی ہے۔ اور اپنے ایمان کو برباد کرنا ہے اللہ تعالیٰ اہل سنت کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

یاد رہے یزید کی مذمت میں بکثرت حدیثیں وارد ہیں بعض میں صراحت کے ساتھ اس کا نام لیکر مذمت آئی ہے اور بعض میں اس کے عہد نحوست مہد کی نشاندہی کی گئی ہے اور بعض میں اس کی حرکات شنیعہ پر نکیر ہے اور بعض میں اس کے افعال قبیحہ پر لعنت کی تصریح ہے ان میں سے بعض حدیثوں کا ذکر سابق میں ہو بھی چکا ہے۔ ان احادیث کی تفصیل ہم ان شاء اللہ مستقل رسالہ میں قلم بند کریں گے۔ واللہ الموفق

## مفتی محمد شفیع صاحب کی طرف فتویٰ کا انتساب مشکوک ہے

اور یہ جو مستفتی نے لکھا ہے کہ اس استفتاء کا جواب مذکورہ بالا امور کی تائید میں ۱۲ محرم ۱۳۸۵ھ میں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

دارالعلوم کراچی سے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کی ماتحتی میں دیا جا چکا ہے کیا یہ صحیح ہے۔"

تو الحمد للہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کا دارالعلوم بھی موجود ہے اور وہاں کا دارالافتاء بھی، وہاں سے دریافت کیا جا سکتا ہے ہم تو سمجھتے ہیں کہ ان بارہ سوالات مذکورہ کی تائید و تصحیح حضرت مفتی صاحب مرحوم کے قلم سے ہرگز نہیں ہو سکتی حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا رسالہ "شہید کربلا" کہیں چھپا نہیں چھپا ہوا موجود ہے پڑھکر دیکھ لیجئے اس رسالہ کے مطالعہ سے ان سوالات کی تردید ہوتی ہے یا تائید؟

## یزید کے بارے میں مفتی صاحب کے اکابر کی تصریحات

بہرحال مفتی صاحب رح کا انتساب علماء دیوبند کی طرف ہے وہ وطناً تلمذاً مشرباً مسلکاً دیوبندی ہی ہیں اکابر علماء دیوبند جن حضرات علماء کی طرف انتساب میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان میں شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ان کے خلف ارشد شاہ عبدالعزیز صاحب محدث کی تصریحات یزید کے بارے میں ان اوراق میں ناظرین کی نظر سے گزر چکی ہیں۔

## لعن یزید کے بارے میں مجدد الف ثانی کی تصریحات

حضرت مجدد الف ثانی رح شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے معاصر اور شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کے اکابر میں ہیں۔ یزید کے بارے میں ان کے مکتوبات شریف میں جو کچھ مرقوم ہے وہ یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| یزید بے دولت از زمرہ فسقہ است توقف در لعنت او بنا بر اصل مقرر | یزید بدنصیب فاسقوں کے گروہ میں شامل ہے اس پر لعنت کرنے میں توقف |

Marfat.com

اہل سنت است کہ شخص معین را اگرچہ کافر باشد تجویز لعنت نکردہ اند مگر آنکہ بیقین معلوم کنند کہ ختم او بر کفر بودہ کابی لہب الجہنمی و امرأتہ نہ آنکہ او شایان لعنت نیست ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ (دفتر اول مکتوب ۲۵۱ حصہ چہارم ص ۶۰ طبع مطبع مجددی امرتسر ۱۳۲۹ھ)

اہل سنت کے اس قاعدہ کی بنا پر ہے کہ کسی شخص معین پر اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو لعنت تجویز نہیں کیا کرتے الّا یہ کہ بالیقین یہ معلوم ہو جائے کہ اس شخص کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے جیسا کہ ابولہب جہنمی اور اس کی بیوی تھی، یزید پر لعنت کرنے سے توقف کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں ارشاد باری ہے کہ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا میں بھی لعنت کی اور آخرت میں بھی"۔

مکتوبات کے ایک دوسرے نسخے میں "از زمرہ فسقہ" کی بجائے "از مردہ فسقہ" کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہوئے "یزید سرکش فاسقوں میں سے ہے اور اسی مکتوب میں سائل کے اس جواب میں کہ

اگر او مستحق لعنت است (الخ) (ص: ۵۸)

اگر وہ (جس کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے) مستحق لعنت ہے۔

فرماتے ہیں۔

اگر این سخن در باب یزید می گفت گنجائش داشت

اگر یہ بات یزید کے بارے میں کہی جاتی تو اس کی گنجائش تھی۔

اور "دفتر اول" کے مکتوب (۲۶۶) میں فرماتے ہیں۔

این منکرترین یزید بے دولت

یہ فضیلت شیخین کا منکر یزید بدنصیب کا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

است کہ بواسطہ احتیاط در لعن او توقف کردہ اند ایذائیکہ بحضرت پیغمبرؐ از راہ ایذا خلفائے راشدین او میرسد در رنگ ایذائے است کہ از راہ ایذائے امامین بار رسد علیہ وعلیہم الصلوٰۃ و التسلیمات (حصّہ چہارم ص ۱۳۰)

ماتقی ہے کہ احتیاط کے خیال سے اس پر لعنت کرنے سے رکتے ہیں حضرت پیغمبرؐ کو جو ایذا آپ کے خلفائے راشدین کی ایذا رسانی کے سبب ہوتی ہے وہ اسی رنگ کی ایذا ہے کہ جو حضرات امامین حسینؓ کی ایذا رسانی کی بنا پر آپ کو ہوتی ہے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات

## بحر العلوم کی تصریح یزید کے بارے میں

اور علامہ بحر العلوم لکھنوی علیہ الرحمہ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں ارقام فرماتے ہیں۔

ویزید ابنہ مع انّہ کان من اخبث الفساق وکان بعیداً بمراحل من الامامۃ بل الشک فی ایمانہ خذلہ اللہ تعالیٰ والشنیعات التی صنعھا معروفۃ من انواع الخبائث) ج - ۲ ص ۲۲۳ طبع مصر ۱۳۲۲ھ)

اور ان کا بیٹا یزید اگرچہ فاسقوں میں بڑا اخبث تھا اور منصب خلافت سے بمراحل (کوسوں) دور تھا بلکہ اس کے تو ایمان میں بھی شک ہے اللہ تعالیٰ اس کا بھلا نہ کرے اور جو طرح طرح کی خبیث حرکتیں اس نے کی ہیں سب جانی پہچانی ہیں

اور حضرت سید احمد صاحب شہید بریلویؒ اپنے "مکتوبات" میں فرماتے ہیں۔

رفیق من از حزب حسین بن علی است و رفیق مخالف من از زمرہ یزید شقی ؎

میرا رفیق حضرت حسین بن علی رضؓ کی سپاہ میں داخل ہے اور میرے مخالف کا رفیق

---

؎ ملاحظہ ہو مکتوبات سید احمد ص ۲۹ شائع کردہ کتب خانہ رشیدیہ لاہور۔

Marfat.com

## یزید شقی کے زمرہ میں

اور پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| بلاریب مشارک مایا غازی است یا شہید | بلاشبہ ہمارا شریک یا غازی ہے یا شہید |
| و مقابل مایان ابوجہل است یا یزید | اور ہمارا مقابل ابوجہل ہے یا یزید |

ورق ۱۵۱ ب[لہ]

ہندوستان کے اکابر علماء جب یزید کا نام لیتے ہیں تو اس کے نام کے ساتھ پلید کا لفظ بڑھا دیتے ہیں۔ یا یوں لکھتے ہیں۔ یزید علیہ ما ہو اہلہ (تیسیر القاری ج ۶ ص: ۲۹۹) یا یزید علیہ ما یستحقہ (تیسیر القاری ج ۲ ص ۱۵۶) اور یزید بن معاویہ علیہ من اللہ ما یستحقہ (تاج العروس مادہ حر) یعنی یزید کے لیے رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے یوں لکھا کرتے ہیں۔ کہ یزید جس معاملہ کا مستحق ہے اس کے ساتھ وہی معاملہ ہو۔

اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے مرشد اور شیخ مولانا اشرف علی تھانوی رح کے فتاوٰی یزید کے بارے میں امداد الفتاوٰی میں طبع شدہ موجود ہیں ان کو دیکھ لیا جائے وہ یزید کو فاسق ہی بتاتے ہیں[۲]

### غیر مقلد مفتیوں کے فتوی کی تنقیح

مطبوعہ استفتار جو "بشارت مغفرت کے امین حضرت یزید بن معاویہ رض سے متعلق ایک اہم استفتار اور اس کا جواب" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس میں مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے فتوی کے بعد غیر مقلدین کے دو مفتیوں کا فتویٰ بھی یزید کے بارے میں ان الفاظ میں درج ہے۔

---

لہ ان دونوں حوالوں کے بارے میں ہم مولانا سید لعل شاہ بخاری عم فیوضہم کے ممنون ہیں

۲ے ملاحظہ ہو امداد الفتاوٰی ج ۴ ص ۴۶۵

"الجواب - امیر یزید علیہ الرحمۃ کے متعلق علاوہ تاریخی حوالجات کے صحیح بخاری کی حدیث مذکور در سوال بین طور پر یزید کی طہارت اور مغفرت پر دال ہے۔ پس مسلمانوں کو کب لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مغفور فرمائیں اور ہم یزید کو مقہور و مغضوب علیہ قرار دیں۔ بلکہ حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے جبکہ اس میں کفر کی وجہ نہ ہو۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پیشگوئی میں اس کو مغفور فرمائیں یہ کافر فاسق و فاجر کہنے والا خود اس کا مستحق بن رہا ہے۔ ایسے خیالات و نظریات بابت یزید علیہ الرحمۃ رکھنے والے کے پیچھے نماز کی ممانعت کہاں؟ واللہ اعلم بالصواب۔"

مفتیان بالا کی رائے صحیح ہے

ابوالفضل عبدالحنان

۶/۳۱ ۶۵

مولانا
محمد یوسف خاں
مفتی پاکستان کراچی
کلکتہ والے

## نواب صدیق حسن خاں کا فیصلہ یزید کے بارے میں

"صحیح بخاری" کی حدیث

پر تو تفصیلی بحث گذر چکی؛ اور ان دونوں مفتیوں کا غیر مقلدین میں جو مقام ہے وہ جائیں، ہندوستان میں نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم سے بڑھ کر اہلِ حدیث میں کوئی کثیر التصانیف نہیں گزرا۔ ان کا جو فیصلہ یزید کے بارے میں ہے وہ ہم اُن کی کتاب "لغیۃ الرائد فی شرح العقائد" سے جو "عقائد نسفیہ" کی شرح ہے۔ پیش کئے دیتے ہیں۔ اور چونکہ اس کتاب کا تعلق علمِ عقائد سے ہے اس لئے اہلِ حدیث حضرات کو یزید کے بارے میں جو عقیدہ رکھنا چاہیے

Marfat.com

Marfat.com

نواب صاحب اسی کو بیان کر رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

و بعضے براہ غلو و افراط در شان وے روند و گویند امارت او باتفاق مسلمانان شد و طاعت وے بر امام حسین رضی اللہ عنہ واجب بود، و بخدا پناہ ازیں قول و اعتقاد کہ وے با وجود امام حسین امام و امیر شود، و اتفاق مسلمانان کجا است، جمعے از صحابہ و اولاد ایشان کہ در زمان آن پلید بودند انکارش کردند و از طاعت او بیرون رفتند۔ و بعضے از اہل مدینہ بعد دریافت حال خلع بیعت کردند،

اور بعض لوگ یزید کے بارے میں غلو و افراط کا راستہ اختیار کر کے کہتے ہیں کہ اس کو تو مسلمانوں نے بالاتفاق امیر بنایا تھا لہٰذا اس کی اطاعت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر واجب تھی۔ اس بات کے زبان سے نکالنے اور اس پر اعتقاد رکھنے سے اللہ کی پناہ کہ وہ امام حسین کے ہوتے ہوئے امام اور امیر ہو اور مسلمانوں کا اتفاق کیسا۔ صحابہ کی ایک جماعت اور ان کی اولاد کہ جو اس پلید کے زمانہ میں تھی ان سب نے اس کا انکار کیا اور اس کی اطاعت سے باہر ہو گئے۔ اور اہل مدینہ کے بعض حضرات کو جب اس کے حال کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کی بیعت توڑ ڈالی۔

و وے تارک صلوٰۃ و شارب خمر و زانی و فاسق و مستحل محارم بود و بعضے بروے اطلاق لعن کردہ مثل امام احمد و امثال ایشان و ابن جوزی لعن وے از سلف نقل نمودہ زیراکہ وے وقت امر بقتل حسین کافر شد و کسے کہ قتل

اور وہ تو تارک صلوٰۃ، شراب خوار، زانی، فاسق اور محرمات کا حلال کرنے والا تھا۔ اور بعض علما جیسے کہ امام احمد اور ان جیسے دوسرے بزرگ ہیں اس پر لعنت کو روا رکھتے ہیں حافظ ابن جوزی نے سلف سے اس پر لعنت کرنے کو نقل کیا ہے کیونکہ جس وقت اس نے حضرت حسینؓ کے قتل کا حکم دیا وہ کافر ہو گیا اور جس نے بھی حضرت ممدوح کو قتل کیا

Marfat.com

وے کرد یا امر یدان نمود بر جواز لعن وے اتفاق کردہ اند تفتازانی گفتہ حق آنست کہ رضائے وے بقتل حسین و استبشار وے بدان و اہانت نمودن اہل بیت متواتر المعنی است اگرچہ تفاصیلش احاد باشد فنحن لانتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ انتہی و بالجملہ وے مبغوض ترین مردم است نزد اکثر مردم و کارہائے کہ آن بے سعادت درین امت کردہ از دست ہیچ کس ہرگز نیاید۔

یا آپ کے قتل کرنے کا حکم دیا اس پر لعنت کے جواز پر اتفاق ہے۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ قتل حسین پر یزید کی رضا مندی اور اس پر اس کا خوش ہونا اور اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا یہ متواتر المعنی ہے گو اس کی تفصیلات کا ثبوت اخبار احاد سے ہو لہذا ہم اس کے بارے میں تو کیا اس کے ایمان کے بارے میں بھی توقف سے کام نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر بھی لعنت ہو اور اس بارے میں اس کے اعوان و انصار پر بھی۔" (تفتازانی کا کلام یہاں ختم ہو گیا) بہر حال وہ اکثر لوگوں کے نزدیک انسانوں میں سب سے زیادہ قابل نفرت ہے اور جو برے کام اس منحوس نے اس امت کے اندر کیے ہیں وہ ہرگز کسی کے ہاتھوں نہیں ہو سکتے۔

بعد قتل امام حسین لشکر بتخریب مدینہ منورہ فرستاد و بقیہ صحابہ و تابعین را امر بقتل کرد و بالحاد در حرم مکہ و قتل عبداللہ بن الزبیر پرداخت و ہم دریں حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ دیگر احتمال توبہ و رجوع او کجا

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے بعد اس نے مدینہ منورہ کی تخریب کے لئے لشکر بھیجا اور جو صحابہ و تابعین وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر حرم مکہ کی عزت کو پامال کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قتل کرنے کے درپے ہو گیا۔ اور اسی ناپسندیدہ حالت میں دنیا سے چل بسا اب اس کے توبہ کرنے اور باز آنے کا

Marfat.com
Marfat.com

است (ص ۶۳ طبع مطبع علوی لکھنؤ احتمال ہی کہاں رہا۔
شہ۱۲۵۱ھ)

## علامہ مقبلی کی رائے یزید کے بارے میں

اور علامہ صالح بن مہدی مقبلی کو کبانی نزیل مکہ جن کے مجتہد ہونے کی قاضی شوکانی نے "البدر الطالع" میں تصریح کی ہے اپنی کتاب "العلم الشامخ فی تفضیل الحق علی الآباء والمشائخ" میں رقمطراز ہیں۔

واعجب من ذلك من يحسن ليزيد المرتد[1] الذی فعل بخيار الامة ما فعل، وهتك مدينة الرسول صلی الله عليه وآله وسلم وقتل الحسين السبط واهل بيته وهتكهم وفعل مالوا استمكن من مثل فعله عدوهم من النصاری ربما كان ارفق منه

اور اس سے بھی عجیب وہ شخص ہے کہ جو یزید مرتد[1] کو اچھا بنا کر پیش کرتا ہے۔ (یہ یزید وہی تو ہے) جس نے بزرگانِ امت کے ساتھ ناگفتہ بہ معاملہ کیا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کو خاک میں ملایا سبط پیمبر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہلِ بیت کو شہید کیا اور ان کی بے عزتی کی اور ان کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ اگر دشمنانِ اسلام نصاریٰ کا بھی ان پر قابو چلتا تو شاید ان کا برتاؤ بھی ان حضرات کے ساتھ اس سے نرم ہی ہوتا۔

ومن جملة المحسنين له حجة الاسلام الغزالی ولكنه فی تصرفاته كلها كحاطب

اور یزید کو اچھا بنا کر پیش کرنے والوں میں حجۃ الاسلام غزالی بھی ہیں لیکن وہ اپنی تمام کارگزاری[2] میں حاطب اللیل (رات کے اندھیرے میں

---

[1] مطبوعہ نسخہ میں المولیٰ کے بجائے المرتد ہے۔ [2] "مرید" کے معنی سرکش کے ہیں۔

Marfat.com

ليل يجمع في حطبه الحية والعقرب ولا يدري.

لکڑیاں جمع کرنے والے) کی طرح ہیں کہ جو اپنی لکڑیوں میں سانپ بچھو بھی جمع کر لیتا ہے اور اسے کچھ پتہ نہیں چلتا۔

وما يهون صنع يزيد الا مخذول ادركته الشقاوة في مشاركته بطوامه المرديات فاياك والتفريط والافراط، ولكن الصبر عنهما كالقبض على الجمر سيما مع تراكم الجهل كزمننا هذا ، نسأل الله العافية والسلامة امين

اور یزید کی حرکت کو وہی معمولی سمجھے گا جو توفیق الٰہی سے محروم ہو اور جس کو شقاوت نے گھیر لیا ہو اس طرح وہ بھی اس کے مہلک کرتوتوں میں اس کا شریک بن گیا۔ لہذا تمہیں تفریط وافراط سے بچنا چاہیے لیکن اس سلسلہ میں صبر سے کام لینا ایسا ہی ہے جیسے انگارے کو مٹھی میں پکڑ لینا خصوصاً جبکہ جہالت امڈی چلی آتی ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت و سلامتی کے خواہاں ہیں۔ آمین

ومن غريب الفقه ما ذكره ابن حجر الهيتمي في صواعقه أنه لا يجوز لعن يزيد وان كان يجوز بالاجماع لعن من شرب الخمر ومن قطع الارحام ومن هتك مدينة الرسول صلى الله عليه وسلم ومن قتل الحسين او امر بقتله او رضي بقتله. قال واما يزيد

اور فقہ کا نرالا مسئلہ جس کو ابن حجر ہیتمی نے اپنی کتاب "صواعق محرقہ" میں بیان کیا ہے یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں اگرچہ بالاجماع ایسے شخص پر لعنت کرنا جائز ہے جو میخوار ہو اور جو قطع رحمی کا مرتکب ہو اور جو مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کو پامال کرے۔ اور جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ہو یا ان کے قتل کا حکم دے یا ان کے قتل سے راضی ہو فرماتے ہیں۔ لیکن خود یزید پر [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

يعينه فلان ان كان قد فعل هذه
الاشياء فهو فاسق قطعًا. ونجد
في فقههم نحو كلامنا اعني انه لا
يجوز لعن المعين فهي كلية فيقال
لهم قياس الدلالة على فقهكم
هذا: ان لا يحد شارب الخمر
المعين والزاني المعين الى غير
ذلك في جميع احكام الشريعة لان
الطريقة واحدة فطاح
ايضًا منطقكم لان هذا الشكل
الاول الضروري خالفتموه فاي
برهان يقام بعده وصورته:
هذا يزيد شرب
الخمر، وشارب الخمر
ملعون هذا يزيد
ملعون
ولو قالوا ينبغي تحامي ذلك
من باب قوله صلى الله عليه وآله
وسلم "ليس المؤمن باللعان" لكان
فيه مندوحة للمتقين والله اعلم
(ص ٣٦٨ طبع مصر ١٣٢٥ھ)

کر سکتے اگرچہ ابن نے ان تمام امور کا ارتکاب کیا تھا
اور وہ قطعًا فاسق تھا اور جیسا کہ ان کا بیان ہے
ایسا ہی ہم ان کی فقہ میں پاتے ہیں کہ کسی متعین شخص پر
لعنت کرنا روا نہیں یہ ان کا کلیہ ہے۔ تو ان کی خدمت
میں عرض ہے کہ تمہاری اس فقہ میں تو قیاس الدلالۃ
کی بنا پر یوں ہونا چاہیے تھا کہ نہ کسی معین شراب خوار
پر حد لگائی جاتی اور نہ کسی معین زانی پر اور اسی
طرح اور سارے احکام شرعیہ میں بھی یہی ہونا چاہیے
تھا کیونکہ طریقہ تو ایک ہی ہے۔
اور اس صورت میں تمہاری منطق بھی ہوا میں اڑ گئی،
کیونکہ تم تو منطق کی اس شکل اول کی بھی جو بدیہی الانتاج
ہے مخالفت کر رہے ہو۔ لہذا اب اس کے بعد اور کونسی دلیل
تمہارے سامنے ٹھہر سکتی ہے کیونکہ قیاس کی شکل اول
کی صورت یہ ہے (۱) یہ ہے یزید جس نے شراب پی ہے
اور (۲) شراب کا پینے والا ملعون ہے۔ (۳) لہذا یہ
یزید ملعون ہے۔
ہاں اگر یہ حضرات یوں کہتے کہ لعنت کرنے سے اس لئے
بچنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد
گرامی ہے "مومن لعنت کا ڈھیر نہیں لگایا کرتا"
تو بیشک اس صورت میں اہل تقویٰ کے لئے اس سے
بچنے کی گنجائش ہوتی، واللہ اعلم

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اب نواب صدیق حسن خاں اور علامہ مقبلی کے مقابلہ میں ان دونوں نام نہاد غیر معروف مفتیوں کے فتوی کی جو وقعت ہو سکتی ہے ظاہر ہے۔

**یزید کی طہارت ومغفرت کی بحث** اور "صحیح بخاری" کی اس حدیث کے بارے میں جو استفتاء میں مذکور ہے ان غیر مقلد مفتیوں کا یہ کہنا کہ

"حدیث مذکور درسوال بین طور پر یزید کی طہارت اور مغفرت پر دال ہے، پس مسلمانوں کو کب لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مغفور فرمائیں اور ہم یزید کو مقہور ومغضوب علیہ قرار دیں"۔

اور پھر کر راس بات پر زور دیتا اور یہ کہے جاتا کہ

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو پیش گوئی میں اس کو مغفور فرمائیں"۔

اور اسی طرح مولوی محمد صابر نائب مفتی کا یہ لکھنا کہ

"امیر یزید . . . از روئے حدیث بخاری شریف مغفور لہم میں داخل ہیں"۔

محض غلط ہے۔ اگر یہ لوگ خود تحقیق کرتے یا محققین اہل علم سے دریافت کرتے تو ہرگز ایسی شدید غلطی میں مبتلا نہ ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا تحقیق ایک غلط بات کو منسوب کرنے کا گناہ اپنے سر نہ لیتے۔

غور فرمائیے "صحیح بخاری" کی جو حدیث استفتاء میں درج ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لہم۔ میری امت کا پہلا لشکر جو شہر قیصر پر جنگ کرے گا اس کی بخشش کردی گئی ہے۔

اس کے بارے میں پہلے سوال کے جواب میں تفصیل سے یہ بحث گزر چکی ہے کہ

یزید کی نیت جہاد کی تھی ہی نہیں وہ تو زبردستی باپ کے دباؤ کی وجہ سے غازیانِ روم میں شامل ہو گیا تھا ورنہ اسے جہاد کفار سے کیا سروکار۔ آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ یزید نے جیسے ہی تخت حکومت پر قدم رکھا اپنی پہلی ہی تقریر میں بحری اور سرمائی جہاد کی معطلی کا اعلان کیا۔

**یزید کا جزیرہ روڈس اور جزیرہ ارواد سے مجاہدین کو واپس بلا لینا**

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں ۵۳ھ میں جزیرہ "روڈس" فتح ہوا اور وہاں مسلمانوں کی فوجی چھاؤنی قائم کردی گئی۔ اس چھاؤنی کی وجہ سے بحر روم میں عیسائی فوجوں کی نقل و حرکت خطرہ میں پڑ گئی تھی، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مجاہدین اسلام کا بڑا خیال رکھتے تھے اور ہر وقت ان کی مدد پر کمربستہ رہتے تھے مگر ان کے نالائق بیٹے نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ان مجاہدین کو اس جزیرہ سے منتقلی کے فوری احکام بھیجے آخر وہ بیچارے پیچھے سے رسد اور کمک کے منقطع ہو جانے کے ڈر سے شاہی حکم کے مطابق "روڈس" کو خالی کر کے اپنی زمین جائداد، کھیت اور باغات کو خیرباد کہہ کر بادلِ ناخواستہ وہاں سے چلے آئے اور یوں بغیر لڑے بھڑے مفت میں یہ مسلمانوں کا مفتوحہ جزیرہ نصاریٰ کے ہاتھ آ گیا[1]

اسی طرح ۵۴ھ ہجری میں مسلمانوں نے قسطنطنیہ کے قریب جزیرہ "ارواد" فتح کیا تھا وہاں بھی مسلمان سات سال تک قابض رہے مگر یزید کو وہاں بھی مسلمانوں کا قبضہ ایک آنکھ نہ بھایا اور اپنے دورِ حکومت کے پہلے ہی سال میں مسلمانوں کو وہاں سے واپسی کا حکم دے کر بلوا لیا۔[2]

ظاہر ہے کہ جب یزید نے بحری جنگ بند کردی تھی تو وہ ان دونوں جزیروں پر

---

[1] ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ از ابن کثیر بسلسلہ واقعات و حوادث ۵۳ھ ہجری۔

[2] تاریخ طبری بضمن واقعات ۵۴ھ ہجری۔

Marfat.com
Marfat.com

اپنا قبضہ کیسے برقرار رکھ سکتا تھا۔

اس امر پر بھی بحث ہو چکی ہے کہ اس حدیث میں مغفرت سے "مغفرت عام" مراد نہیں ہے۔ کہ سارے اگلے پچھلے گناہوں کی معافی کا پروانہ مل گیا ہو، بلکہ تمام اعمال صالحہ میں جہاں مغفرت کا ذکر آتا ہے وہاں بالاتفاق سابقہ گناہوں کی مغفرت مراد ہوتی ہے اور وہ بھی عام طور پر صغائر کی مغفرت، کبائر کے لئے توبہ کی ضرورت ہے۔ بغیر توبہ کے معافی لازمی نہیں۔ بلکہ حق تعالیٰ کی مشیت پر معاملہ موقوف رہتا ہے کہ وہ رب کریم چاہے تو اپنے فضل سے معاف کردے اور چاہے تو ازراہِ عدل اس گناہ کی پاداش میں عذاب فرمائے۔

**"مدینۃ قیصر" سے کیا مراد ہے** اس حدیث میں "مدینۃ قیصر" کے جو الفاظ ہیں وہ بھی غور طلب ہیں۔ "مدینۃ قیصر" یعنی شہر قیصر کی تعیین کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ اس شہر سے کونسا شہر مراد ہے۔ اس لئے اس کی تعیین میں تین شہروں کا نام لیا جا سکتا ہے۔

(۱) "مدینۃ قیصر" سے مراد وہ شہر ہے جہاں قیصر اس وقت مقیم تھا جبکہ زبانِ رسالت سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے۔ یعنی "حمص" جو کہ شام کا مشہور شہر ہے۔ اور جو یزید کی پیدائش سے بہت پہلے ۱۷ھ ہجری میں عہد فاروقی ہی میں فتح ہو چکا تھا۔ چنانچہ سابق میں گزر چکا ہے۔ کہ بعض علماء نے اس حدیث میں "مدینۃ قیصر" سے "حمص" ہی کو مراد لیا ہے۔

(۲) شہر "رومہ"۔ جو قدیم زمانہ سے قیاصرہ روم کا دارالسلطنت چلا آ رہا تھا۔ "رومہ" پر بھی اگرچہ مسلمان حملہ آور ہو چکے ہیں لیکن یہ حملہ یزید کی حیات میں نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اس کے مرنے کے بہت بعد کا واقعہ ہے۔

(۳) شہر "قسطنطنیہ"۔ جو قسطنطین اعظم کا پایہ تخت تھا۔

**حدیث "مدینۃ قیصر" کا مصداق سلطان محمد فاتح** اب اگر "مدینۃ قیصر" کے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

قسطنطینیہ ہی قرار دینے پر اصرار ہے تو انصاف یہ ہے کہ اس بشارت نبوی کا مصداق یزید پلید نہیں بلکہ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ علیہ الرحمۃ اور ان کی فوج ظفر موج ہے یہی وہ مجاہدینِ اسلام ہیں جن کی شمشیر خارا شگاف نے عیسائیت کے اس مرکز کو فتح کر کے اس کو قلمروِ اسلامی میں داخل کیا۔ اور پھر وہ "بغداد" کے بعد صدیوں تک مسلمانوں کا دار الخلافہ رہا تا آنکہ مصطفےٰ کمال نے اپنی حماقت سے خلافت ہی کے سلسلہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی مرکزیت اور یکجہتی کا شیرازہ منتشر ہو کر رہ گیا اور اب شاید امام مہدی کے آنے پر ہی خلافت کا دوبارہ قیام عمل میں آئے۔

یہ بھی یاد رہے کہ جن احادیث میں کسی غزوہ پر بشارت آتی ہے اس میں عام طور پر فتح دکامرانی ہی مراد ہوتی ہے اس لئے اس حدیث کے صحیح مصداق اگر "مدینۂ قیصر" سے "قسطنطینیہ" ہی مراد لیا جائے تو فاتحینِ "قسطنطینیہ" ہی ہو سکتے ہیں۔ بھلا یزید اس بشارت کا مصداق کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ وہ تو قریش کے ان شریر النفس لونڈوں میں سرِ فہرست ہے جن کے متعلق زبانِ رسالت سے پیشین گوئی کی جا چکی ہے کہ امت کی تباہی ان کے ہاتھوں ہونی ہے۔

**یزید قسطنطنیہ کی پہلی مہم میں شریک نہ تھا**

یہ بات بھی خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ حدیث میں اول جیش من امتی (میری امت کا پہلا لشکر) کے الفاظ آئے ہیں اور یزید کے زیر کمان جو لشکر "قسطنطینیہ" کی طرف روانہ ہوا تھا۔ وہ "قسطنطینیہ" پر حملہ آور ہونے والا پہلا لشکر قطعاً نہ تھا۔ بلکہ اس سے بہت پہلے اسلامی لشکر "قسطنطینیہ" پر جا کر جہاد کر چکے تھے۔ یزید کس سنہ میں "قسطنطینیہ" پر حملہ آور ہوا اس کے بارے میں اگرچہ مورخین کے بیانات مختلف ہیں لیکن ۴۹ھ ہجری سے پہلے کوئی مورخ اس واقعہ کو بیان نہیں کرتا۔ ناصبیوں کے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

شیخ التاریخ محمود احمد عباسی کا بھی "خلافت معاویہ و یزید" میں یہی بیان ہے وہ لکھتے ہیں۔

"۴۹ھ میں حضرت معاویہؓ نے جہاد قسطنطنیہ کے لئے بری اور بحری حملوں کا انتظام کیا۔ بری فوج میں شامی عرب تھے، خصوصاً بنو کلب جو امیر یزید کا ننھیالی قبیلہ تھا۔ ان کے علاوہ حجازی و قریشی غازیوں کا بھی دستہ تھا جس میں صحابہ کرام کی ایک جماعت شامل تھی۔ اس فوج کے امیر اور سپہ سالار امیر المؤمنین کے لائق فرزند امیر یزید تھے یہی وہ پہلا اسلامی جیش ہے جس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا اسی اسلامی فوج کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت مغفرت دی تھی" (ص ۷۰ طبع چہارم)

اگرچہ خود بدولت نے بھی اسی کتاب میں (ص ۹۷ پر) امیر شکیب ارسلان کی کتاب "حاضر العالم الاسلامی" کی تعلیقات سے بحوالہ "طبقات ابن سعد" اس غزوہ کی تاریخ ۵۲ھ ہجری ہی نقل کی ہے۔ بہرحال ۴۹ھ سے پہلے قسطنطنیہ کی کسی مہم میں یزید کی شرکت ثابت نہیں ہے۔

اور کتب حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ۴۹ھ ہجری سے بہت پہلے غازیان اسلام قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو چکے تھے۔ چنانچہ سنن ابوداؤد میں مذکور ہے۔

| | |
|---|---|
| حدثنا احمد بن عمرو بن السرح نا ابن وهب عن حيوة بن شريح و ابن لهيعة عن يزيد بن ابی حبيب عن اسلم ابی عمران قال غزونا من المدينة نريد | اسلم ابی عمران کا بیان ہے کہ ہم مدینہ نبوی سے جہاد کے لئے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت امیر جیش حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ رومی فوج شہر پناہ سے |

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

القسطنطينية وعلى الجماعة عبد الرحمن بن خالد بن الوليد والروم ملصقو ظهورهم بحائط المدينة فحمل رجل على العدو فقال الناس مه مه لا اله الا الله يلقى بيديه الى التهلكة فقال ابو ايوب انما نزلت هذه الآية فينا معاشر الانصار لما نصر الله نبيه صلى الله عليه وسلم واظهر الاسلام قلنا هلم نقيم فى اموالنا ونصلحها فانزل الله عز وجل وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ فالالقاء بايدينا الى التهلكة ان نقيم فى اموالنا ونصلحها وندع الجهاد قال ابو عمران فلم يزل ابو ايوب يجاهد فى سبيل الله عز وجل حتى دفن بالقسطنطينية

پشت لگائے مسلمانوں سے آمادہ پیکار تھی۔ اسی اثنا میں (مسلمانوں کی صفوں سے نکل کر) ایک شخص نے دشمن (کی فوج) پر حملہ کر دیا۔ لوگ کہتے رہے "رکو رکو لا الہ الا اللہ یہ شخص تو خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے" یہ سن کر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت تو ہم انصاریوں کے بارے میں اتری ہے۔ (واقعہ یہ ہے) کہ جب حق تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام کو غلبہ نصیب فرمایا تو ہم نے کہا تھا کہ اب تو ہم کو مدینہ میں رہ کر اپنے اموال کی خبر گیری اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ دینا چاہیئے۔ اس پر اللہ عز وجل نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الآیۃ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو) لہذا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تو جہاد کو چھوڑ کر ہمارا اپنے اموال کی خبر گیری اور اس کی اصلاح کے خیال سے اپنے گھر میں بیٹھ رہنا تھا۔

ابو عمران کہتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلسل راہ خدا میں جہاد ہی کرتے رہے تا آنکہ آپ دفن بھی قسطنطنیہ ہی میں ہوئے۔

(باب فی قولہ عز وجل وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ)

Marfat.com

اور اسی غزوہ کا وہ واقعہ ہے جس کو امام ابوداؤد ہی نے "کتاب السنن" کے "باب فی قتل "الاسیر بالنبل میں بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

حدثنا سعید بن منصور ثنا عبد اللہ بن وھب قال أخبرنی عمرو بن الحارث عن بکیر بن الأشج عن ابن تعلی قال غزونا مع عبد الرحمن بن خالد بن الولید فأتی بأربعة أعلاج من العدو فأمر بھم فقتلوا صبراً۔ قال ابوداؤد قال لنا غیر سعید عن ابن وھب فی ھذا الحدیث قال۔ بالنبل صبراً فبلغ ذلک أبا أیوب الانصاری فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھی عن قتل الصبر فوالذی نفسی بیدہ لوکانت دجاجة ما صبرتھا فبلغ ذلک عبد الرحمن بن خالد بن الولید فأعتق أربع رقاب

ابن تعلی کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبد الرحمن بن خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ جہاد میں شریک تھے (اسی مہم میں) ان کے سامنے دشمن کے چار ہٹے کٹے شخص پیش کیے گئے جن کے قتل کرنے کا انہوں نے حکم دیا۔ اور تعمیل حکم میں ان کو باندھ کر قتل کروا ڈالا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ہم سے ہمارے استاذ سعید بن منصور کے علاوہ ایک دوسرے صاحب نے ابن وہب سے اس حدیث میں یوں نقل کیا ہے کہ ان چاروں کو باندھ کر تیروں کا ہدف بنایا گیا تھا جب اس امر کی خبر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ اس طرح باندھ کر قتل کرنے سے منع فرماتے تھے پس قسم ہے اس ذات عالی کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی مرغی بھی ہو تو میں اس کا اس طرح باندھ کر نشانہ نہ لوں۔ پھر آپ کے اس فرمانے کی اطلاع جب حضرت عبد الرحمن بن خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہنچی تو انھوں نے اس کے کفارے میں چار غلام آزاد کیے۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بعض محدثین نے صغار صحابہ میں ذکر کیا ہے یہ بھی اپنے والد بزرگوار حضرت سیف اللہ خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح شجاع و دلیر تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" میں ان کا مفصل ترجمہ لکھا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ

| | |
|---|---|
| اخرج ابن عساکر من طرق کثیرۃ انہ کان یؤمّر علی غزو الروم أیام معاویۃ | حافظ ابن عساکر نے بہت سی سندوں سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد حکومت میں ان کو رومیوں سے جو جنگیں لڑی جاتی تھیں ان میں امیر بنایا جاتا تھا۔ |

امام ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ۴۴ھ اور ۴۵ھ کے واقعات کے ضمن میں اور حافظ ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں ۴۴ھ اور ۴۶ھ ہجری کے واقعات کے ذیل میں بلاد روم میں ان کی زیر امارت رومیوں سے مسلمانوں کے سرمائی جہاد کا ذکر کیا ہے افسوس ہے کہ ۴۶ھ ہجری ہی میں ان کو حمص میں زہر دے کر شہید کر دیا گیا تھا یہ اپنے غزوات و جہاد کی وجہ سے شامی مسلمانوں میں بڑے محبوب و با اثر تھے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ یزید تو ۴۹ھ ہجری یا اس کے بھی کئی سال بعد ۵۲ھ یا ۵۵ھ میں قسطنطنیہ کی مہم پر روانہ ہوا تھا۔ اور یہ اس سے برسوں پہلے قسطنطنیہ کی شہر پناہ پر جنگ کر چکے ہیں۔ سردست ہم "غزوہ قسطنطنیہ" کے سلسلہ میں اسی قدر بحث پر اکتفاء کرتے ہیں۔ زندگی بخیر رہی اور حق تعالیٰ نے توفیق دی تو تفصیلی بحث اس حدیث پر انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہماری کتاب "یزید کی شکل و صورت حدیثوں کے آئینے میں" میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

یہ بھی یاد رہے کہ شارح بخاری مہلب المتوفی ۴۳۳ھ ہی وہ سب سے پہلے یہ شوشہ چھوڑا ہے کہ حدیث بخاری سے یزید کی منقبت نکلتی ہے۔ اندلس میں مالقہ کے قاضی تھے اور اندلس میں اس زمانے میں خلفاء بنی امیہ کا آخری تاجدار ہشام بن محمد المعتمد علی اللہ فرمانروا تھا۔ اس لئے موصوف کی یہ ساری کارگزاری جیسا کہ محدث قسطلانی نے شرح بخاری (ج۵ ص۱۰۱) میں تصریح کی ہے بنی امیہ کی حمیت میں تھی۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

**یزید کا عقیدہ اور عمل دونوں خراب تھے** خلاصہ بحث یہ ہے کہ یزید علمائے اہل سنت و جماعت کی تحقیق کے مطابق عقیدہ اور عمل دونوں کے اعتبار سے نہایت خراب آدمی تھا اس کے عقیدہ میں دو خرابیاں تھیں۔

(۱) "ناصبیت" یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عداوت۔ چنانچہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یزید کے بارے میں تصریح ہے کہ " از رؤسائے نواصب است"[1]

اور مورخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| یزید بن معاویۃ کان ناصبیاً فظاً غلیظاً جلفاً یتناول المسکر و یفعل المنکر افتتح دولتہ بقتل الشہید الحسین رضی اللہ عنہ واختتمہا بوقعۃ الحرۃ فمقتہ الناس ولم یبارک فی عمرہ وخرج علیہ غیر واحد بعد الحسین رضی اللہ عنہ کاھل المدینۃ للّٰہ (الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم ج ۲ ص ۳۶ طبع منیریہ مصر) | یزید بن معاویہ ناصبی تھا، سنگدل، بدزبان غلیظ جفاکار، مے نوش، بدکار۔ اس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسین شہید رضی اللہ عنہ کے قتل سے کیا اور اختتام واقعہ حرہ (کے قتل عام) پر۔ اسی لئے لوگوں نے اس پر پھٹکار بھیجی اور اس کی عمر میں برکت نہ ہوئی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد بہت سے حضرات نے اس کے خلاف محض اللہ فی اللہ خروج کیا جیسے کہ حضرات اہل مدینہ نے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) |

(۲) "ارجاء" یعنی ناصبی ہونے کے ساتھ "مرجی" بھی تھا چنانچہ سوال اول کے جواب میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح اس کے بارے میں گزر چکی ہے اور "ارجاء" کی تفصیل بھی وہیں مذکور ہے۔ اور رہی اس کی بدعملی سو اس کے اعمال قبیحہ اور حرکات شنیعہ کی تفصیل سے اس مقالہ کے اوراق بھر ہیں اب خود ہی سوچ لیجئے کہ ایسے نابکار و نالائق شخص کی محبت کا دم بھرنا اور اس کے گن گانا کیا کسی مسلمان کو زیب دیتا ہے؟

---

[1] مکتوب قاسمی درباره شہادت حسین طبع ملتان ص ۳۹

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

## حافظ ابن تیمیہ کا فتویٰ یزید سے محبت کے بارے میں

واما ترک محبته فلان المحبة الخاصة انما تکون للنبیین والصدیقین والشهداء والصالحین ولیس واحداً منهم وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المرء مع من احب ومن آمن باللہ والیوم الآخر لا یختار ان یکون مع یزید ولا مع امثاله من الملوک الذین لیسوا بعادلین (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص: ۴۸۴)

حافظ ابن تیمیہ نے ٹھیک ہی لکھا ہے کہ یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو انبیاء صدیقین و شہداء و صالحین سے رکھی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی زمرہ میں بھی نہیں۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "انسان کا حشر انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی۔" اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔

## روافض و نواصب دونوں راہ ہدایت سے دور ہیں

آخر میں ہم اتنا اور عرض کریں گے کہ احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو "نجوم ہدایت" بتایا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم (رواہ رزین)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اس روایت

Marfat.com
Marfat.com

(مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ کو رزین نے نقل کیا ہے۔
الفصل الثالث)

اور "اہل بیت عظام" رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو "کشتی نوح" سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جو اس میں سوار ہو گا بحر ضلالت میں غرق ہونے سے بچے گا ارشاد ہے کہ

الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا، و من تخلف عنھا ھلک۔ رواہ احمد (مشکوٰۃ باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفصل الثالث)

یاد رکھو میرے اہل بیت کی مثال تمہارے لیئے ایسی ہی ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تھی کہ جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے

مطلب صاف ہے جو لوگ "سفینہ اہل بیت" سے دور رہے جیسے خوارج اور نواصب کہ "اہل بیت" کے دشمن ہیں ان کو کافر کہتے اور ان سے بغض و عناد رکھتے ہیں وہ اول دہلہ ہی میں غرق دریائے ضلالت ہوئے اور جو کشتی میں تو سوار ہوئے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ضیا پاشی سے کہ نجوم ہدایت ہیں انہوں نے رہنمائی حاصل نہ کی جیسے روافض ہیں تو اندھیرے اور تاریکی کی وجہ سے عین منجدھار میں جا کر ان کی کشتی بحر ضلالت میں غرقاب ہوئی اور اہل سنت و جماعت امام فخر الدین رازی کے الفاظ میں

نحن معاشر اھل السنۃ بحمد اللہ رکبنا سفینۃ محبۃ اھل البیت واھتدینا بنجم ھدی اصحاب النبی صلی

ہم گروہ "اہل سنت" بحمد اللہ محبت اہل بیت کے سفینہ میں سوار ہیں اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نجم ہدایت سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اس لیئے امیدوار

| | |
|---|---|
| اللہ علیہ وسلم فنجوا النجاۃ | ہیں کہ قیامت کی ہولناکیوں اور جہنم کے |
| من اھوال القیامۃ ودرکات | طبقات سے ہمیں نجات ملے گی اور وہ |
| الجحیم والھدایۃ الی مایوجب | ہدایت ہمیں عطا ہوگی جو جنت کے |
| درجات الجنان والنعیم المقیم | درجات اور دائمی نعمت کو واجب |
| | کردیتی ہے۔ |

محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں حدیث سفینہ نوح کی شرح میں امام رازی کی تفسیر کبیر سے ان کی یہ عبارت نقل کی ہے یزید پلید نے نہ اہل بیت نبوی کی لاج رکھی نہ صحابہ کرام کی اس لیئے اب جو اہل سنت کے زمرے سے خارج ہوکر "نواصب کے گروہ شقاوت پژوہ میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ شوق سے یزید پر اپنی جان نچھاور کرے اپنا مال نثار کرے اور اس کی مداحی کو اپنا شعار بنائے۔

ان ساری تفصیلات سے اب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ سائل نے استفتا میں جو بارہ سوالات قائم کیئے ہیں وہ سب واہی تباہی شبہات پر مبنی ہیں۔ واقعہ میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے اور ان سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین و تذلیل اور تحمیق و تجہیل میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ اس لیئے ایسے امور کو حقائق باور کرنے والا پکا ناصبی فاسق اور بدعتی ہے اور اہل سنت کے زمرہ سے خارج اور واجب التعزیر ہے ایسا شخص نہ امامت کے لائق ہے نہ خطابت کے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔

واللہ اعلم بالصواب والحمد للہ اولاً و آخراً

کتبہ الفقیر الی اللہ تعالیٰ محمد عبد الرشید النعمانی غفر اللہ ذنوبہ

۲۰ جمادی الثانیہ ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

# اہل سنت کیلئے لمحہ فکریہ

حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۴۵۶ھ نے شہادتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حادثہ کربلا، واقعہ حرّہ، حصارِ کعبہ و قتل ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان چاروں جان گسل واقعات کو اسلام کے چار رخنوں سے تعبیر کیا ہے: کیونکہ شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرکز کا احترام ختم ہوا، اور خلافت کا رعب داب اُٹھ گیا، حادثہ کربلا سے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت خاک میں ملی، واقعہ حرّہ سے "مدینۃ الرسول" کی بے حرمتی ہوئی، قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے کعبہ کی عزت کو داغ لگا۔ غرض ان چاروں ہنگاموں میں ناحق کوشوں نے وہ قیامت برپا کی کہ خدا کی پناہ، خلیفۃ الرسول، عترت پیغمبر اور اصحاب نبی سب کا بے دریغ خون بہایا۔ اور حرم نبی، خانہ کعبہ جملہ شعائرِ اسلام کی عظمت کا ذرہ برابر پاس و لحاظ نہیں کیا۔

ان چاروں حادثات کے بارے میں ناصبیوں کا موقف یہ ہے کہ وہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذمہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں اور حادثہ کربلا کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور واقعہ حرّہ کا ان صحابہ کرام کو جنھوں نے یزید کی اطاعت سے انحراف کیا تھا اور حصارِ کعبہ کا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ادعاء خلافت کو، شیعہ مروانیہ کا ایمان و عقیدہ یہی ہے۔ ان کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد نہیں بلکہ خلافت کے غاصب تھے اور مسلمانوں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کے خون سے ہولی کھیلنے والے ۔حضرت حسینؓ ۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جو حادثۂ حرّہ اور حصار کعبہ کے خونی ہنگاموں میں یزید اور عبدالملک بن مروان کی تیغ ستم کا نشانہ بنے شہید نہیں ۔ بلکہ خلافت کے باغی تھے جو اپنی بغاوت کی پاداش میں کیفر کردار کو پہنچے ۔ شیعہ مروانیہ کا یہ نظریہ مروانیوں کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا ۔ لیکن محمود احمد عباسی نے کتاب " خلافت معاویہ دیزید" لکھ کر اس فتنہ کو پھر نئے سرے سے زندہ کرنے کی کوشش کی ہے ۔

اس کتاب کے شائع ہونے سے ملک میں ایک تازہ فتنہ " ناصبیت" کا پیدا ہو گیا ہے جس سے ابتک ہند و پاک کی سرزمین یکسر پاک تھی ، اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ملک کا اچھا خاصہ سنجیدہ پڑھا لکھا طبقہ بھی اس فتنہ کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا ، اور اب تو بہت سے حلقوں میں اس کو ایک تاریخی ریسرچ کا درجہ حاصل ہے ۔

یہ کتاب سرتاسر فریب ، خداع ، تلبیس اور کذب و افتراء کا مرقع ہے ۔

اس نام نہاد تاریخی ریسرچ کے چار مآخذ ہیں ۔

(۱) مستشرقین کی تصریحات ، جن کو مولف جا بجا آزاد اور بے لاگ محققین کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں ، اور ہر باب میں ان کے اقوال کو قول فیصل سمجھتے ہیں ۔

(۲) شیعہ مورخین جن کے کذب و افتراء کا جا بجا ڈھنڈورا پیٹنے کے باوجود مولف ہر جگہ ان سے اپنے مطلب کی بات کہیں ان کی عبارت میں قطع و برید کر کے اور کہیں بغیر اصل کے ہی لے لیتے ہیں ۔

(۳) بعض وہ مصنفین جن پر ناصبیت کا الزام ہے اور وہ اہل بیت سے انحراف رکھتے ہیں ۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

(۴) خود اپنی دماغی اُپج جس میں مؤلف بڑی دور دور کی کوڑی لاتے ہیں اور ایسی ایسی بات اپنے دل سے گڑھتے ہیں کہ پڑھنے والا حیران وششدر رہ جائے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اہل سنت میں سے کسی محقق عالم کے قول کو کہیں بھی اثبات مدعا کے لئے مؤلف نے اپنے اصلی رنگ میں پیش نہیں کیا بلکہ ہر جگہ ابلہ فریبی سے کام لے کر "ناصبیت" کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اس ملک میں رفض کا فتنہ قدیم سے تھا۔ باطنیہ اسماعیلیہ اور امامیہ سب پہلے سے موجود تھے البتہ خوارج ونواصب کا ڈھونڈے سے بھی پتہ نہ تھا، لیکن عباسی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر اہل سنت میں ناصبیت کا تازہ فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ اب بہت سے لوگ ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور یزید کے مقابلہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خاطی وغلط کار سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب سے سوائے ضرر کے فائدہ کوئی مرتب نہ ہوا۔ روافض تو اپنی جگہ اور سخت ہو گئے لیکن اہل سنت کے اعتدال میں فرق آگیا بہت سے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شک کرنے لگے۔ آج تک کسی ایک رافضی کے متعلق بھی یہ نہیں بتلایا جا سکتا کہ وہ عباسی صاحب کی کتاب پڑھ کر تائب ہو گیا ہو، لیکن اس کے برخلاف اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں میں ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی نکلے گی جو اس جھوٹ کے پلندہ کو صحیح سمجھ کر حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے اپنے دلوں کو صاف نہ رکھ سکے۔ اس کتاب نے سادہ لوح عوام نہیں اچھے خاصے پڑھے لکھے طبقہ کو متاثر کیا ہے جن میں عربی مدارس کے بھی بہت سے فارغ التحصیل شامل ہیں، جن لوگوں کی دسترس موضوع کتاب کے اصل ماخذ تک نہیں وہ اس کو تحقیق اور

Marfat.com

ریسرچ کا ایک نادر شاہکار سمجھتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے اس بات کا کہ اب مسلمان من حیث القوم علوم اسلامیہ سے نابلد ہو گئے ہیں۔ لہذا جو کوئی شخص بھی اپنے کسی غلط نظریے کو ذرا نئے انداز سے بنا سجا کر پیش کر دیتا ہے یہ اس کے ہو جاتے ہیں۔

سوچنے کی بات ہے جو شخص عربی، فارسی کی معمولی عبارتوں کے صحیح ترجمے نہ کر سکے۔ کتابوں کے غلط حوالے دے۔ مصنفین کی عبارتوں کو اپنے مفید مطلب بنانے کے لئے غلط معنے پہنائے اور ان میں قطع و برید سے کام لے، ایسے شخص کا کوئی پیش کردہ نظریہ کس درجہ قابلِ قبول ہو سکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ روافض کے سب و شتم سے لوگ تنگ آئے ہوئے تھے ایسے میں یہ کتاب شائع ہوئی جس میں حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے موقف پر اس سے کہیں زیادہ سلجھے ہوئے اور سنجیدہ انداز میں جرح کی گئی تھی جو روافض کی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے موقف کو مجروح کرنے میں عام روش ہے۔ اس لئے ردّ عمل کے طور پر بہت سے لوگ عباسی صاحب کے اس طرز عمل سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ حالانکہ تمام اہلِ سنت اس پر متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے اور جو لوگ ان سے برسر جنگ رہے وہ خطا پر تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کر کے غلطی کی اور وہ خلیفہ راشد نہ تھے، ان کا بیٹا یزید ظالم و جابر حکمراں تھا اور حضرت حسین رض حضرت عبداللہ بن زبیر رض اور وہ تمام صحابہ کرام جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے اور جنہوں نے یزید کے تسلط و اقتدار کو برہم کرنے کی کوشش کی وہ سب حق کے داعی اور خیر کے علمبردار تھے۔ مگر اس کتاب کی تصنیف صرف ان ہی امور کی تردید کے لئے عمل میں آئی ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے اہل سنت کا یہ نقطۂ نظر صریح طور پر غلط معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی ناصبیت کا عین منشا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

پیشِ نظر "استفتاء" کو جس کا جواب آپ کے سامنے ہے۔ "بشارت مغفرت کے امین حضرت یزید بن معاویہ سے متعلق ایک اہم استفتاء اور اس کا جواب" کے نام سے ہزاروں کی تعداد میں پہلے "مجلس عثمان غنی کراچی" نے طبع کرا کر تقسیم کیا اور بعد کو "انجمن تحفظ ناموس صحابہ لاہور" نے اس کے تمام سوالات عباسی کی اسی کتاب سے منقول ہیں۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ناصبیت کے پرچارک شیعہ مروانیہ نے تو اپنی بدعت کی اشاعت کے لئے کراچی اور لاہور میں مستقل ادارے بنا رکھے ہیں اور سارے ذخیرہ احادیث اور تاریخ اسلام کے اثرات کو ملیامیٹ کرنے پر تُلے ہوئے ہیں مگر اہلِ سنت و جماعت کہ صحابہ اور خاندانِ رسالت دونوں کی تعظیم و توقیر ان کا جزو ایمان ہے وہ اس فتنہ کے سدِ باب کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

محمد عبد الرشید نعمانی

سہ شنبہ ۱۴ رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۲ھ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

هو الشهید

یاران جهان طلسی دورنگی دارند

مصحف به بغل دین فرنگی دارند

چون مهرهٔ شطرنج نشستیم

در دل همه عزم خانه جنگی دارند

مشقه محمد عبدالرحیم سنه ۱۳۲۳ هجری